ش

سلسلۂ مطبوعات
۲۵

آپ حج کیسے کریں؟

مفید اضافات و ترمیمات کے ساتھ جدید ایڈیشن

مرتبہ
مولانا محمد منظور نعمانی
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ناشر
فضل ربی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱/کے-۳-ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ- ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

نام کتاب .... آپ حج کیسے کریں؟

مصنف .... مولانا محمد منظور نعمانی ۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

سال اشاعت .... سنہ ۱۹۷۷ء

تعداد .... بارہ سو

کتابت .... انوار ہاشمی

مطبوعہ .... تنویر پریس، کراچی

خصوصی رعایتی قیمت -/8 روپے

ناشر

فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام

۱/ کے ۳ ۔ ناظم آباد مینشن ۔ ناظم آباد ۴ کراچی۔

اگر

اسی دنیا اور اسی زندگی میں

آرامگاہِ نبوّت تک رسائی کی کوئی صورت ہوتی

اور یہ سیاہ بخت بھی کسی طرح وہاں پہونچ سکتا

تو اپنی مرتّب کی ہوئی

یہ چھوٹی سی کتاب

اپنے دونوں ہاتھوں سے حضورِ اقدس میں پیش کرکے

عرض کرتا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

عرضِ ناشر

حج وزیارت کے موضوع پر اردو زبان میں اب اتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے واقف کار کے لئے بھی ان کی تعداد بتانا ناممکن ہے۔

لیکن یہ کتاب "آپ حج کیسے کریں؟" اپنی اس خصوصیت میں بحمد اللہ اب بھی منفرد اور عدیم النظیر ہے کہ یہ حج اور زیارت کے اعمال و آداب اور اس کے طریقہ کی پوری رہنمائی بھی کرتی ہے اور دل میں سوز و گداز اور وجد و ذوق کی وہ کیفیات بھی پیدا کرتی ہے جو حج اور زیارت کی روح اور جان ہیں۔

اللہ کے جن بندوں نے اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھ کر حج کیا ہے ان کا عام احساس اور تاثر یہ ہے کہ حج کو جانے والے جو حضرات اس کو سفر حج میں اپنے مطالعہ میں رکھیں گے ان کو بالکل ایسا محسوس ہوگا کہ اللہ کا کوئی بندہ ان کا ہاتھ پکڑ کے عاشقانہ اور مسنون حج ادا کرا رہا ہے اور قلب و قالب اور ظاہر و باطن کی یکساں رہنمائی کر رہا ہے۔

یہ کتاب جب پہلی بار شائع ہوئی تھی تو اس میں چند اور مضامین بھی شامل کر دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے کتاب کے صفحات تین سو سے بھی زیادہ ہو گئے۔ تھے اور ضخامت کی اس زیادتی کی وجہ سے عازمینِ حج اس سے اتنے وسیع پیمانہ پر اس سے استفادہ نہیں کر سکے جس کی ہمیں آرزو تھی۔

اس تجربہ کے بعد قیمت کم کرنے ہی کی غرض سے دوسرے ایڈیشن میں وہ مضامین

حذف کردیئے گئے جن کی مقصد کے لحاظ سے زیادہ اہمیت نہیں تھی یا جو الگ بھی کہیں شائع ہو چکے تھے، اور صرف مولانا محمد منظور نعمانی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے دو مقالے باقی رکھے اور واقعہ یہ ہے کہ یہی دو مقالے در اصل کتاب کی جان تھے۔

اس دوسرے ایڈیشن میں قیمت میں تخفیف ہی کی غرض سے حصۂ نظم بھی حذف کر دیا گیا تھا، لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں نظموں کا شامل کرنا مناسب اور مفید سمجھا گیا اور کئی برس سے یہ کتاب اسی طرح شائع ہوتی رہی۔ اب ۱۳۸۳ھ (۱۹۶۴ء) میں نظر ثانی اور بعض ترمیموں کے بعد اس کا یہ جدید ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ اس میں مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگرامی (استاذ تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کے ایک بہت مفید مضمون کا اضافہ بھی کیا گیا ہے ــــ اسی طرح حصۂ نظم میں بھی شوق انگیز نظموں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ہماری دلی آرزو ہے کہ حج کو جانے والے تمام تعلیمیافتہ حضرات کے ہاتھوں تک کسی طرح ہم اس کو پہونچا سکیں، اس لئے دل کے پورے خلوص کے ساتھ پھر یہ پیشکش کی جاتی ہے کہ حج کو جانے والے جو حضرات پیسہ کی کمی کی وجہ سے یہ کتاب نہ خرید سکتے ہوں وہ ہمارے کسی جانے پہچانے صاحب کی تصدیق کے ساتھ ہم کو خط لکھ دیں۔ ہم ان کی خدمت میں کتاب کا ایک نسخہ انشاء اللہ بلا قیمت پیش کر دیں گے۔

اور ہماری طرف سے ان پر ہرگز کوئی احسان نہ ہوگا بلکہ ان کا بہت بڑا احسان ہم پر ہوگا کہ اس سعادت کا ہم کو انھوں نے موقعہ دیا۔ البتہ محصول ڈاک (ایک روپیہ) بذریعہ منی آرڈر ان کو پیشگی روانہ فرمانا ہوگا۔

ناچیز ــــ ناظم کتب خانہ الفرقان (لکھنؤ)

فہرست عنوانات بقید صفحات

خوش آنکہ بندم در رہت بر ناقہ محمل از وطن

خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بسر غلطم بہ تن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اگلے صفحہ سے جو مضمون شروع ہو رہا ہے در اصل یہ ایک خط ہے جو سنہ ۱۳۶۹ھ میں حج کو جانے والے اپنے ایک مخلص دوست کو مخاطب کرکے اس طور پر لکھا گیا تھا کہ حج کو جانے والے جو بھی اللہ کے نیک بندے اس کو مطالعہ میں رکھیں وہ اس مقدس سفر کی ہر منزل میں اس سے پوری رہنمائی حاصل کر سکیں۔

اس کی پہلی اشاعت پر ۸-۹ سال گزر چکے ہیں، اور یہ ناچیز اپنے رب کریم کے اس فضل واحسان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہے کہ ان سالوں میں اس کے ہزارہا بندوں نے سفر حج میں اس سے رہنمائی حاصل کی اور ان میں سے بہت سوں نے اپنا یہ احساس بتایا کہ اس کو مطالعہ میں رکھکر حج کرنے والے کو بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا اللہ کا کوئی واقف کار اور تجربہ کار بندہ ساتھ ہے اور وہ انگلی پکڑ کر صحیح اور مسنون طریقہ پر حج ادا کرا رہا ہے۔

اسی طرح اللہ کے بہت سے بندوں کے متعلق معلوم ہوا کہ اس کتاب کو پڑھ کر ان کا دل حج وزیارت کے لئے بے چین ہو گیا اور انھیں جانا بھی نصیب ہو گیا ——— یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ (شوال [illegible])

عازمِ حج کے نام

بلسمہٖ سُبحانہٗ

بڑے خوش نصیب، میرے دینی بھائی! تم پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں!
اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر و عظمت کو پوری طرح محسوس کیجئے اور اس کا شکر ادا کیجئے کہ اپنے مقدس گھر اور اپنے محبوب رسولؐ کے محترم شہر کی حاضری کا ارادہ اس نے آپ کے دل میں ڈالا اور اس کا سامان بھی مہیا کر دیا۔ ع

"کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

اور سب سے بڑا شکر اس نعمت کا یہ ہے کہ وہاں کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کے لئے تا بحدِ امکان اپنے کو تیار کرنے میں اور حج کے اعمال اور اس کا طریقہ سیکھنے کی کوشش میں ابھی سے مشغول ہو جائیے! ــــ بڑا بے نصیب، بڑا ناشکرا اور اپنے رب کی اتنی بڑی نعمت کی بڑی ناقدری کرنے والا ہے وہ بندہ جس کو اس کا مولا ایسا موقع دے اور وہ وہاں کی حاضری کے آداب اور طریقے سیکھنے اور وہاں کے لئے اپنے کو بنانے سنوارنے کی کوئی فکر نہ کرے اور یوں ہی غفلت اور لاپرواہی اور بدسلیقگی اور بے شعوری کے ساتھ وہاں جا اترے۔

چند ورق کے اس خط میں جو کچھ لکھنے کا ارادہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے لکھوا دیا تو حج

کے اعمال و آداب معلوم کرنے میں انشاء اللہ اس سے آپ کو کافی مدد ملے گی۔

واللہ وَلی التوفیق۔

اچھّے رفیق کی تلاش

اس راستہ میں سب سے زیادہ ضروری اور پہلی چیز یہ ہے کہ حج کو جاننے والے اللہ کے کسی ایسے بندے کا ساتھ تلاش کیجئے جو حج کے مسائل بھی اچھی طرح جانتا ہو اور مردِ صالح ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی ایسے بندے کا ساتھ نصیب فرما دیں جو مسائل حج سے واقفیت اور صلاح و تقویٰ کے علاوہ حج کا تجربہ بھی رکھتا ہو تو نورٌ علیٰ نور، بس اُن سے اجازت لیکر اُن کے ساتھیوں میں شامل ہو جائیے اور پورے سفر میں ان کے مشوروں پر عمل کیجئے لیکن اس کی پوری احتیاط کیجئے کہ آپ ان کے لئے تکلیف کا سبب نہ بنیں۔ اللہ کے صالح بندے چونکہ عام لوگوں سے زیادہ حسّاس اور لطیف مزاج ہوتے ہیں اس لئے خلافِ مزاج باتوں سے انھیں دوسرے لوگوں سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔

ساتھ رکھنے کی چند کتابیں

حج میں کچھ دینی کتابیں بھی ضرور اپنے ساتھ رکھیے، کم از کم ایک کتاب ایسی ہو جس سے بوقت ضرورت حج کے مسائل معلوم ہو سکیں اور ایک دو کتابیں ایسی ہوں جن کے مطالعہ سے آپ کے دل میں عشق و محبت اور خوف و خشیت کی وہ کیفیات پیدا ہوں جو دراصل حج کی اور ہر دینی عمل کی روح ہیں۔ ضروری مسائل کے لئے....

مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کی "رفیق حج" یا مولانا مفتی سعید احمد صاحب (سہارن پوری) کی مختصر کتاب "حج وزیارت کا مسنون طریقہ" کافی ہے۔

اور کیفیات وجذبات پیدا کرنے کیلئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ، کی کتاب "فضائل حج" اور "الفرقان" کے "حج نمبر" کے بعض مضامین قابل مطالعہ ہیں[1]، ان کے علاوہ عمومی دینی مطالعہ اور تعلیم کے لئے اس عاجز کی تالیف "اسلام کیا ہے؟" انشاءاللہ کافی ہے۔

یہ کتابیں اس سفر میں خود اپنے مطالعہ میں رکھئے، دوسروں کو پڑھوائیے اور بے پڑھے بھائیوں کو پڑھ کر سنائیے۔ اس مشغلہ میں آپ کا جتنا وقت گزرے گا انشاءاللہ اعلیٰ درجہ کی عبادت میں گزرے گا۔

اخلاص اور تصحیح نیت

سفر شروع کرنے سے پہلے نیت کا جائزہ لیجئے اور صرف اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا کے حصول اور آخرت کے ثواب کو اپنا مقصد بنائیے۔ اس کے سوا کوئی چیز آپ کیلئے اس مقدس سفر کا اصل محرک نہ ہو، اللہ کے یہاں وہی عمل قبول ہوتا ہے جو صرف اس کے حکم کی تعمیل میں اور اس کی رضا کے لئے کیا گیا ہو۔

---

[1] یہ کتاب جو اس وقت آپ کے سامنے ہے اس میں حج نمبر ۶۸ھ اور حج نمبر ۶۹ھ و ۷۰ھ کے وہ خاص خاص مضامین جمع کر دیئے گئے ہیں جو عشق ومحبت اور خوف وخشیت کی کیفیات پیدا کرنے اور ابھارنے میں خصوصیت سے مفید ہو سکتے ہیں اور حج کا طریقہ بتانے کے لئے بھی اب یہی کتاب کافی ہے اس لئے اب اگر صرف یہی کتاب "آپ حج کیسے کریں" ساتھ رکھی جائے تو انشاءاللہ کافی حد تک دونوں مقصد اسی سے حاصل ہو سکتے ہیں، اللہ کے بہت سے بندوں نے اپنا تجربہ بھی یہی بتایا ہے۔

گناہوں سے توبہ واستغفار

روانگی سے پہلے سارے چھوٹے بڑے گناہوں سے سچے دل سے توبہ واستغفار کیجیے تاکہ گناہوں کی گندگی سے صاف ستھرے ہوکر آپ اپنے مولا کے دربار میں پہنچیں۔

حقوق العباد کی تلافی یا معافی

اللہ کے جن بندوں کے حقوق آپ کے ذمہ ہوں، جن کی کبھی آپ نے حق تلفی کی ہو، جن کو ستایا ہو، جن کا کبھی دل دکھایا ہو، ان سب سے معاملہ صاف کیجیے، معاف کرا لیجئے یا بدلہ دیجیے، اگر کسی کی امانت ہو تو اسکو ادا کیجیے۔ جن امور کے متعلق وصیت کرنی ہو ان کے متعلق وصیت نامہ لکھ دیجئے ۔۔۔ اور سوچ سمجھ کے اور استخارہ کرکے جانے کا دن اور وقت مقرر کرلیجئے۔

روانگی کا دن آنے سے پہلے ہی تمام انتظامات اور تیاریوں سے فارغ ہوجائیے تاکہ روانگی پورے اطمینان سے ہوسکے۔

گھر سے روانگی

جب روانگی کا وقت آئے تو خوب خشوع وخضوع سے دو رکعت نفل نماز گھر میں پڑھیئے، اور سلام پھیرنے کے بعد سفر میں سہولت وعافیت کی اور معاصی سے حفاظت کی اور حج مبرور[1] اور زیارت مقبولہ نصیب ہونے کی پورے الحاح سے دعا کرکے اہلِ خانہ

---

[1] "حج مبرور" وہ حج ہے جو ظاہر اور باطن کے لحاظ سے صحیح اور قابلِ قبول ہو۔

سے رخصت ہوجایئے ۔۔۔ یاد ہو تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیئے :- "بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

یہ دعا یاد نہ ہو تو صرف "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر نکلیئے۔

جب سواری پر سوار ہوں

پھر جب آپ سواری پر، مثلاً ریل پر سوار ہوں اور وہ روانہ ہونے لگے، تو اللہ کی حمد کیجئے اور اس کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے ہماری راحت اور سہولت کے لئے دنیا میں یہ سواریاں مہیا فرمائیں اور اتنے بڑے بڑے سفروں کو ہمارے لئے آسان کر دیا۔ اور یاد ہو تو یہ دعا پڑھیئے :- "سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"۔

امیرِ قافلہ اور قافلہ کا تعلیمی نظام

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ایک جگہ سے کئی کئی حاجی ساتھ روانہ ہوتے ہیں (اور یہی بہتر بھی ہے) تو جب ٹرین روانہ ہو جائے اور اپنے اپنے سامان وغیرہ کی طرف سے سب ساتھی مطمئن ہو جائیں تو کسی ایک سمجھدار ساتھی کو قافلہ کا امیر بنا لیجئے[۱] اور یہ بھی طے کر لیجئے کہ اس پورے سفر میں حج کے مسائل اور اس کا طریقہ اور اس کے علاوہ بھی دین کی اور ضروری باتیں سیکھنے سکھانے کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رکھیں گے۔ جن لوگوں کو ساری عمر دین سیکھنے کی نوبت نہیں آتی، انھیں حج کے سفر میں اس کا کافی موقع مل جاتا ہے۔ الغرض سوچ سمجھ کے پورے

---

[۱] کسی ساتھی کو قافلہ کا امیر مقرر کرنے کا کام اگر ریل میں سوار ہونے سے پہلے یا اپنے شہر یا بستی سے چلنے سے بھی پہلے کر لیا جائے تو اور اچھا ہے۔

قافلہ کا ایک تعلیمی نظام بنا لیجئے، یہ بڑی اہم اور کام کی بات ہے ــــ حج کو جانے والے بکثرت ایسے ہوتے ہیں جنھیں نماز پڑھنا بھی نہیں آتا ہے اور بیچارے بعض تو کلمے تک سے ناواقف ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی دینی تعلیم پر وقت صرف کرنا بلاشبہ نوافل اور ذکر اذکار سے افضل ہے۔

ریل میں نماز اور جماعت کا بھی پورا اہتمام کیجئے۔ اگر غفلت کی وجہ سے ایک وقت کی نماز بھی خدانخواستہ قضا ہوگئی تو بیت اللہ کی سو نفل نمازوں سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوسکیگی۔

جہاز کے انتظار کا زمانہ

ریل کا سفر ختم کرکے جہازوں کے انتظار میں اکثر حاجیوں کو کئی کئی دن تک بمبئی یا کراچی میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ آپ قیام کے ان دنوں میں اچھی طرح اس کا خیال رکھیں کہ آپ حج و زیارت کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہیں اس لئے بے فائدہ سیر و تفریح اور خواہ مخواہ بازاروں میں گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں اور پورے اہتمام سے اپنا تعلیمی نظام اور دوسرے معمولات یہاں کے زمانۂ قیام میں بھی جاری رکھیں

بمبئی اور کراچی میں تبلیغی جماعتیں

ان دونوں بندرگاہوں میں (بمبئی میں حاجیوں کے مسافرخانوں میں اور کراچی میں حاجی کیمپ میں) آپ کو انشاء اللہ تبلیغی کام کرنے والے اللہ کے کچھ بندے ملیں گے۔ آپ ان کے تبلیغی اور تعلیمی نظام میں شریک ہوجائیے۔ اور اگر ان کی کوئی خاص جماعت حج کو جانے والی ہو (اور چند سالوں سے اکثر جہازوں میں تبلیغی جماعتیں جاتی ہیں) تو آپ کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہوجائیے۔ انشاء اللہ ان کی رفاقت میں آپ کو بہت کچھ دینی

برکتیں حاصل ہوں گی۔

پورے سفرِ حج کے لئے بمبئی یا کراچی سے کیا کیا آپ کو ساتھ لینا چاہیئے، یہ سب آپ کو ان تبلیغی دوستوں سے ہی معلوم ہو جائے گا، اور اگر آپ ان کے رفیق بن گئے تو آپ کے یہ سارے انتظامات بھی انشاء اللہ آسانی سے مکمل ہو جائیں گے۔

بمبئی اور کراچی کی مدتِ قیام میں آپ کے مشاغل

بمبئی اور کراچی میں اکثر حجاج کا وقت بڑے انتشار اور پریشانی میں گزرتا ہے۔ آپ اپنی طبیعت میں جب انتشار اور پریشانی اور پراگندگی کی کیفیت محسوس کریں تو اپنے کو کسی اچھے کام میں لگا دیں، مثلاً نفل نماز پڑھنے لگیں یا اللہ کے ذکر میں یا قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جائیں یا اس وقت بیٹھ کر بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضۂ اقدس کی زیارت کے تصور سے لذت حاصل کرنے لگیں یا کوئی شوق انگیز کتاب پڑھنے لگیں[1]۔

جہاز پر سوار ہوتے وقت

جب جہاز پر سوار ہونے کا وقت آئے تو سلامت و عافیت اور معاصی سے حفاظت کی دعا کرتے ہوئے بسم اللہ کہہ کے سوار ہو جائیے اور یاد ہو تو یہ دعا پڑھیئے:- بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝

سمندری سفر کا زمانہ

اگر کوئی تیز رفتار جہاز آپ کو ملا تو بھی کم از کم سات آٹھ دن، ورنہ بارہ تیرہ دن آپ کے

---

[1] انشاء اللہ ایسے وقت میں اس کتاب "حج کیسے کریں" کا مطالعہ آپ کے لئے بہت مفید اور سکون آفریں ہوگا۔

جہاز میں گزریں گے۔ بہت سے لوگوں کو بحری سفر کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے اور جہاز کی غیر معمولی حرکت سے دوسرے ہی دن چکر آنے لگتے ہیں اور اس کا سلسلہ کئی کئی دن رہتا ہے۔ بعضوں کی طبیعت زیادہ خراب بھی ہو جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی ایسی تکلیف ہو تو وقت پر نماز کی ادائیگی کا اس حالت میں بھی پورا اہتمام کیجئے۔ ہوش و حواس کی حالت میں جس شخص کی ایک وقت کی نماز بھی فوت ہو جائے وہ بڑے خسارہ میں ہے اور جن دنوں میں طبیعت اچھی رہے تو تبلیغ و تعلیم اور ذکر و نوافل کے معمولات ہمت سے پورے کرتے رہیئے۔ خصوصاً مناسک حج کے سیکھنے ضروری مسائل کے یاد کرنے یا دوسروں کو بتلانے اور یاد کرانے میں اپنا وقت گزاریئے۔ نیز دوسرے حجاج بالخصوص بوڑھوں اور کمزوروں کی خدمت کی سعادت ضرور حاصل کیجئے۔ اور یہ سمجھ کے خدمت کیجئے کہ یہ اللہ و رسول کے مہمان ہیں اور میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اس لئے اس نسبت سے مجھ پہ ان کی خدمت کا حق ہے۔ بعض اہلِ معرفت کا ارشاد ہے کہ

"طاعت و عبادت سے تو جنت ملتی ہے اور بندوں کی خدمت کے صلہ میں خود مولا ملتا ہے۔"

میقات آنے سے پہلے احرام کی تیاری

جدہ جب قریباً ایک دن رات کی مسافت پر رہ جاتا ہے تو وہ مقام آتا ہے جہاں سے ہندوستانی یا پاکستانی حجاج احرام باندھتے ہیں، جہاز میں بہت پہلے سے اس کا چرچا شروع ہو جاتا ہے۔ جہاز کے کپتان کی طرف سے بھی اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں وقت جہاز یلملم کی پہاڑیوں کے سامنے سے گزرے گا۔ جب وہ وقت قریب آئے تو آپ بھی احرام[1] باندھنے

---

[1] جو حضرات حج سے پہلے جدہ سے سیدھے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ یہاں احرام نہ باندھیں ان کو مدینہ طیبہ سے روانگی کے وقت احرام باندھنا چاہئے۔

کی تیاری شروع کردیں۔ اگر حجامت بنوانے کا موقع ملے تو بنوالیں، ناخن ترشوالیں، بغل وغیرہ کی بھی صفائی کرلیں اور خوب اچھی طرح غسل کریں جس میں میل کچیل اور ہر قسم کی گندگی سے جسم کی صفائی اور پاکیزگی کی پوری کوشش کریں اور احرام باندھنے کے لئے تیار ہوجائیں۔

حج کی تین صورتیں

احرام کا طریقہ معلوم کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ ہمارے آپ کے لئے حج کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں اور احرام کے وقت صرف حج کی نیت کریں، اس کو "افراد"[۱] کہتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھیں اور ایک ہی احرام میں دونوں کو ادا کرنے کی نیت کریں، اس کو "قران" کہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں احرام کی ساری پابندیاں حج سے فارغ ہونے تک قائم رہتی ہیں جن کا نباہنا اکثر لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے اور بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایسے کام اور ایسی باتیں کر بیٹھتے ہیں جن کی احرام کی حالت میں ممانعت ہے، اس لئے آج کل عوام کو ان دونوں صورتوں کا مشورہ نہیں دیا جاتا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور مکہ معظمہ پہنچ کے عمرہ کرکے احرام ختم کردیا جائے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھا جائے۔ اس کو "تمتع" کہتے ہیں۔ اکثر لوگوں کے لئے یہی تیسری صورت آسان اور بہتر ہوتی ہے، اس لئے تفصیل سے اسی کا طریقہ لکھتا ہوں۔

حج تمتع کا طریقہ

بہرحال اگر آپ میرے مشورہ کے مطابق تمتع کا ارادہ کریں تو جب میقات قریب

---

[۱] حج بدل کرنے والوں کے لئے افراد ہی بہتر ہے اگرچہ قران بھی وہ کرسکتے ہیں اور آمر کی اجازت سے تمتع بھی کرسکتے ہیں۔

آئے تو جیسے کہ اوپر ابھی بتلایا پہلے غسل کریں اور اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکیں تو صرف وضو ہی کر لیں اور سلے کپڑے جسم سے اُتار کر ایک لنگی پہن لیں اور ایک چادر اوپر اوڑھ لیں اور ان ہی دونوں کپڑوں میں دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ اس نماز میں سر چادر سے ڈھانک لینا چاہیئے پھر جیسے ہی سلام پھیریں سر سے چادر اتار دیں اور دل سے عمرہ کے احرام کی نیت کریں اور زبان سے بھی کہیں کہ :-

"اے اللہ! میں صرف تیری رضا کے لئے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں
تو اس کو میرے لئے آسان فرما اور صحیح طریقے پر ادا کرنے کی توفیق دے
اور اپنے فضل و کرم سے قبول فرما"

تلبیہ

پھر اس نیت کے ساتھ ہی کسی قدر بلند آواز سے تین دفعہ یہ تلبیہ پڑھیں :-

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ"

(میں حاضر ہوں خداوندا تیرے حضور میں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہیں اور ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں)

اس کو تلبیہ کہتے ہیں۔ یہ حج و عمرہ کا خاص ذکر اور گویا حاجی کا خاص ترانہ ہے۔ اور دراصل یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا جواب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے اللہ کے بندوں کو پکارا تھا کہ آؤ اللہ کے در پہ حاضری دو۔ پس جو بندے حج یا عمرہ کی نیت سے

احرام باندھ کے اللہ کے گھر کی حاضری کے ارادہ سے جاتے ہیں وہ یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے گویا حضرت ابراہیمؑ کی اس پکار کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تونے اپنے مقبول بندے ابراہیمؑ سے ندا دلوا کے ہمیں بلوایا تھا، ہم حاضر ہیں، حاضر ہیں، تیرے حضور میں حاضر ہیں۔" بہرحال تلبیہ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرکے ہوئے براہ راست اسی سے خطاب کریں اور شوق ذوق اور خشیت و خوف کے ساتھ بار بار کہیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۝

تلبیہ پڑھکر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ سے دعا کریں۔۔ اس موقع پر یہ دعا خاص طور پر مستحب ہے :۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ[1]"

اس کے بعد تلبیہ کی کثرت رکھیں، اب تلبیہ ہی آپ کے لئے گویا افضل ذکر ہے اجب کسی سے ملنا ہو، جب بلندی پر چڑھنا یا نشیب میں اترنا ہو تو ہر موقع پر اللہ کی عظمت اور خشیت و محبت کی کیفیت کے ساتھ یہی کلمہ پڑھئے :۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

احرام کی پابندیاں

جب آپ نے احرام کی دو رکعتیں پڑھ کے عمرہ یا حج کی نیت کر لی اور تلبیہ کہہ لیا تو اب

[1] ترجمہ :۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں اور تیری ناراضی سے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

آپ "مُحرِم" ہو گئے اور آپ پر احرام کی ساری پابندیاں عائد ہو گئیں، اب آپ سلا کپڑا نہیں پہن سکتے، سر اور چہرہ نہیں ڈھک سکتے، ایسا جوتا بھی نہیں پہن سکتے جو پاؤں کی پشت کی اُبھری ہوئی ہڈی کو ڈھانکنے والا ہو، حجامت نہیں بنوا سکتے، بلکہ جسم کے کسی حصہ کا ایک بال بھی نہیں توڑ سکتے، ناخن نہیں تراش سکتے، خوشبو نہیں لگا سکتے، بیوی سے ہم بستر نہیں ہو سکتے بلکہ ایسی کوئی بات بھی نہیں کر سکتے جو اس خواہش کو اُبھارنے والی ہو اور جس سے نفس کو خاص لذت ملتی ہو، کسی جانور کا شکار نہیں کر سکتے، بلکہ اپنے جسم یا کپڑے کی جوں بھی نہیں مار سکتے۔[1]

حج اور عمرہ کے سلسلہ کا پہلا عمل یہی احرام ہے جو جدہ پہنچنے سے پہلے جہاز ہی پر باندھ لیا جاتا ہے۔ اب مکہ معظمہ پہنچنے تک آپ کو کوئی خاص کام کرنا نہیں ہے۔ بس احرام کی پابندیوں کو نباہیئے اور شوق و محبت اور خوف و انابت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر کے تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیئے۔ اس زمانہ میں جذب و عشق اور خوف و خشیت کی جس قدر کیفیت آپ کے اندر پیدا ہو جائے بس وہی اصل ابراہیمی میراث ہے اور وہی حج و عمرہ کی روح ہے۔

مُعلّم کو پہلے سے سوچ رکھیے

جدہ اُترتے ہی آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کا مُعلّم کون ہے؟ اس سوال کے جواب میں

---

[1] عورتوں کے احرام کے بھی یہی احکام ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ سِلے کپڑے پہن سکتی ہیں اور سر کھولنے کا حکم بھی ان کے لئے نہیں ہے البتہ چہرے پر کپڑا ڈالنے کی ان کے لئے بھی ممانعت ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ ان کا احرام بس یہی ہے کہ چہرے پر کپڑا نہ ڈالیں حتیٰ کہ جب کسی اجنبی آدمی اور نامحرم شخص کا سامنا ہو تب بھی کسی اور چیز سے آڑ کر لیں کپڑا منھ پر نہ ڈالیں اس مقصد کے لئے بمبئی وغیرہ میں جو ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے وہ نہایت مہمل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کام کے لئے عورتیں اپنے ہاتھ میں پنکھا یا اس قسم کی کوئی اور چیز رکھیں جس سے چہرہ نامحرموں سے چھپا سکیں۔

آپ جس معلم کا نام بتلادیں گے، اسی کے وکیل کے سپرد آپ کو کر دیا جائے گا، لہٰذا پہلے ہی سے سوچ سمجھ کے طے کر لیجئے کہ آپ کس کو اپنا معلم بنانا چاہتے ہیں۔

حجاج کو عموماً اپنے معلم کی شکایت کرتے ہی دیکھا گیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ معلمین بھی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور حجاج کی رہنمائی اور راحت رسانی کا جو انتظام انھیں کرنا چاہیئے اور جتنا وہ کر سکتے ہیں اکثر معلم اتنا بھی نہیں کرتے، لیکن اس عاجز کے نزدیک ان شکایتوں کی بڑی بنیاد خود حجاج کی یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ معلم سے ایسی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئیں۔ بہت سی انتظامی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں بے چارے معلم بھی بے بس اور دوسروں کے دست نگر ہوتے ہیں، پھر بھی اس میں شبہ نہیں کہ بعض معلم تجربہ میں دوسروں سے اچھے ثابت ہوتے ہیں، لہٰذا سمجھدار اور تجربہ کار حجاج اگر کسی معلم کو اچھا بتلائیں اور مخلصانہ طور پر اس کے متعلق مشورہ دیں تو آپ اس کو اپنا معلم بنالیں۔ بعض لوگ معلموں کی باقاعدہ ایجنٹی اور دلالی بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔

جدّہ

جدّہ کے ساحل پر اتر کر آپ کو خوشی ہوگی اور ضرور خوشی ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حجاز کی اس زمین پر قدم رکھنا آپ کو نصیب فرمایا جس کی محبت ہر مومن کے دل میں تمام ملکوں سے زیادہ ہے جدّہ گویا حجاز کا سب سے بڑا بحری اسٹیشن ہے، اور مکہ معظمہ کا تو گویا دروازہ ہے۔ آپ کا پاسپورٹ آپ سے یہاں لے لیا جائے گا اور پھر آپ کو واپس نہیں دیا جائے گا بلکہ اندراج وغیرہ کی کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے معلم کے پاس پہونچ جائے گا۔

جدّہ میں آپ کے معلم کا وکیل مکہ معظمہ جانے کے لئے آپ کے واسطے سواری کا انتظام کریگا۔

اس میں کبھی کبھی ایک آدھ دن کی دیر بھی لگ جاتی ہے۔

جدّہ سے مکّۂ معظمہ

آپ کی طبیعت چونکہ مکّۂ معظمہ پہنچنے کے لئے بیتاب ہوگی اس لئے جدّہ کا یہ تھوڑا سا قیام بھی آپ پر بہت گراں گزرے گا۔ بہرحال دیر سویر انتظام ہو ہی جائے گا اور آپ موٹر کار یا بس سے مکّۂ معظمہ روانہ ہو جائیں گے۔ جدّہ سے مکّۂ معظمہ کا راستہ صرف دو ڈھائی گھنٹہ کا ہے۔ سڑک بہت اچھی ہے۔ ڈرائیور بھی عموماً تیز چلانے کے عادی ہیں۔

حدِّ حرم

مکّۂ معظمہ جب قریباً دس میل رہ جاتا ہے تو شمیسیہ نام کا وہ مقام آتا ہے جہاں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ جہاں ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے سے کفارِ مکّہ نے روک دیا تھا اور پھر صلح کر کے بغیر عمرہ کئے آپ مدینہ واپس ہو گئے تھے۔ یہیں حدیبیہ کا وہ میدان ہے جس کے ایک درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے موت پر بیعت لی تھی جو بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے اور جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔ یہاں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں سڑک کے قریب ہی بطور نشانی کے ایک چھوٹا سا مینارہ بھی بنا ہوا ہے اور ایک لکھی ہوئی تختی بھی لگی ہوئی ہے۔ جب یہ مقام آئے تو شوق و محبت اور خوف و ادب کی کیفیت کو پوری طرح اپنے پر طاری کیا جائے اور اللہ سے دعا کی جائے کہ:۔ اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول کا حرم ہے، اس میں جانوروں کو بھی امن ہے تو اس کی برکت اور حرمت سے میرے گوشت پوست اور سارے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دے اور قیامت کے عذاب

سے مجھے امن نصیب فرما۔"

اور اگر معنی مطلب کے ساتھ آپ کو یاد ہو اچھا ہے کہ پھر یہ دعا ان عربی الفاظ میں کریں۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ؕ

مکۂ معظمہ میں داخلہ

تھوڑی دیر کے بعد آپ کو مکۂ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں گی، اس وقت پھر اپنے اندر خشیت وادب کی کیفیت پوری طرح پیدا کر کے اللہ سے دعا کیجیے:۔

"اے اللہ! مجھے اپنے اس پاک اور مبارک شہر میں سکون واطمینان سے رہنا نصیب فرما اور یہاں کے حقوق اور آداب پورے کرنے کی توفیق دے اور حلال رزق عطا فرما۔"

پھر جب آپ کی موٹر اللہ کے مقدس شہر میں داخل ہونے لگے تو پھر دل حاضر کر کے دعا کیجیے۔

"اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرا فرض ادا کرنے اور تیری رضا اور رحمت کا طالب بن کر آیا ہوں، تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور قیامت کے دن کی معافی اور بخشش میرے لئے مقدر فرما دے اور میرا حج صحیح طور سے ادا کرا دے۔"

مسجد حرام کی حاضری اور طواف

موٹر آپ کو معلم کے مکان پر پہونچا دے گی، بہتر یہ ہے کہ آپ سامان اُتار کے اور اگر وضو نہ ہو، وضو کر کے اسی وقت مسجد حرام جائیں۔ مسجد حرام کے بہت سے دروازے ہیں۔ "بابُ السَّلام" سے داخل ہونا بہتر ہے۔ داخلہ کے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ"

کہہ کے داہنا پاؤں اندر رکھیئے اور یہ دعا پڑھیئے۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

پھر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو "اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" کہئے اور ہاتھ اٹھا کے خوب دل سے دعا کیجئے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَكَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَکَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّبِرًّا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ــ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(ترجمہ) اے اللہ! اپنے اس مقدس گھر کی عزت و عظمت، شرافت و ہیبت میں ترقی فرما اور حج و عمرہ کرنے والوں میں جو اس کی تعظیم و تکریم کریں ان کو بھی شرف و عظمت اور نیکی عطا فرما۔ اے اللہ! تیرا ہی نام سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے تو ہم پر سلامتی بھیج۔ میں اس مقدس گھر کے رب سے پناہ مانگتا ہوں، قرضہ سے اور محتاجی سے اور سینہ کی تنگی سے اور قبر کے عذاب سے۔

اس کے بعد سیدھے حجرِ اسود کی طرف آئیے[1]۔ اور چونکہ آپ کو اس طواف کے بعد عمرہ کی سعی بھی کرنی ہوگی اسلئے اضطباع کر لیجئے یعنی احرام کی اوڑھنے کی چادر داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر ڈال لیجئے اور پھر حجرِ اسود کے مقابل اس طرح کھڑے ہو کے طواف کی نیت کیجئے کہ اپنا داہنا مونڈھا حجرِ اسود کے بائیں کنارے[2] کی سیدھ پر ہو، اور پورا حجرِ اسود

---

[1] مسجد حرام میں داخل ہو کے پہلے تحیۃ المسجد نہ پڑھنی چاہئے بلکہ طواف کرنا چاہیئے ــ یہاں کا تحیۃ طواف ہی ہے ۱۲۔

[2] بائیں کنارے سے مراد یہاں حجرِ اسود کا کنارہ ہے جو طواف کنندہ کے بائیں جانب ہو۔ ۱۲

آپ کے داہنی طرف ہو، پھر نیت کرنے کے بعد ذرا داہنی جانب ہٹ کر حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہیئے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

پھر اگر موقع ہو تو آگے بڑھ کر ادب سے حجر اسود کو بوسہ دیجئے اور اگر اژدحام ایسا ہو کہ اس کو بوسہ دینا یا صرف اپنا ہاتھ بھی اس تک پہنچانا آسان نہ ہو تو پھر اپنی ہی جگہ کھڑے کھڑے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر دیجئے اور یہ خیال کیجئے کہ گویا آپ نے اپنی ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ دیں اور اس وقت یہ دعا پڑھیئے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لیجئے اور طواف شروع کر دیجئے۔

ایک طواف میں خانۂ کعبہ کے سات چکر لگائے جاتے ہیں، یعنی سات چکروں کا ایک طواف ہوتا ہے۔ پہلے تین چکروں میں رمل[1] کیجئے، یعنی ذرا مونڈھے ہلا کے اور اکڑ کے قریب قریب قدم ڈالیئے اور پہلوانوں کی طرح کسی قدر تیز چلئے، باقی چار چکروں میں اپنی معمولی رفتار سے چلئے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ تلبیہ جو احرام کے وقت سے شروع ہوا تھا وہ عمرہ کا طواف شروع کرنے پر ختم ہو جاتا ہے اس لئے اس طواف میں اور اس کے بعد آپ تلبیہ نہیں پڑھیں گے۔

طواف کی دُعائیں

معلم لوگ طواف میں حاجیوں سے بعض خاص دعائیں پڑھواتے ہیں جو عام طور سے بیچارے حاجیوں کو یاد نہیں ہوتیں اور نہ وہ بے چارے ان کے کسی لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں۔

---

[1] رمل اور اضطباع صرف اس طواف میں کیا جاتا ہے جس کے بعد سعی کرنی ہوتی ہے اور صرف مرد کرتے ہیں۔ عورتوں کو نہ رمل کا حکم ہے نہ اضطباع کا۔ ۱۲

یہ نہایت مہمل اور غلط طریقہ ہے۔ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ طواف کے لئے کوئی خاص دعا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ اگر کوئی بھی دعا یاد نہ ہو تو صرف

"سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ"

پڑھتا رہے تاہم عوام کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی دو تین چھوٹی چھوٹی دعائیں معنی مطلب کے ساتھ یاد کرلیں اور وہی طواف میں پڑھتے رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت جامع اور مختصر مندرجہ ذیل تین دعائیں طواف میں پڑھنی ثابت ہیں۔ ان میں سے پہلی دعا قرآن مجید کی ہے۔ یہ دعائیں بڑی آسانی سے ہر شخص کو منٹوں میں یاد ہو سکتی ہیں۔ اگر پہلے سے آپ کو یاد نہ ہوں تو کم از کم ان کو ضرور یاد کرلیں۔

(۱)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ترجمہ) اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔

(۲)

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گناہوں کی معافی اور دنیا اور آخرت میں عافیت کا۔

(۳)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَاقَۃِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(ترجمہ) اے اللہ میں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

لہ اگر کوئی طواف میں خاموش بھی رہے تب بھی طواف ہو جاتا ہے۔ ۱۲

عام حاجی اگر صرف یہی دعائیں یاد کرلیں اور پورے طواف میں بس یہی پڑھتے رہیں تو بالکل کافی ہے اور معلموں کی ان لمبی لمبی دعاؤں سے جن کو اکثر حاجی بالکل نہیں سمجھتے، بلکہ صحیح طور پر پڑھ بھی نہیں سکتے، ان چھوٹی چھوٹی تین دعاؤں کو سمجھ کر اور صحیح طور سے پڑھنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

ان کے علاوہ بھی جو اچھی دعائیں یاد ہوں طواف میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ دعا کا عام اصول یہ ہے کہ جس دعا میں زیادہ جی لگے اور دل میں حضور اور خشوع کی کیفیت پیدا ہو، وہی دعا سب سے بہتر ہے۔ یہاں قرآن و حدیث کی بہت مختصر مختصر دس دعائیں اور لکھتا ہوں۔ یہ سب بھی بڑی آسانی سے یاد ہو سکتی ہیں، پھر ان میں سے جو دل کو زیادہ لگے اسی کو زیادہ پڑھے۔

(۱)

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

(ترجمہ) اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں ظالموں خطاکاروں میں ہوں۔

(۲)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ

(ترجمہ) اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری حمد کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

(۳)

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ"

(ترجمہ) پروردگار! بخش دے اور رحم فرما، تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

(۴)

"رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ"

(ترجمہ) اے مالک! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش دیجئے جس دن کہ حساب کتاب ہو۔

(۵)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ"

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے موت کے وقت راحت کا اور حساب کے وقت معافی کا سوال کرتا ہوں۔

(۶)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں اور تیری ناراضی سے اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۷)

"اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَكَ"

(ترجمہ) اے اللہ! مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے اور اپنے عذاب سے بچا دے۔

(۸)

"یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ"

(ترجمہ) اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور سب کے تھامنے والے بس تیری رحمت ہی سے فریاد ہے۔

(۹)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی"

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقوے کا اور شرم و عار کی باتوں سے

بچے رہنے کا اور محتاج نہ ہونے کا۔

(۱۰)

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور رزق کی راہیں ہمارے لئے آسان کر دے۔

یہ سب چھوٹی چھوٹی دعائیں بھی بڑی آسانی سے یاد کی جاسکتی ہیں اور طواف میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

مناسک کی کتابوں میں طواف کے لیے جو خاص خاص دعائیں لکھی گئی ہیں اگر آپ ان ہی کو پڑھنا چاہیں اور ان ہی میں آپ کا زیادہ جی لگے تو پھر آپ ان ہی کو پڑھیں، اسلئے ذیل میں ترتیب وار وہ بھی لکھے دیتا ہوں۔

حجرِ اسود کا استلام کر کے (یعنی حجرِ اسود کو بوسہ دے کے، یا بجائے اس کے اپنا ہاتھ اس تک پہنچا کے اور اس کو چوم کے، یا اپنی ہتھیلیاں دور ہی سے اس کی طرف کر کے اور ان کو چوم کے) جب آپ طواف شروع کریں اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف چلیں تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھیں:۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ترجمہ) اے اللہ! میں تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے

---

[1] اس عاجز نے قرآن و حدیث سے منتخب کر کے ایسی چالیس مختصر جامع دعائیں اپنی کتاب "اسلام کیا ہے"؟ کے آخر میں لکھ دی ہیں۔ جن حضرات کو اور دعائیں یاد کرنے کا شوق ہو وہ وہاں دیکھ کر یاد کر لیں اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ طواف کرتے ہوئے کتاب میں دیکھ دیکھ کر دعائیں پڑھی جائیں۔

یہ دعا ملتزم کے سامنے چند قدم میں ختم ہو جائے گی اور اتنی ہی دیر میں آپ بیت اللہ کے دروازے کے سامنے پہنچ جائیں گے، اس وقت آپ عرض کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ؕ

(ترجمہ) اے اللہ! یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے، اور امن تیرا ہی دیا ہوا امن ہے، اور دوزخ کی آگ سے تیری پناہ پکڑنے والوں کی یہ جگہ ہے، پس تو اپنے کرم سے مجھے بھی دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اتنے میں آپ مقام ابراہیم کے سامنے پہونچ جائیں گے، اس وقت آپ عرض کریں۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مَقَامُ اِبْرَاھِیْمَ الْعَائِذِ اللَّائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ۔

الٰہی یہ تیرے خلیل ابراہیم کا مقام ہے جنھوں نے تیری پناہ چاہی تھی اور تیرا ہی سہارا پکڑا تھا جب کہ انھیں آگ میں ڈالا گیا تھا، پس تو ان کی نسبت اور اپنے کرم سے ہمارے گوشت پوست کو آگ پر حرام کر دے۔

اتنے میں آپ رکن عراقی (بیت اللہ کے شمال مشرقی گوشہ) کے قریب پہنچ جائیں گے اس وقت آپ عرض کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ؕ

اے اللہ! شک اور شرک سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اختلاف و نفاق اور برے اخلاق سے بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و اولاد کی طرف میری واپسی کسی بری حالت میں ہو۔

اب آپ "میزاب رحمت" کے سامنے آجائیں گے وہاں پہنچ کر آپ عرض کریں:۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَّا یَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَّا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَّۃِ الْخُلْدِ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً لَا اَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا"

الٰہی! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جسے کبھی زوال نہ ہو اور ایسا یقین جو کبھی ختم نہ ہو اور جنت الخلد میں تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! قیامت کے جس دن میں تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور تیری ذات پاک کے سوا جب کوئی باقی نہ ہوگا تو اس دن مجھے اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیے اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے ایسا شربت پلائیے کہ اس کے بعد کبھی مجھے پیاس نہ ہو۔

پھر رکن شامی (یعنی بیت اللہ کے شمالی مغربی گوشہ) کے سامنے جب آپ پہنچیں تو دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ"

اے اللہ! میرا حج مبرور ہو، میری محنت قبول ہو، اور میرے گناہ معاف ہوں اور میری یہ تجارت ایسی تجارت ہو جس میں کوئی نقصان نہ ہو، اے عزیز اے غفور۔

پھر رکن یمانی (بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ پر) جب آپ پہنچیں تو اس پر اپنے دونوں ہاتھ پھیریں اور اگر دونوں ہاتھ لگانا مشکل ہو تو صرف داہنا ہاتھ ہی پھیریں اور خوب دل سے اس وقت دعا کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۝

اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں

پھر "رکن یمانی" سے "حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے عرض کریں:۔

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝"

اے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔

پھر جب آپ حجر اسود کے سامنے پہونچیں تو مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق پھر اس کا استلام کریں، یعنی اگر کسی کو تکلیف دیئے بغیر اور خود زیادہ تکلیف اٹھائے بغیر اس کو چوم سکیں تو بڑھ کر ادب اور محبت سے چومیں، اور اگر اپنے ہاتھ ہی اس تک پہونچا سکیں تو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اس کو لگا کر چوم لیں اور اگر یہ بھی مشکل ہو تو جیسے پہلے بتلایا جاچکا ہے دور ہی سے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کے اپنی ہتھیلیاں اس کی طرف کر کے (اس طرح کہ اس وقت اپنے ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کے سامنے ہو) بس اپنے ہاتھ ہی چوم لیں۔

یہ بات خیال میں رکھنے کی ہے کہ طواف میں کانوں تک ہاتھ صرف شروع میں اٹھائے جاتے ہیں اسلئے اب نہ اٹھائیں۔ بعض لوگ ناواقفی کی وجہ سے ہر دفعہ اسی طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

طواف میں حجرِ اسود سے چل کر جب آپ حجر اسود تک پہنچے تو یہ طواف کا ایک چکر ہوا (جس کو شوط کہتے ہیں) جب آپ ایسے سات شوط (چکر) کرلیں گے تو آپ کا ایک طواف پورا ہوگا۔ اس حساب سے ایک طواف میں حجر اسود کا استلام آٹھ دفعہ ہوگا۔

رکعتین طواف

طواف سے فارغ ہو کر آپ مقام ابراہیمؑ کی طرف آیئے اور اس وقت آپ کی زبان

پر یہ آیت ہوئی "وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى"۔ اگر سہولت سے مقام ابراہیمؑ کے پیچھے جگہ مل جائے تو وہاں ورنہ آس پاس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں طواف کی دو رکعتیں پڑھیئے ہر طواف کے ختم ہونے پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور اس کے لئے افضل جگہ مقام ابراہیم ہے۔ لیکن وہاں بڑی کشمکش رہتی ہے اور بعض لوگ بڑی بے ادبی اور نادانی کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اسلئے اگر وہاں اطمینان سے پڑھنے کا موقع نہ ہو تو اس کے قریب کہیں پڑھ لیں، ورنہ حطیم میں جاکر یا مطاف میں کہیں پڑھ لیں۔

ان دو رکعتوں کے ختم پر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اس موقع کے لئے بھی کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔ مناسک کی اکثر کتابوں میں اس وقت کے لئے ایک دعا لکھی ہے جو حضرت آدم (علیہ السلام) کی طرف منسوب ہے۔ اس عاجز کے نزدیک یہ دعا اپنے مضمون کے لحاظ سے بھی یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ اگر آپ کو اس کے الفاظ یاد کرنے مشکل ہوں تو مضمون ہی محفوظ کر لیں اور پھر اپنی ہی زبان میں اللہ سے مانگیں وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اے اللہ تو میری سب کھلی چھپی باتیں جانتا ہے اور میرے ظاہر و باطن سے تو پوری طرح واقف ہے۔ لہٰذا میری معذرت کو قبول فرمالے اور میری سب حاجتوں اور ضرورتوں کا تجھے علم ہے لہٰذا جو میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ مجھے عطا فرما دے اور میرا سوال پورا کر دے۔ اور تجھے میرے دل کی باتوں اور نفس کے چھپے ارادوں کی بھی خبر ہے۔ لہٰذا تو میرے گناہ معاف کر دے اے اللہ! اے ارحم الراحمین

میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے دل میں اتر جائے اور بس جائے اور ایسا سچا یقین تجھ سے مانگتا ہوں جس کے بعد یہ حقیقت مجھ پر پوری طرح کھل جائے کہ صرف وہی حالت مجھ پر آسکتی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے اور میرا دل اس پر بالکل راضی اور مطمئن ہو جائے جو تم نے مقدر کر دیا ہے۔

مُلتزَم پر دعا

طواف کے بعد کے اس دوگانہ اور دُعا سے فارغ ہو کر مُلتزَم پر آئیے۔ حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب بیت اللہ شریف کی دیوار کا جو حصّہ ہے وہ مُلتزَم کہلاتا ہے۔ یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لپٹ جاتے تھے جس طرح بچہ ماں کے سینہ سے لپٹ جاتا ہے۔ اگر موقع ملے (اور انشاء اللہ آپ کو موقع ملے گا) تو اس سے لپٹ جائیے۔ اپنا سینہ اس سے لگا دیجئے اور کبھی داہنا اور کبھی بایاں رخسار اس پر رکھئے اور خوب رو رو کر دعا کیجئے اور کچھ اُٹھا نہ رکھئے اور جو بھی دل میں آئے مانگئے اور جس زبان میں جی چاہے مانگئے اور یہ سمجھ کر مانگئے کہ رب کریم کے آستانہ پر پہونچ گیا ہوں اور اس کی چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں اور وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے اور وہ میری آہ وزاری سن رہا ہے۔

اس موقع پر جہنم سے نجات اور جنت میں بےحساب داخلہ کی دعا ضرور کیجئے اور اس دعا کے لئے یہ مختصر الفاظ اگر یاد ہو جائیں تو یاد کر لیجئے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اس قدیمی گھر کے مالک! ہماری گردنوں کو دوزخ کے عذاب سے آزاد کر دے اور جنت میں بلا حساب کے محض اپنے کرم اور اپنی بخشش سے ہمیں داخل کر دے

اور اگر آپ یاد کرسکیں تو اس موقع کے لئے یہ چند دعائیہ جملے اس عاجز کو بہت محبوب ہیں:

اِلٰهِيْ عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَائِيْ يَا مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْغَفَّارُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْئَ اِلَّا الْغَفَّارُ۔ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَالِكُ

خداوندا! تیرا بندہ تیرے در پر حاضر ہے، تیرا فقیر تیرے در پر ہے، تیرا منگتا تیرے در پر ہے، تیرا مسکین تیرے دروازے پر ہے، تیرا ذلیل بندہ تیرے دروازہ پر ہے، تیرا کمزور بندہ تیرے دروازے پر ہے، تیرا مہمان تیرے دروازے پر ہے، اے سب جہانوں کے پروردگار! رحم کر مجھ پر میرے مولا میرے آقا! تو بہت بخشنے والا ہے اور میں مجرم ہوں اور بخشنے والا ہی مجرم پر رحم کرتا ہے۔ میرے مولا میرے آقا تو مالک ہے اور میں تیرا مملوک ہوں اور مملوک پر اس کا مالک ہی رحم کرتا ہے۔

مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الرَّازِقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا الرَّازِقُ۔ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْكَرِيْمُ وَاَنَا اللَّئِيْمُ وَهَلْ يَرْحَمُ اللَّئِيْمَ اِلَّا الْكَرِيْمُ۔ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيْلَ اِلَّا الْعَزِيْزُ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْقَوِيُّ وَاَنَا الضَّعِيْفُ

میرے مولا میرے آقا، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور بندہ پر اس کا رب ہی رحم کرتا ہے۔ میرے مولا میرے آقا! تو رازق ہے اور میں مرزوق ہوں اور مرزوق پر رازق ہی رحم کرتا ہے۔ میرے مولا میرے آقا! تو کریم ہے اور میں لئیم ہوں اور لئیم پر کریم ہی رحم کرتا ہے۔ میرے مولا میرے آقا! تو عزت اور غلبہ والا ہے اور میں ذلیل اور پست ہوں اور ذلیل پر عزت والا ہی رحم کرتا ہے۔ میرے مولا میرے آقا! تو قوت والا ہے اور میں کمزور ہوں اور

وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيفَ اِلَّا الْقَوِيّ	قوت والا ہی کمزور پر رحم کرتا ہے ۔ میرے مولا میرے
مَوْلَايَ مَوْلَايَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ	آقا! تو بخشنے والا ہے اور میں گناہ گار ہوں اور بخشنے
وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُذْنِبَ اِلَّا الْغَفُوْرُ ۝	والا ہی گناہ گار پر رحم کرتا ہے ۔
اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِيْ فَاَنْتَ	خداوندا! اگر تو مجھ پر رحمت فرمائے تو یہ تیری شان کریمی
اَهْلٌ وَاِنْ تُعَذِّبْنِيْ فَاَنَا اَهْلٌ	کے لائق ہے، اور اگر تو مجھے عذاب دے تو بلاشبہ
فَارْحَمْنِيْ يَا اَهْلَ التَّقْوٰى وَيَا اَهْلَ	میں اسی قابل ہوں تو اے میرے مولا میرے ساتھ تو اپنی
الْمَغْفِرَةِ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ وَيَا خَيْرَ	شان کے مطابق معاملہ فرما اور مجھ پر رحم کر، اے تقویٰ
الْغَافِرِيْنَ ۝	کے قابل، اے مغفرت والے، اے ارحم الراحمین،
	اے خیر الغافرین۔
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ	اے اللہ! تو نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے،
اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ	مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا، اور تو وعدہ
الْمِيْعَادَ ۝	خلافی کرنے والا نہیں۔
وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى	اور اے اللہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما اپنے
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ	بندہ اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ	اُن کے آل و اصحابؓ اور ازواج و ذریات پر اور
وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى	ان کے سب گھر والوں پر۔
عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى ۝	

یہ بات پھر سن لیجئے اور یاد رکھیئے کہ یہ دُعا یا کوئی اور خاص دُعا مقرر نہیں ہے، اصل بات وہی ہے کہ دل سے دعا مانگئے، چاہے کسی زبان میں مانگئے، اپنے لئے مانگئے، اپنے والدین

اور دوسرے اعزہ اور دوستوں اور محسنوں کے لئے مانگیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمت کے لئے مانگیے اور دنیا و آخرت کی ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگئے!

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ مے خواہی تمنا کن

زمزم شریف پر

ملتزم پر دعا کر کے زم زم شریف پر آیئے اور قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب ڈٹ کر آب زمزم پیجیے اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا مانگیئے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً لِّكُلِّ دَاءٍ

اے اللہ! مجھے علم نافع نصیب فرما اور وسعت اور فراغی کے ساتھ روزی عطا فرما اور ہر بیماری سے شفا سے

یہ نہ بھولئے کہ آپ نے تمتع کا ارادہ کیا ہے اور اس لیئے میقات پر آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے اور جو کچھ آپ کر رہے ہیں عمرہ ہی کے سلسلے میں کر رہے ہیں۔

عمرہ میں احرام کے بعد تین ہی کام کرنے ہوتے ہیں، ایک طواف، دوسرے صفا و مروہ کے درمیان سعی، اور اس کے ختم پر سر منڈانا یا کتروانا۔ طواف آپ کر چکے، اب آپ کو سعی کرنا ہے جو مسجد حرام سے باہر صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہے۔

صَفا مَروہ کے درمیان سعی

اب آپ پھر حجر اسود پر آیئے اور اوپر بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق پھر اس کا استلام

کیجئے اور صرف یہ استلام کر کے سعی کے لئے مسجد حرام کے دروازے "باب الصفا" سے باہر نکلئے۔ نکلتے وقت بایاں قدم پہلے باہر رکھئے اور دعا کیجئے :۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ؕ

صفا پہاڑی کی سیڑھیاں (جہاں سے سعی شروع کی جاتی ہے) باب الصفا کے بالکل قریب ہیں، دو منٹ کا راستہ بھی نہیں ہے۔ جب آپ صفا کے قریب پہنچیں تو بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ زبان سے کہیں :۔

"اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ"

پھر صفا کی سیڑھیوں پر چڑھ جائیے۔ زیادہ اوپر جانے کی ضرورت نہیں، بس پہلی یا دوسری سیڑھی پر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جائیے۔ اس وقت بیت اللہ شریف آپ کی نظر کے سامنے ہوگا۔ [۱] اب آپ دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اس طرح اٹھا کے جس طرح دعا میں اٹھائے جاتے ہیں، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجئے اور اس کی توحید بیان کیجئے ـــ خاصکر کلمۂ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اور تیسرا کلمہ تمجید (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) اس موقع پر پڑھیئے ا ـــ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس مبارک اور مقدس مقام تک پہنچایا، پھر خوب اطمینان سے دعا کیجئے اور یہاں بھی جو چاہے مانگئے، پھر نیچے اتر کر مروہ کی طرف چلئے، اگر آپ بالکل خاموش چلیں گے جب بھی سعی ادا ہو جائے گی، لیکن مخلصانہ مشورہ

---

[۱] مسجد حرام کی نئی تعمیر و توسیع کے بعد یہ صورت اب باقی نہیں رہی ہے۔ اب کافی اوپر چڑھ کے بیت اللہ شریف نظر آتا ہے۔ نعمانی عفرلہ۔ شوال ۱۳۸۳ھ

یہ ہے کہ اس وقت کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزاریئے اور دل و زبان کو برابر ذکر اللہ اور دعا میں مصروف رکھئے۔ اس وقت کے لئے بھی کوئی دعا حتمی طور پر مقرر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مختصر دعا منقول ہے، آپ بھی اس کو یاد کر لیجئے اور سعی کے دوران میں اس کو خاص طور سے ورد زبان رکھیئے:۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔

اے پروردگار بخش دے اور رحم فرما اور ہماری جو خطائیں تیرے علم میں ہیں ان سے درگذر فرما تو بہت غالب اور بڑا طاقتور ہے اور بڑا کریم ہے۔

اور اس کے علاوہ بھی جس دعا میں جی لگے، دل اور زبان کو اس میں مصروف رکھئے!

صفا سے کچھ دور چل کر دائیں بائیں دو ہرے ستون نظر آئیں گے، وہاں سے دوڑ کر چلئے۔ اس کے بعد پھر ایسے ہی دوہرے ستون اور نظر آئیں گے وہاں پہونچ کر دوڑنا ختم کر دیجئے اور مروہ تک اپنی چال سے چلئے۔ مروہ پر پہونچ کر ایک دو سیڑھی چڑھ جائیے اور قبلہ رو ہو کر یہاں بھی اسی طرح دعا کیجئے جس طرح صفا پر کی تھی۔ یہ سعی کا ایک پھیرا ہو گیا، اسی طریقہ پر سات پھیرے پورے کیجئے۔ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔ ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پر پہونچنا ہو تو وہاں قبلہ رو کھڑے ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے اور صفا مروہ ہی نہیں بلکہ ہر مقام پر اس یقین کے ساتھ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سننے والے قبول کرنے والے ہیں۔ ان کے خزانے میں سب کچھ ہے، وہ سب کریموں سے بڑے کریم ہیں۔ وہ مجھے اپنے کرم سے محروم نہیں رکھیں گے اور میری دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھیئے اور اسکے بعد سر کے بال منڈوائیے یا کتروا لیجئے

سعی کے سات پھیرے کر کے آپ کی سعی بھی پوری ہو گئی، اب آپ مطاف میں آکر کسی بھی

جگہ دو رکعت نماز پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ سر کے بال منڈوا دیجیے یا کتروا دیجیے۔

لیجیے عمرہ پورا ہوگیا اور آپ کا احرام ختم ہوگیا۔ اب احرام کی کوئی پابندی نہیں رہی، نہائیے دھوئیے، سلے کپڑے پہنئے، خوشبو لگائیے، اب آپ کے لئے وہ سب چیزیں جائز ہوگئیں جو احرام کی وجہ سے ناجائز ہوگئی تھیں۔

حج سے پہلے مکہ معظمہ کے زمانہ قیام کے مشاغل

اب انشاء اللہ حج کا احرام آپ آٹھویں ذی الحجہ کو باندھیں گے، اس وقت تک آپ مکہ معظمہ میں بغیر احرام کے رہیں گے، اس مدت میں ہر منٹ اور ہر سکنڈ کو غنیمت سمجھیے، فضول اور لایعنی مشاغل میں اپنے وقت کا کوئی حصہ نہ گزاریے۔

مکہ معظمہ کے اس زمانہ قیام میں جہاں تک ہوسکے مسجد حرام ہی میں وقت زیادہ گزاریے۔ نہ معلوم پھر کبھی عمر بھر یہ سعادت میسر آئے نہ آئے، کثرت سے طواف کیجیے، خوب نفل نمازیں پڑھیے، ذکر و تلاوت کے لئے بھی اس سے بہتر کون جگہ ہوسکتی ہے، اور اگر کسی وقت وہاں بیٹھنا بھی ہو تو محبت اور عظمت کے ساتھ بیت اللہ شریف کو بار بار دیکھیے، رب العالمین کی یہ وہ تجلی گاہ ہے جس کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔ اس کی عظمت اور رفعت کا اندازہ بس اسی سے کیجیے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا طواف کرتے تھے اور اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا آپ کو حکم تھا اور اب قیامت تک کے لئے وہی اور صرف وہی خدا پرستوں کے لئے واحد قبلہ ہے۔

نیز اس زمانے میں تبلیغ و تعلیم کے کام میں برابر حصہ لیتے رہیئے۔ دین کی تبلیغ و تعلیم کا سلسلہ اسی مسجد حرام سے اور اسی مقدس شہر سے شروع ہوا تھا، اگر آپ کی کوشش اور تعاون سے یہاں پھر وہی تبلیغی فضا قائم ہو جائے تو یقیناً آپ کا یہ عمل اللہ کے نزدیک بہت محبوب اور بڑا وزنی ہو گا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام اور منیٰ روانگی

حج کا احرام آپ اگرچہ آٹھویں ذی الحجہ سے پہلے بھی باندھ سکتے ہیں، لیکن سہولت آپ کے لئے اسی میں ہے کہ آٹھویں ہی کی صبح کو باندھیں۔ جہاز میں احرام باندھنے سے پہلے آپ نے جس طرح غسل کیا تھا اسی طرح اب بھی پہلے غسل کیجیے اور کسی وجہ سے غسل نہ ہو سکے تو صرف وضو ہی کر کے ایک لنگی باندھ لیجئے اور ایک چادر اوڑھ لیجیے، اس کے بعد مسجد حرام ہی میں پہلے دوگانۂ احرام پڑھیئے (اور جیسا کہ پہلے بتلایا جا چکا ہے، یہ دوگانہ سر ڈھک کے پڑھنا چاہیئے) پھر سلام پھیرتے ہی سر کھول کے حج کی نیت کرتے ہوئے تین دفعہ تلبیہ پڑھئے۔

"لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ۔"

تلبیہ پڑھتے وقت یہ خیال کیجئے کہ میرے مالک اور پروردگار نے اب سے ہزاروں برس پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج کا جو بلاوا دلوایا تھا اور اپنے گھر کی حاضری کے لئے بلوایا تھا، میں اس کا یہ جواب عرض کر رہا ہوں، اور اپنے مالک ہی سے عرض کر رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے اور میرے اس حال کو دیکھ رہا ہے۔

تلبیہ کے بعد جو جی چاہے دعا کیجئے، لیکن اس موقع پر خصوصیت سے آپ کو یہ دعا

کرنی چاہیئے:۔

"اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لئے اپنا ملک اور گھر بار چھوڑ کر تیرے در پہ حاضر ہوا ہوں، اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے۔ تو اپنی خاص مدد و توفیق سے صحیح طریقہ پر میرا حج ادا کرا دے، اور اپنے خاص کرم سے اس کو قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے مجھے سرفراز فرما، میں تجھ سے بس تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے اور تیری ناراضی سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور عافیت نصیب فرما اور میری ساری خطائیں معاف فرما۔"

بس نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کے آپ پھر محرم ہو گئے اور احرام کی وہ ساری پابندیاں آپ پر پھر عائد ہو گئیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اب آپ دسویں تاریخ کو قربانی کر کے جب سر منڈوائیں گے یا بال ترشوائیں گے تب آپ کا احرام ختم ہوگا۔ اب آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ذوق و شوق اور اللہ کی عظمت و محبت کے استحضار کے ساتھ تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیے۔ عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے پر تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوا تھا اور اب حج کے اس احرام کے بعد دسویں تاریخ کو جب آپ جمرۃ العقبیٰ کی رمی کریں گے تو اس وقت تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوگا۔

اچھا آج آٹھویں تاریخ کو آپ نے حج کا احرام باندھ لیا، اب آج ہی آپ کو منیٰ جانا ہے۔ منیٰ مکہ معظمہ سے قریباً ساڑھے تین میل ہے۔ پیدل جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر ہمت کر سکیں تو بہتر یہی ہے کہ پیدل ہی جائیں اور چونکہ اب مکہ معظمہ آپ کی مستقل واپسی بارھویں یا تیرھویں ذالحجہ کو ہوگی، اس لئے ۴-۵ دن گذارنے

کا ضروری سامان بھی اپنے ساتھ لے لیجئے۔ منیٰ میں اچھا خاصا بازار ہوتا ہے، کھانے پینے کی وہ سب چیزیں وہاں مل جاتی ہیں جو مکہ معظمہ کے بازاروں میں ملتی ہیں، اس لئے ایسی چیزیں باندھ کر لے جانے کی ضرورت نہیں۔

ایک کار آمد نکتہ

منیٰ جاتے وقت، اور اسی طرح منیٰ سے عرفات، وہاں سے مزدلفہ اور پھر وہاں سے منیٰ روانہ ہوتے وقت آپ یہ خیال کریں کہ میرا مولا اب مجھے وہاں بلا رہا ہے اور بس یہ خیال کر کے وہاں کو روانہ ہوا کریں، اگر یہ بات آپ کو نصیب ہو گئی تو انشاء اللہ اس چلت پھرت اور دوڑ بھاگ میں آپ بڑی لذت پائیں گے۔

منیٰ کے لئے سویرے ہی چل دیجئے تاکہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے آپ وہاں پہونچ جائیں اور اگر چاہیں تو مسجد خیف میں اچھی جگہ پا سکیں ۔۔ ہاں غفلت نہ ہو راستہ میں ذوق اور شوق سے تلبیہ پکارتے چلئے!

۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں آپ کے مشاغل

آج منیٰ میں کوئی خاص کام آپ کو نہیں کرنا ہے بلکہ آج کا دن اور آج کی رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) یہاں گزارنا ہی بس ایک عمل ہے۔ نمازوں کے وقت پر نمازیں پڑھئے ذکر و تلاوت کیجئے، دعائیں کیجئے اور دوسروں کو ان اعمال خیر کی ترغیب دیجئے۔ تبلیغ اور دعوت کا کام کرتے والے اللہ کے بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادتِ عظمیٰ میں ضرور حصہ لیجئے اور اس وقت کو یاد کیجئے جب

منیٰ کے اسی میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھیرا کرتے تھے اور اللہ کی طرف اور اس کے دین کی طرف ان کو بلایا کرتے تھے۔

نویں کی صبح کو عرفات روانگی

نویں ذی الحجہ کی صبح کو سورج نکلنے کے بعد یہاں عرفات سے چلنا ہوگا۔ عرفات منیٰ سے قریباً چھ میل ہے۔ اللہ کے بہت سے بندے یہ راستہ بھی پیدل طے کرتے ہیں، بلکہ اس کا حق تو یہ ہے کہ سر کے بل طے کیا جائے، لیکن اگر آپ کو اپنے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ آپ پیدل گئے تو اتنے تھک جائیں گے کہ ذکر و دعا میں جو نشاط اور خوش دلی ہونی چاہیئے خدانخواستہ وہ حاصل نہ ہوسکے گی تو پھر آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ آپ سواری سے چلے جائیں۔ موٹر والے صرف روپیہ دو روپیہ کرایہ لیں گے اور آپ چند منٹ میں عرفات پہونچ جائیں گے۔

دیکھئے اس وقت بھی تلبیہ سے غفلت نہ ہو، راستہ میں پکارتے چلئے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

عرفات کا پروگرام

عرفات پہنچ کر اگر آپ اپنے لئے ضروری سمجھیں تو کچھ حرج نہیں ہے کہ زوال سے پہلے کچھ دیر آرام بھی کرلیں، پھر جب زوال کا وقت قریب آئے اور آپ کو غسل کے لیے پانی مل سکے (اور اب بآسانی مل جاتا ہے) تو بہتر یہ ہے کہ غسل کرلیں، لیکن اس غسل

میں جسم سے میل اتارنے کی کوشش نہ کریں بس سارے جسم پر پانی بہالیں، زوال ہوتے ہی مسجد نمرہ میں ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ جماعت سے ہوگی، اگر وہاں پہونچ سکیں تو پھر امام کے ساتھ آپ بھی دونوں نمازیں ساتھ پڑھیں، لیکن اگر کسی وجہ سے اس نماز میں شرکت نہ ہوسکے تو پھر ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی عصر کے وقت پڑھیں

عرفات کے یہ چند گھنٹے سارے حج کا نچوڑ ہیں، خدا کے لئے ان کا ایک لمحہ غفلت میں ضائع نہ کیجیے، یہاں کا خاص الخاص وظیفہ دعا و استغفار ہے، لیکن ہم جیسے عوام کے لئے دیر تک دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ صرف دعا میں مشغول رہنا اور اس میں توجہ الی اللہ کا قائم رہنا مشکل ہے، اس لئے اپنے ذوق کے مطابق ذکر و تسبیح، تکبیر و تہلیل اور تلاوت کا بھی شغل رکھیے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفہ سے تلبیہ بھی کہتے رہیے اور جب دعا کرنی ہو تو اپنی بے بسی و حاجت مندی اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرت اور شانِ کن فیکون کا استحضار کرکے اور زیادہ سے زیادہ الحاح اور انابت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرکے اور عرفات میں حاضر ہونے والوں کے لئے مغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کے جو الٰہی وعدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں ان کو دل میں حاضر کرکے اور ان کی سچائی کا کامل یقین اپنے دل میں پیدا کرکے پہلے اللہ سے گناہوں کی معافی اور ہر طرح کے اور ہر منزل کے مؤاخذہ اور عذاب سے نجات مانگیے، اور ہمت پڑسکے تو مغفرت بے حساب کا سوال کیجیے، اپنی سیاہ کاریوں اور تباہ کاریوں کو یاد کرکے روئیے خوب پھوٹ پھوٹ کے روئیے اور آج رونے اور مانگنے میں کوئی کمی نہ کیجیے، دنیا اور آخرت کی اپنی سب ضرورتیں مانگیے۔ اللہ و رسولؐ کے بعد اس دنیا میں آپ کے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں، ان کے لئے بھی خوب دعائیں کیجیے، ان کے علاوہ اپنے اور محسنوں

محبوں، مخلصوں اور اعزہ و متعلقین کے لئے مانگیے، سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے مانگیے ۔۔ اور اس سب کے علاوہ دین کی پھر سے سب سرسبزی اور سربلندی اور اس کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی اور سب مسلمانوں کی گہری اور دائمی وابستگی خوب الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگیے، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھر کی ان محنتوں کو نہ بھولئے جو دین کے پھیلانے اور بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کی راہ میں آپ نے فرمائیں۔ ہمارا ایمان، ہماری نماز، ہمارا حج اور ہمارا ہر دینی عمل اس محنت اور کاوش ہی کا پھل ہے، اس لئے آپؐ کے لئے اور آپؐ کے آل اور اصحابؓ اور ہر زمانہ کے دین کے خادموں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے رحمت اور رفعِ درجات کی دعا کیجئے۔ بہتر ہے کہ یہی آپ کی دعا کا خاتمہ ہو۔

عرفات میں اپنا ایک مشاہدہ

گذشتہ سال (۱۳۶۷ھ) میں جب یہ سیاہ کار وہاں حاضر ہوا تو عرفات کے اسی میدان میں ایک شخص کو دیکھا کہ ظہر کے بعد سے وہ ایک جھاڑی کی آڑ لے کر اور اپنے رفیقوں سے بھی الگ ہو کر ریت کے ایک ٹیلے پر پڑ گیا، ماثورہ دعاؤں کی کوئی کتاب بھی اس کے ساتھ تھی۔ (ملا علی قاری کی "الحزب الاعظم" ہو گی یا مولانا تھانویؒ کی "مناجات مقبول") کبھی بلبلا بلبلا کر اس کتاب سے دعائیں پڑھتا تھا، کبھی کتاب ہاتھ سے رکھ کر اپنی زبان میں اپنی دنیوی اور اخروی حاجتیں اپنے رب کریم سے مانگنے لگتا تھا، کبھی سجدہ میں گر کے آہ و زاری کرتا تھا، غالباً کئی گھنٹے اس کا یہی حال اور یہی شغل رہا۔ اس کا تڑپنا بلبلانا اور بے تحاشا آنسوؤں کے بہنے سے اس کی داڑھی اور احرام کی چادر تک کا تر بتر ہو جانا اور الحاح و ابتہال کی ایک عجیب شان کے ساتھ اپنے کریم رب سے اس کا مانگنا دیکھ کر یقین سا ہوتا تھا کہ جس رب

کی صفت رحمان اور رحیم ہے اور جو اپنی ذات سے جواد، وہاب، اور کریم ہے، وہ اپنے در کے اس منگتا کو محروم واپس نہ کرے گا۔

بہرحال عرفات کے میدان میں آج کے دن جس کو الحاح وابتہال کی کیفیت میسّر آجائے یا اس قسم کی کسی کیفیت کے پیدا نہ ہونے سے دل ہی ٹوٹ جائے انشاء اللہ اس کی کامیابی اور فائز المرامی یقینی ہے ۔ یہاں بے اختیار یہ کہہ دینے کو جی چاہتا ہے کہ ان کیفیات کے حاصل ہونے کا عام ذریعہ اس دنیا میں ان کیفیات والوں کی محبت اور صحبت ہے اس لئے بہتر ہو کہ حج کو جانے سے پہلے کسی صاحب دل کی خدمت و صحبت میں کچھ وقت گزار کے آپ جائیں ؎

سوختہ ہم پروانہ تا سوختن آموزی
با سوختگاں بہ نشیں شاید کہ توہم سوزی

اور الحمد للہ کہ ابھی اللہ کی یہ دنیا اللہ کے ایسے بندوں سے بالکل خالی نہیں ہوئی ہے۔

جبلِ رحمت کے قریب دُعا

جب دھوپ ڈھلنے پڑ جائے تو لبیک لبیک پکارتے ہوئے "جبل رحمت" کی طرف جایئے۔ (جبل رحمت عرفات ہی میں وہ جگہ ہے جہاں حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور خطبہ ارشاد فرمایا تھا)۔ یہاں بھی خوب دل کھول کر اپنے رب سے دعائیں مانگئے

اپنی مغفرت کا یقین

عرفات میں جمع ہونے والوں، دعائیں مانگنے والوں اور مغفرت چاہنے والوں کے

لیئے اللہ پاک کے بڑے بڑے کریمانہ وعدے ہیں، دل میں ان کا استحضار کر کے اور ان کو یاد کر کے ان پر یقین کیجئے اور اپنے نفس کی گندگی اور شرارت اور عمر بھر کے گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ کی غفاری اور کریمی کے بھروسہ پر یقین کرلیجئے کہ اس نے آج آپ کے گناہوں کو معاف فرمادیا اور آپ کے لئے مغفرت اور جنت کا فیصلہ کر دیا۔ یہ یقین اپنے دل میں پیدا کر کے اس رب کریم کا شکر ادا کیجئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہلبیت اور رفقاء پر درود وسلام پڑھیئے کہ انھیں کی رہنمائی اور سعی و کوشش نے آپ کو اللہ سے آشنا کیا اور ملت ابراہیمی سے آپ کا رشتہ جوڑا۔

لیجئے "وقوف عرفات" جو حج کا رکن اعظم ہے (اور اگر خدانخواستہ وہ فوت ہو جائے تو حج ہی فوت ہو جاتا ہے) الحمد للہ آپ کو نصیب ہو گیا۔

حج مبارک! آپ کے اخلاص و محبت سے امید کرنے کا اس عاجز کو حق ہے کہ اپنی دعاؤں میں اس نامۂ سیاہ کو بھی یاد رکھیں گے، تاہم مکرر گزارش ہے کہ ؎

"وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے"

عام ناظرین سے اس عاجز کی التجا

حج کو جانے والے اللہ کے جن بندوں کی نظر سے یہ اوراق گزریں ان سب سے بھی اس عاجز کی عاجزانہ التجا ہے کہ اس سیاہ کار کے لئے بھی موت کے وقت تک دین حق و ایمان پر ثابت قدم رہنے اور دین کی جدوجہد سے وابستہ رہنے کی اور مرنے کے بعد مغفرت و جنت کی دعا فرمائیں، بڑا احسان ہوگا۔ یہ حقیر فقیر آپ سب کی دعاؤں کا بڑا محتاج ہے۔ بس للہ صدقہ خیرات سمجھ کر ہی اس کو بھی اپنی دعا و التجا کا کوئی حصہ عطا فرمادیں۔ کیا عجب کہ آپ ہی کی دعا سے

اس سیاہکار کا بیڑا پار لگ جائے۔

عرفات سے مزدلفہ

جب آفتاب غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بغیر یہ تصور کرتے ہوئے کہ اب میرا مولا مجھے مزدلفہ میں بلا رہا ہے اور آج کی رات مزدلفہ ہی اس کی خاص تجلی گاہ ہے، تلبیہ پکارتے ہوئے اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیے۔ یہاں سے مزدلفہ تین میل کے قریب ہے — مغرب بعد کے ٹھنڈے وقت میں یہ تھوڑی سی مسافت پیدل بھی آسانی سے طے ہو سکتی ہے، لیکن اگر اس وقت آپ اپنے میں سستی اور تھکن محسوس کریں تو پھر بہتر یہی ہے کہ لاری یا موٹر سے چلے جائیں تاکہ وہاں پہونچ کر نشاط اور جمعیت خاطر کے ساتھ ذکر و عبادت اور دعا و استغفار میں مشغول رہ سکیں۔

آج کے دن مغرب کی نماز عشا کے وقت میں عشا کے ساتھ ملا کر یہیں مزدلفہ پہونچکر پڑھی جاتی ہے۔

شبِ مزدلفہ کی فضیلت

مزدلفہ کی اسی رات کے متعلق قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:۔

فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

بتلایا گیا ہے کہ مزدلفہ میں رات کو رہنے والے حجاج کے حق میں یہ رات شب قدر سے زیادہ افضل اور زیادہ قابل قدر ہے۔

صحیح روایات میں یہ بھی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں امت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگا تھا اور سوا ایک چیز کے اور تمام چیزوں کے متعلق قبولیت کی خوشخبری سنا کر آپ کو مطمئن کر دیا گیا تھا، لیکن مزدلفہ کی رات میں آپ نے اپنے رب سے پورے الحاح اور ابتہال کے ساتھ اس چیز کا پھر سوال کیا تو یہاں اس کی بھی قبولیت کی خوشخبری آپ کو سُنادی گئی اور آپ نہایت مسرور اور انجام سے مطمئن ہوئے۔ اور شیطان کو آپ نے دیکھا کہ آپ کی اس دعا کی قبولیت پر سخت واویلا کر رہا ہے۔ اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے۔

بہر حال اس رات کی عظمت اور قدر و قیمت کو یاد رکھیئے۔ بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہونچ کر نیند سے مغلوب ہو کر پڑ جاتے ہیں اور یہ رات سوتے ہی کٹ جاتی ہے، اس لئے آپ اس کا پورا اہتمام کیجئے کہ رحمت و برکت والی یہ رات کہیں صرف نیند کی نذر ہو کے نہ رہ جائے ۔ اگر جسم پر تھکن کا اثر زیادہ ہو اور طبیعت سونے کے لئے مضطر ہو تو پھر یہ بہتر ہو گا کہ پہلے مغرب و عشا کی نماز پڑھ کے اور تھوڑی سی دیر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر کر کے اور اس کے حضور میں دعا اور توبہ و استغفار میں مشغول رہ کر کچھ وقت کے لئے شروع میں آپ سو جائیں اور پھر اٹھ کر تہجد پڑھیں اور پھر فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور پورے الحاح و ابتہال کے ساتھ یہاں بھی عرفات ہی کی طرح دعا و استغفار کریں اور ربِ کریم سے خوب مانگیں اور سر ہو کے اور رو رو کے مانگیں ۔ ان مقامات پر جو بندہ جتنا سر ہو کے اور جتنا لیلیٹ بن کر مانگے اس پر اتنا ہی رب کریم کا پیار ہو گا۔ قربان جائیے اس کرم کے کہ ان کو مانگنا اور سر ہو کے مانگنا پسند ہے اور جو ان سے جتنا مانگے اتنا ہی ان کو اس پر پیار آتا ہے۔ اِنَّہٗ بَرٌّ جَوَادٌ کَرِیْمٌ۔

اور جیسا کہ دوسرے مقامات کے متعلق پہلے عرض کیا جا چکا ہے، عرفات اور مزدلفہ کے لئے بھی کوئی مخصوص دعا تعلیم نہیں فرمائی گئی ہے، اس لئے دنیا اور آخرت کی اپنی ہر ضرورت مانگیے اور ابھی ابھی عرفات کی دعا کے سلسلے میں جن چیزوں کی دعا کا مشورہ عرض کیا گیا ہے، اس کو اس جگہ بھی پیش نظر رکھیے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک خاص دُعا

جی چاہتا ہے کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا بھی لکھ دوں۔ یہ دعا اس لائق ہے کہ دل و دماغ میں اس کو اچھی طرح محفوظ کر لیا جائے اور ہر خاص مقام اور موقع پر اللہ سے یہ دعا مانگی جائے ــــ اللہ اکبر! کیسی درد بھری دعا ہے اور اللہ کے حضور قلب کی شکستگی اور عبدیت کا کیسا مرقع ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَ
تَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ
وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ وَ
اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ
الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ
الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ
الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ
الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ
الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ

اے میرے اللہ! تو میری بات سنتا ہے اور میں جس
جگہ اور جس حال میں ہوں وہ تیری نظر میں ہے اور
میرا ظاہر و باطن سب تیرے علم میں ہے اور میری
کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے اور میں
سختیوں اور دکھوں کا مارا ہوا ہوں، تیرے
مدد کا فقیر ہوں، تیرے ہی پاس فریاد لے کر آیا
ہوں اور تجھ ہی سے پناہ کا طالب ہوں۔ تیرا ڈر
اور خوف مجھ پر چھایا ہوا ہے، میں اپنے گناہوں کا
اقراری ہوں۔ میں تجھ سے بیکس اور بے وسیلہ

لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ لِیْ رَؤُفًا رَحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ۝

مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک ذلیل گنہگار بندہ کی طرح تیرے حضور میں گڑگڑاتا ہوں اور خوف زدہ اور دکھ درد میں مبتلا کسی بندے کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ اس بندہ کی دعا کی طرح جس کی گردن تیرے سامنے خم ہو اور جس کے آنسو تیرے حضور میں بہہ رہے ہوں اور جس کا ..... جسم جھکا ہوا اور جو تیرے سامنے اپنی ناک رگڑ رہا ہو اور زمین پر سر رکھے پڑا ہو۔ اے میرے اللہ میری دعا کو رد کر کے مجھے شقی نہ بنا اور مجھ پر مہربانی اور رحم فرما، اے سب سے اچھے سب سے بڑے داتا، اے خیر المسئولین۔

مختصر دعاؤں میں یہ دو دعائیں خاص طور پر اس لائق ہیں کہ یاد کر لی جائیں، ایسے موقعوں پر دل و زبان پر ان کو جاری رکھا جائے — ایک :-

"يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ"

یہ مع ترجمہ کے پہلے بھی لکھی جا چکی ہے — اور دوسری :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ۝

(اے میرے اللہ! تیری مغفرت میں میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسعت ہے اور مجھے اپنے اعمال سے بہت زیادہ تیری رحمت سے آسرا ہے)

الغرض مزدلفہ کی اس رات میں بھی عرفات کے دن ہی کی طرح دعا و استغفار کا اہتمام کیجئے۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

فجر کی نماز مزدلفہ میں اوّل وقت پڑھ لیجئے اور اس کے بعد سورج نکلنے کے قریب تک پھر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل اور حمد و ثنا اور دعا و استغفار میں مشغول رہیے۔

اور جب سورج نکلنے کا وقت بالکل قریب آجائے تو وہاں سے منیٰ کو روانہ ہو جائیے۔ منیٰ یہاں سے تین میل ہے۔ صبح کے ٹھنڈے وقت میں یہ راستہ آسانی سے پیدل طے ہو سکتا ہے۔ روانگی کے وقت یہ تصور کیجئے کہ اب میرا مولا مجھے منیٰ بلا رہا ہے اور اس کا حکم ہے کہ میں وہاں پہنچ کر رمی اور قربانی کروں، بہرحال یہ تصور کر کے اور شوق و محبت سے اور ہیبت و عظمت کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے تلبیہ پڑھتے ہوئے اب یہاں سے منیٰ کو روانہ ہو جائیے اور اچھا ہے کہ رمی کے لئے کنکریاں بھی یہاں سے ہی چن لیجئے۔

راستہ میں "وادیٔ محسّر" ایک نشیبی جگہ آئے گی، یہ وہ مقام ہے جہاں ابرہہ کا لشکر اللہ کے حکم سے ہلاک ہوا تھا۔ یہاں سر جھکائے اور خوف و دہشت کی حالت اپنے اوپر طاری کیئے دوڑ کے نکل جائیے۔

منیٰ میں جمرات کی رمی

روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادے سے لے کر چلے اور منیٰ کی حدود میں پہنچے تو ایک جگہ شیطان سامنے آیا اور اس نے اس ارادہ سے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس مردود کے سات کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا اور آپ آگے روانہ ہو گئے۔

کچھ دور چلے تھے کہ اللہ کا اور اللہ والوں کا دشمن پھر سامنے آیا اور اس نے "ناصح مشفق بن کر آپ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی سے روکنا چاہا، آپ نے پھر اس کے سات کنکریاں ماریں جس سے وہ دفع ہو گیا، آپ آگے چل دیئے۔ کچھ دور کے بعد تیسری دفعہ وہ پھر نمودار ہوا اور پھر اس نے ورغلایا آپ نے پھر اس کو کنکریاں ماریں جس سے وہ پھر زمین میں دھنس گیا، ـــــ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ عاشقانہ ادا ایسی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے اس کی نقل بھی حج کا جزء بنا دی گئی ہے ـــ جن تین جگہوں پر شیطان پر حضرت ابراہیمؑ نے سنگباری کی تھی، ان جگہوں پر بطور نشانی کے تین ستون بنے ہوئے ہیں اور حجاج اب ان نشانوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔ ان ہی نشانوں کو جمرات کہتے ہیں، منیٰ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے سب سے آخر میں جو جمرہ آتا ہے وہ "جمرۃ العقبیٰ" کہلاتا ہے۔ اس سے پہلے والا "جمرۃ الوسطیٰ" کہلاتا ہے، اور جو اس سے پہلے مسجد خیف کے قریب واقع ہے، اس کو "جمرۃ الاولیٰ" کہا جاتا ہے۔

پہلے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف "جمرۃ العقبیٰ" کی رمی کی جاتی ہے، اس کے بعد گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں کو تینوں جمروں کی رمی ہوتی ہے۔

رمی جمرات کے متعلق اس مجمل یادداشت کو ذہن میں رکھ لیجئے اور اب مزدلفہ سے منیٰ پہنچ کر آپ کو جو کچھ اور جس ترتیب سے کرنا ہوگا اس کو سنئے۔

دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبیٰ کی رمی

اگر آپ پیدل بھی گئے تو تقریباً سوا گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں آپ منیٰ پہنچ جائیں گے، وہاں پہنچ کر آپ سب سے پہلے جمرہ عقبیٰ کی رمی کیجئے، سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر چلیئے اور اس ستون سے ڈھائی تین گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہو کے کہ منیٰ آپ کے داہنی جانب ہو اور

مکہ بائیں جانب، انگوٹھے اور انگشت شہادت سے پکڑ کے سات دفعہ میں سات کنکریاں اس پر ماریئے اور ہر کنکری مارتے وقت کہیئے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْماً لِلشَّیْطَانِ وَرِضًی لِلرَّحْمٰنِ"

(میں اللہ کا نام لیکر لیتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے سب سے بڑا ہے میں یہ کنکری مارتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے اور جلانے کے لئے اور نہایت رحمت والے اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لئے)

اگر یہ پورے کلمات یاد نہ ہوں تو صرف "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ کر ہی کنکریاں ماریئے

تلبیہ ختم

تلبیہ جو آپ اب تک برابر پڑھ رہے تھے، اس رمی پر اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اب دوسرے اذکار (تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل وغیرہ سے) اپنی زبان تر رکھیئے! لَبَّیْکَ پکارنے کا حکم اب آپ کو نہیں رہا۔

آج کے دن بس اسی ایک جمرہ (جمرۃ العقبیٰ) کی رمی کا حکم ہے، اور زوال کے وقت سے پہلے اس کا کر لینا افضل ہے۔

قربانی

رمی سے فارغ ہو کر سیدھے منحر یعنی قربان گاہ جائیے، آپ نے حج تمتع کیا ہے، اس کے شکر میں ایک قربانی آپ پر واجب ہے، البتہ حج افراد کرنے والے پر واجب نہیں ہے (اس کے حق میں صرف مستحب ہے)۔

---

[۱] کنکری مارنے کی صحیح جگہ ستونوں کے نیچے کا حصہ ہے اوپر والا حصہ تو صرف نشانی کے لیے اونچا کر دیا گیا ہے۔ ۱۲

منیٰ میں لاکھوں (بلا مبالغہ لاکھوں) دنبے، مینڈھے، بھیڑیں، بکریاں، گائیں
اونٹ، اونٹنیاں آپ دیکھیں گے، اپنی پسند اور وسعت کے مطابق دیکھ کے خرید لیجئے اور
قربانی کیجئے[1]۔

حلق یا قصر

قربانی کے بعد سر منڈوائیے یا بال ترشوائیے (لیکن سر منڈوانا افضل ہے[2])
لیجئے اب آپ کا احرام گویا ختم ہو گیا، اب آپ کو سلے کپڑے پہننے، نہانے دھونے
اور خوشبو لگانے وغیرہ کی آزادی ہے، البتہ بیوی سے ہمبستر ہونے کی پابندی ابھی آپ
کے لئے باقی ہے اور جب آپ طواف زیارت کر لیں تو یہ پابندی بھی ختم ہو جائے گی۔

طوافِ زیارت اور صفا مروہ کی سعی

حج کے دو ہی اہم رکن ہیں ایک "وقوفِ عرفہ" — دوسرے "طوافِ زیارت" —
یہ طواف اگرچہ بارھویں تاریخ کی شام تک بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن افضل یہی ہے
کہ آج ہی کر لیجئے۔

جب آپ نے قربانی کے بعد بال منڈوا لئے یا ترشوا لئے تو اب خوب نہا دھو کے
اور سلے ہوئے کپڑے پہن کے، خواہ احرام باندھے ہوئے (یہ خیال کر کے کہ اب میرا مولا مجھے
اپنے گھر کے طواف کے لئے بلا رہا ہے اور میرے لئے اس کا حکم اس وقت یہ ہے کہ کپڑے پہن کے

---

[1] یہ ملحوظ رہے کہ یہاں جس قربانی کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد "حج کی قربانی" ہے۔ عید قرباں والی قربانی
جو صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے ہے عورتوں کے لئے بال منڈوانا یا ترشوانا
ناجائز ہے ان کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ چوٹی کا سرا پکڑ کے صرف ایک انگل بال ترشوا دیں یا خود تراش دیں۔ ۱۲

میں اس کے گھر کا طواف کروں، پورے ذوق وشوق کے ساتھ) مکۂ معظمہ روانہ ہو جایئے اور مسجد حرام میں داخلہ کا اور طواف کا جو طریقہ پہلے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے، اسی کے مطابق اور ان ہی آداب وکیفیات کے ساتھ مسجد حرام میں پہونچ کر طواف کیجئے۔ اور چونکہ اس طواف کے بعد آپ کو صفا ومروہ کی سعی بھی کرنی ہوگی، اس لئے عمرہ والے طواف کی طرح اس طواف میں بھی اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کیجئے[1]۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے یا اس کے قریب میں حسب سابق دوگانۂ طواف پڑھئے۔ ملتزم سے چمٹ کر دعا کیجئے، زمزم شریف پر پہونچ کر پانی پیجئے اور دعا مانگئے، پھر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل کر صفا پر جایئے اور پہلے لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق صفا ومروہ کے سات پھیرے کیجئے اور ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پر پہنچا ہو تو قبلہ رو ہو کر اطمینان سے دعا مانگئے، خصوصاً سعی شروع کرتے وقت پہلی دفعہ صفا پر اور آخری پھیرے میں مروہ پر پورے خشوع خضوع کے ساتھ دیر تک اللہ کی حمد وثنا کیجئے اور خوب الحاح و ابتہال کے ساتھ اس سے دعائیں مانگئے! ۔۔۔ اور جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، سعی کے دوران میں بھی برابر ذکر و دعا میں مشغول رہیئے:۔

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ"

لیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اب آپ طوافِ زیارت اور اس کے بعد والی سعی سے بھی فارغ ہو گئے۔ اب احرام کی کوئی بھی پابندی آپ کے لئے باقی نہیں رہی

---

[1] اگر حج افراد یا قران کرنے والا حاجی طواف قدوم کے بعد یا حج تمتع کرنے والا حاجی کسی نفلی طواف کے بعد اس سے پہلے سعی کر چکا ہو تو طواف زیارت کے بعد وہ سعی نہیں کرے گا اور طواف میں اضطباع اور رمل بھی نہیں کرے گا۔

پھر منیٰ کو روانگی

اس طواف وسعی سے فارغ ہو کر آپ اب پھر سیدھے منیٰ چلے جائیے، کل اور پرسوں یعنی گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو وہاں تینوں جمروں کی آپ کو رمی کرنی ہوگی، بلکہ افضل یہ ہے کہ تیرھویں کو بھی آپ وہاں رہیں اور اس روز بھی بعد زوال تینوں جمروں کی رمی کر کے مکۂ معظمہ واپس ہوں

۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام اور رمیِ جمار

کم از کم دو دن (گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو) منیٰ میں ٹھہر کے تینوں جمروں کی رمی کرنا تو آپ کے لئے ضروری ہے اور افضل یہ ہے کہ تیرہ کو بھی ٹھہریں اور اس روز بھی رمی کر کے مکہ معظمہ واپس آئیں، ان تینوں دن تینوں جمروں کی رمی زوال کے بعد اور غروب آفتاب سے پہلے سنت ہے۔ تینوں دن رمی کی ترتیب یہ رہے گی کہ منیٰ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے جو پہلا جمرہ پڑتا ہے (جس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں) پہلے اس کی رمی کی جائے گی، اس کے بعد اس سے بعد والے جمرہ (جمرۃ الوسطیٰ) کی، اور اس کے بعد آخری جمرہ (جمرۃ العقبیٰ) کی۔

رمی کا طریقہ بالکل وہی ہوگا جو پہلے دسویں تاریخ کی رمی کے سلسلہ میں لکھا جا چکا ہے۔ البتہ ایک ذرا سا فرق یہ ہوگا کہ دسویں تاریخ کو صرف "جمرۃ العقبیٰ" کی جو رمی آپ کریں گے اس کے بعد دعا نہیں کریں گے، اور ان تینوں دنوں میں پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد دعا کرنی چاہیئے، لیکن آخری جمرہ کی رمی کے بعد ان تین دنوں میں بھی دعا نہیں کی جائے گی۔

رمیِ جمار کے بعد دعا کی اہمیت

اپنی ناواقفی اور معلموں کے نہ بتلانے کی وجہ سے جن چند چیزوں میں اکثر و بیشتر حجاج کوتاہی کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رمی کے بعد دعا بالکل نہیں کرتے، حالانکہ پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد چند قدم آگے بڑھ کے قبلہ رو کھڑے ہو کر اطمینان سے اور دیر تک دعا کرنی چاہیئے، یہ موقع بھی ان مواقع میں سے ہے جہاں دعا کی قبولیت کی خاص امید ہوتی ہے۔

منیٰ کے ان دنوں میں آپکے مشاغل

ان دنوں میں متعین کام تو صرف دو ہی ہیں، ایک منیٰ میں رہنا خاص کر راتیں وہیں گزارنا اور دوسرے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق رمی کرنا۔ باقی اوقات بھی آپ کی غفلت میں اور فضولیات میں ہرگز صرف نہ ہونے چاہیئں ۔ یوں تو مومن کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور قیامت میں ہم کو اپنی عمر کے ایک ایک منٹ کا حساب دینا ہے لیکن خاص کر یہ سفر اور اس کے بھی یہ خاص ایام! اللہ تعالیٰ اگر ایمانی فہم و فراست نصیب فرمائے اور بندہ ان دنوں کی قدر کرے تو بلا مبالغہ ان دو چار دنوں میں لاکھوں برس کی کمائی ہو سکتی ہے۔ نمازیں اہتمام سے پڑھیئے! ذکر دعا اور توبہ استغفار سے اپنے اوقات کو معمور رکھیئے اور حقیقی ایمان اور عبدیت والی زندگی کی وہ متاع۔ جو تمام دنیا کو ارضِ پاک ہی سے ملی تھی اور جس کو خود مسلمان اب گم کر چکے ہیں، اس کا پیام اور اس کی دعوت لے کر حجاج کے خیموں خیموں پھریئے، دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اگر آپ ان تک یہ پیام نہ پہونچا سکیں تو بھی ہندوستان اور پاکستان ہی کے جو بیسیوں ہزار مسلمان ان دنوں منیٰ ہی کے اس محدود میدان میں مقیم ہوں گے تو ان تک انشاء اللہ آپ یہ دعوت پہنچا

ہی سکیں گے، اگر آپ کی سعی و کوشش سے دو، چار سینوں میں بھی یہ چراغ روشن ہو گیا تو یقین کیجئے کہ آپ نے بہت بڑی کمائی کر لی، اور اگر بالفرض کسی ایک کو بھی متاثر نہ کر سکے تو بھی اپنی سعی و کوشش کے آپ پورے اجر کے مستحق ہوں گے۔

منیٰ میں دینی دعوت کی سنّت کا احیاء

منیٰ میں دین کی دعوت کی یہ سنّت معلوم نہیں کب سے مردہ تھی۔ اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی بے انتہا نعمتوں سے نوازے تبلیغی کام کرنے والے اپنے بندوں کو جنہوں نے گذشتہ چند سالوں سے اس طرف خاص توجہ کی ہے، اللہ تعالیٰ ہر ملک کے مسلمانوں میں اس کام کی عظمت و اہمیت اور ضرورت کا احساس پیدا کرے اور جلدی وہ دن آئے کہ ہر ملک کے مسلمان تبلیغی وفود اور جماعتوں کی شکل میں منیٰ میں خیمہ بھرا کریں اور راتوں کو اس مقصد کے لئے اللہ کے سامنے رویا کریں۔ یہ کام جس طرح ہونا چاہیئے اگر اس طرح ہونے لگے تو صرف منیٰ کے ان تین دنوں کی محنت سے سارے عالمِ اسلامی میں ایک نئی زندگی اور نئی روح انشاء اللہ پیدا ہو سکتی ہے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز۔

بہر حال اس عاجز کا جناب کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ اس کام کو نفلی اذکار و عبادات سے افضل یقین کر کے ضرور اس میں پورا حصہ لیں۔ اس کام کے ساتھ اور اس کے ضمن میں اللہ کا جو ذکر ہو گا، انشاء اللہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ذکر سے بہت زیادہ ہو گا جو اس کام سے بے تعلق رہ کر ہو۔

بے تکلف عرض کرتا ہوں کہ گزشتہ سال جب اس عاجز کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تھی تو اپنی ایک مخصوص حالت کی وجہ سے میں اس کام میں بہت کم حصہ لے سکا تھا۔

لیکن اب مجھے اس پر افسوس ہے اور اس تجربے کے بعد اس کی تلافی ہی کی نیت سے میں اس قوت کے ساتھ آپ کو یہ مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں۔

حجِ قِران اور اِفراد

ایک ضروری بات عرض کرنے سے رہ گئی، خیر اس کو اب عرض کرتا ہوں۔ میں نے اس خط کے ابتدائی صفحات میں لکھا تھا کہ حج کی تین صورتیں ہیں، تمتّع، قِرانؔ، اِفراد۔

میں نے جو صورت گذشتہ صفحات میں لکھی ہے یہ حج تمتع کی صورت ہے۔ چونکہ آپ کے لئے میں نے اسی کو مناسب سمجھا اور اکثر لوگوں کے لئے وہی آسان اور بہتر ہے) اس لیے تفصیل سے میں نے اسی کو لکھ دیا ہے، اس میں اور باقی دونوں صورتوں (قران اور افراد میں معمولی فرق ہے۔

قران اور تمتع میں تو یہ فرق ہے کہ تمتع میں میقات پر صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکہ معظمہ پہونچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے اور حج کے لئے وہیں سے دوسرا احرام باندھ لیا جاتا ہے ــــ اور قِران میں میقات پر عمرہ اور حج دونوں کا احرام ساتھ باندھا جاتا ہے اور اسی ایک احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے، چنانچہ قارن مکہ معظمہ پہونچکر عمرہ کرتا ہے لیکن عمرہ کا طواف اور سعی کر لینے کے بعد وہ بال نہیں منڈواتا بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے منیٰ جاتا ہے اور آگے اس کا سارا پروگرام بھی وہی ہوتا ہے جو تمتع کرنے والے حاجی کا ہوتا ہے۔

اور افراد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ میقات پر صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور اس احرام سے بس حج ہی کیا جاتا ہے، حج سے پہلے عمرہ نہیں کیا جاتا، افراد کرنے والا مکہ

جو احرام میقات پر باندھتا ہے وہ حج سے پہلے نہیں کھلتا، اور دسویں تاریخ کو جمرہ عقبیٰ کی رمی کرنے تک احرام کی ساری پابندیاں عائد رہتی ہیں[1]۔ ان تینوں صورتوں کے حج کے اعمال اور پروگرام میں کوئی خاص فرق نہیں۔ یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہو۔ ہاں اگر کرے تو مستحب اور مستحسن ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو اس سے زیادہ تفصیل مناسک کی کسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

منیٰ سے مکّۂ معظمہ واپسی اور چند روز قیام

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے ۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد رمی کر کے اگر آپ چاہیں تو مکہ مکرمہ واپس ہو سکتے ہیں، لیکن افضل یہ ہے کہ ۱۳ کو بھی رمی کریں اور اس کے بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں ـــ لیجیے، اللہ کا شکر ادا کیجیے اس نے آپ کا حج بالکل پورا کر دیا، اب حج کے سلسلہ کا کوئی خاص کام آپ کے ذمہ باقی نہیں رہا ہے اور ہے تو بس اتنا کہ جب آپ مکہ معظمہ سے رخصت ہونے لگیں تو ایک رخصتی طواف کر کے جائیں۔ اس کے سوا اب آپ سے شریعت کا کوئی خاص مطالبہ نہیں ہے، اس لئے آپ چاہیں تو آج ہی مکہ معظمہ سے روانہ ہو سکتے ہیں، لیکن نہ آپ اتنی عجلت کریں گے اور نہ اتنی جلدی آپ کی روانگی کا کوئی انتظام ہو سکے گا۔ اس لئے لامحالہ آپ کو ابھی مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا ہوگا ـــ ٹھہریئے اور پوری خوشدلی سے ایک ایک دن کو غنیمت اور اللہ کی نعمت سمجھ کے ٹھہریئے ـــ بعض لوگوں کو دیکھا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد جانے کے لئے اتنے بیتاب اور بیقرار ہوتے ہیں کہ انتظام نہ ہو سکنے کی

---

[1] حج بدل والوں کو ہمیشہ افراد ہی کرنا چاہیئے۔ اور اگر قران یا تمتع کرنا ہو تو بھیجنے والے سے صراحۃً اجازت لے لی جائے۔

وجہ سے جتنے دنوں مجبوراً ان کو ٹھہرنا پڑتا ہے اس زمانہ میں ایک ایک دن کو وہ مصیبت سمجھتے ہیں اور سخت بددلی اور شکووں کے ساتھ یہ ایام گذارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ یہ بڑی بُری علامت ہے) ۔۔۔ اگر بالفرض روانگی کا انتظام ہو جائے تو جلدی جانے میں کوئی حرج نہیں، اور اپنے احوال و مصالح کے مطابق جلد روانگی کی کوشش میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اللہ کے مقدس اور محترم شہر سے دل کا اچاٹ ہونا اور معاذ اللہ بددلی کی کیفیت کا پیدا ہو جانا بہت بری حالت کی نشانی ہے۔ مومن کا حال تو یہ ہونا چاہیئے کہ برسوں رہ کے بھی جی نہ بھرے اور دل سے یہی آواز آتی رہے ؎

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جانِ مضطر
کہ مباد بار دیگر نہ رسی بدیں تمنا

مکہ معظمہ میں آپ کے مشاغل

بہر حال جتنے دنوں آپ کو مکہ معظمہ میں ٹھہرنا ہو پوری خوشدلی سے رہیئے اور اللہ تعالیٰ کا سجدۂ شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو یہ موقع نصیب فرما رکھا ہے ؎

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبِ حیات
ضاعف اللہ بہ کُلَّ زمانٍ عطشی

دن میں اور رات میں جتنے ہو سکیں روز نفلی طواف کیجئے۔ تنعیم یا جعرّانہ جا جاکر اور وہاں سے احرام باندھ کے نفلی عمرے کیجئے، اپنی طرف سے اپنے والدین کی طرف سے، اپنے خاص محبوں اور محسنوں کی طرف سے اغرض جس کی طرف سے دل چاہے کیجئے۔ مسجد حرام میں نفلی نمازیں پڑھیئے، عمر بھر ہزاروں میل کے فاصلے سے جس کعبہ کی طرف منھ کر کے غائبانہ نمازیں

اب تک پڑھتے رہے ہیں اور آئندہ بھی اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ یوں ہی پڑھتے رہیںگے،
اب اللہ نے موقع دیا ہے کہ اس کے بالکل سامنے اور اس کی دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر
نمازیں پڑھئے اسلئے عمر بھر کی حسرت نکال لیجئے۔ جس کعبہ کے گرد حضرت ابراہیم سے لے کر
خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ معلوم کتنے سو یا کتنے ہزار انبیاء
علیہم السلام نے اور ان کے بعد سے اب تک نہ معلوم کتنے لاکھ اور کتنے کروڑ اولیاء اللہ نے
طواف کئے اور ان طوافوں میں جنت سے اتارے ہوئے جس پتھر (حجر اسود) کو بہتے ہوئے
آنسوؤں کے ساتھ بوسے دیئے اور جہاں انہوں نے نمازیں پڑھیں (اور یقیناً کعبۃ اللہ کے
ارد گرد کی بالشت بھر زمین بھی ایسی نہیں جس پر انبیاء علیہم السلام، ان کے اصحاب کرام یا
اولیاء عظام میں سے کسی کی پیشانی نہ ٹکی ہو) اب اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ چاہیں تو دن رات
اللہ کے اس مقدس بیت کا طواف کریں، حجر اسود جو اس دنیا میں "یمین اللہ" (اللہ کے مقدس
ہاتھ) کے گویا قائم مقام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو رو رو کر چوما کرتے تھے، اللہ
نے آپ کو موقع نصیب فرمایا ہے کہ آپ بھی اس کو چومیں اور اس پر آنسو بہائیں، اور جس ملتزم
سے (یعنی کعبہ کے جس حصہ سے) چمٹ کر اور اپنے رخسار مبارک کو اس پر رکھ رکھ کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کیا کرتے تھے، اب آپ کے لئے بھی موقع ہے کہ چاہیں تو دن میں
کئی کئی دفعہ اس سے چمٹ کر روئیں اور دعائیں کریں۔

اسی طرح حطیم میں (جو دراصل کعبۃ اللہ ہی کا ایک حصہ ہے) اور مطاف میں جہاں کھڑے
ہو کر چاہیں نماز پڑھیں، یا مسجد حرام میں بیٹھے بیٹھے کسی وقت اللہ کے گھر کو عظمت و محبت
سے دیکھا ہی کریں۔ غرض یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو مکہ معظمہ سے چلے جانے کے بعد
آپ کو کبھی نصیب نہ ہو سکیں گی۔ اس لئے موقع کو غنیمت جانیئے اور اللہ کی رحمتوں اور

نعمتوں کو جس قدر لوٹ سکیں لوٹیئے ؎

مزے لوٹو کلیم اب بن پڑی ہے
بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ اسی زمانۂ قیام میں دینی دعوت و تبلیغ کے کام میں بھی حصہ لیتے رہیئے اور اس کام کے کرنے والوں کے ساتھ پورا تعلق اور تعاون رکھیئے! آپ کی ذاتی عبادات سے دعوت کے کام میں طاقت و برکت اور نورانیت پیدا ہوگی اور دعوت اور دین کی جدوجہد چونکہ انبیاء علیہم السلام کی خاص میراث ہے اور اللہ کے یہاں بہت ہی مقبول اور محبوب عمل ہے' اس لئے امید ہے کہ دعوت کے کام میں آپ کی شرکت کی برکت سے آپ کی یہ ذاتی عبادات انشاء اللہ زیادہ محبوب اور زیادہ مقبول ہو جائیں گی۔

بیت اللہ کا داخلہ

ایام حج میں کسی دن گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے بیت اللہ شریف کا دروازہ بھی مشتاقانِ زیارت کے لئے کھولا جاتا ہے اور اگرچہ یہ داخلہ زیادہ سے زیادہ مستحب درجہ کا عمل ہے' اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس کی وجہ سے کسی معصیت اور منکر کا ارتکاب نہ ہو، لیکن عام حجاج اپنی ناواقفی اور دینی ناتربیتی کی وجہ سے اس کے انتہائی درجہ شائق ہوتے ہیں' اور خدا کی پناہ کہ شریعت کے احکام اور اللہ کی ناراضمندی اور ناراضی سے گویا بالکل بے پروا ہو کر اپنا یہ شوق پورا کرنا چاہتے ہیں، ممکن ہے کہ آپ پر بھی اس شوق کا غلبہ ہو' اس لئے یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ لے دے کے داخل ہونا تو درست نہیں ہے، علی ہذا عام طور سے لوگ جیسی کشمکش اور دھینگا مشتی سے داخل ہوتے ہیں وہ

بھی سخت بے ادبی ہے، اس لیے ان برائیوں کے ساتھ داخل ہونے کی تو ہرگز کوشش نہ کیجئے گا۔ البتہ اگر اللہ تعالی ایسی کوئی صورت پیدا فرمادیں کہ ان برائیوں سے محفوظ رہتے ہوئے آپ اندر جاسکیں تو نعمت اور سعادت سمجھ کر جائیں اور ان چند باتوں کا خیال رکھیں ۔ بہت خشوع و خضوع کے ساتھ اور اللہ کی عظمت و ہیبت دل میں لئے داخل ہوں "بسم اللہ" کہہ کے پہلے داہنا پاؤں اندر رکھیں اور عرض کریں " اَللّٰھُمَّ اغفرلی ذُنُوبِی وَافتح لِی اَبوَابَ رَحمَتِكَ "۔ نظر نیچی رکھیں، اوپر کی جانب اور ادھر ادھر نہ دیکھیں کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔

— دروازے سے داخل ہو کر سیدھے آگے کی طرف چلیں اور سامنے والی دیوار جب قریباً دو ڈیڑھ گز رہ جائے تو وہاں کھڑے ہو کر دو رکعت یا چار رکعت نفل نماز پڑھیں اور دعا مانگیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ نماز ادا فرمائی تھی ۔ اور اگر معصیات و منکرات سے بچ کر داخلہ کی صورت نہ ہو تو پھر داخل نہ ہونے میں اللہ کی رضا سمجھیں اور دل کی چاہت کے باوجود اندر نہ جائیں۔ عبدیت اور سچی محبت کا یہی تقاضا ہے ؎

میل من سوئے وصال و میل او سوئے فراق
ترک کار خود گرفتم تا بر آید کار او

صحیح روایات کی بنا پر حطیم کعبہ ہی کا جز ہے، اس میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا گویا کعبہ ہی میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا ہے، لہذا اسی پر قناعت کریں۔

خاص مقامات میں دعا کے متعلق ایک آخری مشورہ

حج کے سلسلہ میں جو کچھ آپ کے لئے لکھنے کا ارادہ کیا تھا، اس سے بہت زیادہ لکھا گیا

جی چاہتا ہے کہ خاص خاص مقامات میں دعا کے متعلق ایک آخری مشورہ اور عرض کردوں اور حج کا بیان اسی پر ختم کر دوں۔

اس عریضہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ مکہ معظمہ میں مطاف، مقام ابراہیم، ملتزم، رکن یمانی، حطیم، زمزم شریف، خود بیت اللہ شریف، صفا، مروہ اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کی مسافت (جس میں سعی کی جاتی ہے یعنی مسعیٰ) اور پھر عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے قریب کی جگہ، یہ سب دعاؤں کی مقبولیت کے خاص مقامات ہیں جہاں سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام اور ان کے علاوہ بس اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنے سو اور کتنے ہزار پیغمبروں نے اور کتنے لاکھ یا کتنے کروڑ اس کے ولیوں نے اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق کیسے کیسے الحاح اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور کیسے تڑپتے ہوئے دل سے اس کو یاد کیا ہے۔

آپ بھی انشاء اللہ ان مقامات پر پہنچیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں گے تو ان مقامات کی دعاؤں کے متعلق میرا آخری مشورہ یہ ہے کہ ان جگہوں پر آپ جو اور دعائیں کریں، ان کے ساتھ ایک دعا یہ بھی کریں:۔

"اے اللہ تیرے برگزیدہ اور مقبول بندوں نے اس مقام پر تجھ سے جو جو دعائیں کبھی کی ہیں اور جن جن چیزوں کا تجھ سے سوال کیا ہے، اے میرے نہایت رحیم و کریم پروردگار! میں اپنی نااہلیت اور نالائقی اور سیاہ کاری کے اقرار کے ساتھ صرف تیری شان کرم کے بھروسہ پر ان سب چیزوں کا اسی جگہ تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جن جن چیزوں سے انھوں نے اس مقام پر تجھ سے پناہ مانگی ہے اسی جگہ ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ـــ اے اللہ اس خاص مقام کے جو انوار و برکات ہیں، مجھے ان سے محروم نہ رکھ اور یہاں حاضر ہونے والے اپنے اچھے بندوں

کو تو نے جو کچھ بھی عطا فرمایا ہو یا جو کچھ تو ان کو عطا فرمانے والا ہو مجھے بھی اس میں شریک فرمادے اور اس کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرمادے۔ تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔"

اور اگر یاد رہے تو اس سیاہ کار کو بھی اس دعا میں شریک فرمالیں۔

مکّہ معظمہ سے روانگی اور طوافِ رخصت

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مکہ معظمہ سے روانگی کے وقت ایک رخصتی طواف کیا جاتا ہے، آفاقی یعنی بیرونی حجاج کے لئے یہ طواف واجب ہے، لیکن اگر طواف زیارت کے بعد کسی نے کوئی نفلی طواف کرلیا اور رخصتی طواف کے بغیر ہی وہ مکہ معظمہ سے روانہ ہوگیا تو یہ نفلی طواف ہی طوافِ رخصت کے قائم مقام ہوجاتا ہے، لیکن اصل یہی ہے کہ روانگی کے دن بلکہ اچھا ہے کہ خاص روانگی کے وقت وداع اور رخصت کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے۔

اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو پہلے لکھا جاچکا ہے۔ البتہ اس کی خصوصیت کا تقاضا ہے کہ بیت اللہ شریف جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تجلی گاہ ہے اور عمر بھر کی تمناؤں کے بعد جس تک پہنچنا نصیب ہوا تھا، اس کے فراق اور جدائی کا خیال کرکے اور یہ سوچ کے کہ نہ معلوم یہ سعادت اور دولت پھر کبھی میسّر آئے گی یا نہیں، اس طواف کے وقت زیادہ سے زیادہ حزن وملال کی کیفیت اپنے دل میں پیدا کی جائے اور اللہ نصیب فرمادے تو روتے ہوئے دل اور بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے۔ طواف ختم کرکے حسب معمول مقامِ ابراہیم پر دوگانہ طواف پڑھا جائے، دعا کی جائے اور دعا کے وقت بھی دل میں یہ فکر ہو کہ معلوم

نہیں کہ اس کے بعد بھی اس مقدس اور محترم مقام میں سجدہ کرنے اور اللہ کے حضور میں ہاتھ پھیلانے کی سعادت کبھی میسر آئے گی یا نہیں۔ پھر زمزم شریف پہ جا کر بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر پانی پیجئے اور دعا کیجئے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ" اس کے بعد اور جو جی چاہے، دعائیں کیجئے۔ پھر ملتزم پر آیئے اور آج وداع و رخصت ہی کی نیت سے اس سے لپٹ لپٹ کر خوب روئیے اور پورے الحاح وابتہال سے دعا کیجئے۔ حج کی مقبولیت مانگیے، مغفرت مانگیے، دنیا اور آخرت کی عافیت مانگیے، عذاب سے نجات اور جنت مانگیے، اللہ کی رضا مانگیے اور اپنے علاوہ ان سب کے لئے بھی مانگیے جن کے لئے آپ کو مانگنا چاہیئے۔ اور ہاں اس موقع پر خوب رو رو کے اور بلک بلک کے یہ دعا بھی مانگیے، کہ خداوندا! میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو اس کے بعد بھی بار بار مجھے اس در کی حاضری کی توفیق بخشی جائے۔"

ملتزم سے ہٹ کر اب حجر اسود پر آیئے اور آخری دفعہ وداع کی نیت سے بوسہ دیجئے۔ اگر اس موقع پر آپ کی آنکھیں چند قطرے گرا دیں تو بڑی مبارک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ لیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:۔

هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ — یہ ہے آنسوؤں کے بہنے کی جگہ اور موقع

بس حجر اسود کو یہ آخری بوسہ دے کر حسرت سے بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے آنکھوں سے روتے ہوئے اور دل و زبان سے ربِ کعبہ کو یاد کرتے اور اس سے دعا کرتے ہوئے اور مسجد حرام اور بیت اللہ کے آداب اور حقوق کے بارے میں جو کوتاہیاں اس عرصہ میں ہوئیں ان کی معافی مانگتے ہوئے مسجد حرام سے نکلیے۔ حسب قاعدہ بایاں پاؤں نکالئے اور دعا کیجئے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ" اب آپ کو بیت اللہ کی جدائی پر دلی رنج ہونا چاہیئے اور

آپ کے قلبِ محزوں کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

زیارتِ مدینہ[1]

مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ　　مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ
محبت محبت، محبت محبت　　محبت محبت، محبت محبت

دِلا خاکِ رہِ کوئے محمد شو محمد شو
زِ ہر سوئے بیا سوئے محمد شو محمد شو

مدینہ طیّبہ کو روانگی

مکّہ معظمہ کی جدائی اور فراق کی رنجیدہ اور غم انگیز خیال کو اب آپ مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضہ مطہرہ کی زیارت اور بارگاہِ نبوت کی حضوری کے مسرت بخش اور نہایت لذیذ تصور سے بدل دیجئے اور مست ہو ہو کر آپ پر درود و سلام پڑھیے۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی)۔

---

[1] زیارت کے سلسلے میں آگے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ قریب قریب سب ہی ادب اور آدابِ محبت کے قبیل سے ہے۔ اس کو تشریع نہ سمجھا جائے۔

مدینہ طیبہ کے راستہ میں محبت نبوی کو بیدار اور مشتعل کرنے کے لئے اگر ذوق ہو تو نعتیہ اشعار پڑھیئے۔ اس کام کے لئے زائر حرم حمید صدیقی کا مجموعہ کلام "کلبانگ حرم" بھی ایک اچھی چیز ہے۔

مدینہ طیبہ میں داخلہ اور مسجد نبوی میں حاضری

مدینہ طیبہ کے راستہ کی آخری منزل ذوالحلیفہ (بیر علی) ہے جہاں سے مدینہ طیبہ غالباً صرف ۵-۶ میل رہ جاتا ہے۔ زائرین کو لے جانے والی اکثر موٹر لاریاں یہاں ٹھہرتی ہیں، اگر آپ کو بھی ٹھہرنے کا موقع ملے تو بہتر ہے کہ آپ یہیں غسل کریں اور اگر غسل نہ کر سکیں تو وضو ہی کر لیں اور جو اچھا لباس آپ کو میسر ہو وہ پہن لیں، خوشبو لگا لیں اور ذوق و شوق کی بے تابی کے ساتھ درود و سلام پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں۔

گنبد خضرا پر پہلی نظر

تورا گنبد گول کلس من بھاون دور سے پیار سے دیکھ جو لوں
وہیں سیس نوا دوں، جان گنوا دوں، من بیچ یہی سمایت ہے

ذوالحلیفہ سے موٹر روانہ ہونے کے بعد چند ہی منٹ میں مدینہ طیبہ کی آبادی نظر آنے لگے گی، اور ہر مومن کی آنکھ کا نور اور دل کا سرور "گنبد خضرا" سبز نگینہ کی طرح آبادی کے بالکل وسط میں آپکی خوش نصیب آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ اس وقت پوری محبت اور رقت کے ساتھ درود و سلام پڑھیئے اور اللہ دعا کیجئے کہ:-

"اے اللہ! یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہر ہے اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے حکم سے اس کو حرم قرار دیا ہے، اس میں میرے داخلے

اور میری حاضری کو تو ہر قسم کے عذاب سے اماں کا ذریعہ بنا!"

"میں جاؤں سر کے بل یثرب نگر یا آرزو دارم"

ڈرائیور اگر راضی ہو جائے اور وادی عقیق (بیر عروہ کے پاس) اتارنے پر تیار ہو جائے تو یہاں سے پیدل چلیئے اور اللہ کے محبوب کے محبوب شہر میں عشق و نیاز کی مرکب کیفیات کے ساتھ داخل ہو جیئے۔

جائے سرست ایں کہ تو پا مے نہی پائے نہ بینی کہ کجا مے نہی

مدینہ طیبہ کے جس دروازہ سے آپ کا داخلہ ہوگا، اس کا نام "باب العنبریہ" ہے۔ اس میں داخل ہوتے ہی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ عرض کیجیے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

پھر چلتے ہی چلتے دعا کیجیے:۔

"اے اللہ! اپنے جس کرم سے تو نے مجھے یہ مبارک دن دکھایا ہے کہ میں تیرے حبیبؐ کے شہر میں داخل ہو رہا ہوں اسی کرم سے تو مجھے یہاں کی خاص برکتیں عطا فرما، اور ان تمام باتوں سے میری حفاظت فرما جو یہاں کی برکات سے محرومی کا باعث ہوتی ہیں۔"

شہر میں داخل ہونے کے بعد اسباب کی حفاظت کا کوئی بند و بست کر کے (اور اگر داخلہ سے پہلے غسل یا وضو کر کے کپڑے بدلنے کا موقع نہ ملا ہو تو اب غسل یا وضو ہی کر کے اور کپڑے بدل کے خوشبو لگا کے) سب سے پہلے مسجد نبوی کی طرف آیئے اور "بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہہ کے ظاہر و باطن کے پورے ادب کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے اندر رکھیئے، اور عرض کیجیے:۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔"

سب سے پہلے مسجد شریف کے اس حصہ میں جائیے جو روضۂ مطہرہ اور منبر شریف کے درمیان ہے اور جس کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ" ارشاد فرمایا ہے (یعنی یہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے) یہاں پہونچکر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیے[1]۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس عظیم و جلیل نعمت کے شکریہ میں کہ اس نے اپنے دربار عالی کی حاضری کی سعادت بخشی مستقل سجدۂ شکر کیجئے اور دعا کیجئے کہ اے اللہ! جس طرح تو نے محض اپنے کرم سے یہانتک پہنچا دیا اسی طرح اپنے کرم سے میرے لئے اپنی رضا و رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفقت و عنایت کے ساتھ میری طرف متوجہ فرما دیجئے۔ ان کا قلب مبارک بھی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔"

مواجہہ شریف میں حاضری اور پہلا سلام

اس کے بعد پورے ادب اور ہوش کے ساتھ (اگر ہوش باقی رہے) مواجہہ شریف میں آیئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوجایئے اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور حضورؐ میری گذارش بہ نفس نفیس سن رہے ہیں' پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز سے سلام عرض کیجئے۔

سلام کے بارے میں ذوق مختلف ہیں، بعض لوگ مختصر سلام پسند کرتے ہیں ان کے لئے یہی اچھا ہے کہ بس مختصر سلام عرض کریں، سلف کا عام مذاق بھی یہی تھا۔

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہؓ کو حکم دیا تھا کہ مسجد شریف میں داخل ہوکر پہلے تحیۃ المسجد پڑھا کریں اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اب یہی حکم ہے۔ ۱۲

اور بیچارے عوام جو عربی بالکل نہیں جانتے اور سلام کی لمبی چوڑی عبارتیں نہ ان کو یاد ہوتی ہیں نہ وہ ان کے معنی مطلب سمجھتے ہیں، ان کے لئے تو گویا یہ ضروری ہے کہ وہ مختصر ہی سلام عرض کریں ـــــ مثلاً صرف اتنا عرض کریں:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه	اے اللہ کے رسول آپ پر سلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ	اے اللہ کے محبوب آپ پر سلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰه	اے بہترین خلق اللہ آپ پر سلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ	اے اللہ کے نبی آپ پر سلام، اور
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں

اور جو عربی داں حضرات طویل سلام عرض کرنے میں زیادہ لذت اور کیفیت محسوس کریں[1] وہ اگر چاہیں تو رفیق محترم مولانا سید ابو الحسن علی کے مضمون "اپنے گھر سے بیت اللہ تک" میں دیکھ لیں، اس عاجز کو بھی وہ ہی سلام بہت زیادہ محبوب ہے[2]۔

یہاں ایک سلام اور لکھتا ہوں، اپنی درمیانی حیثیت کی وجہ سے شاید آپ کے لئے اور آپ جیسوں کے لئے وہ زیادہ مرغوب ہوگا۔ یہ سلام بھی اس عاجز کو بہت پسند ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ	اے اللہ کے پیغمبر آپ پر سلام، اور
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں!

---

[1] افراد کی انفرادی دعاؤں میں اور اسی طرح صلوٰۃ و سلام میں اختصار پسندی اور طوالت پسندی یہ بالکل ذوقی چیزیں ہیں۔ شارع نے کسی نص کے ذریعہ اس قسم کے امور میں نہ ہمیں خاص الفاظ کا پابند کیا ہے نہ خاص مقدار کا اس لئے ان چیزوں میں کسی ایک ہی پہلو کو صحیح سمجھنا اور دوسرے پہلو کو غلط قرار دینا صحیح نہیں، اصل قابل توجہ چیز یہ ہے کہ حقیقت ہو، بلا روح، رسم نہ ہو۔ [2] یہ سلام اس کے صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۸ پر درج ہے۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ
لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
فَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ
الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ
وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ
الْغُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
حَقَّ جِهَادِهٖ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَيْرَ مَا جَزٰى
نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ
خَلْقِهٖ ۝

یا رسول اللہ! میں آپ کے سامنے گواہی
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں
ہے، کوئی عبادت اور بندگی کے لائق
نہیں ہے اور اس کا کوئی شریک ساجھی
بھی نہیں ہے اور بلاشبہ آپ اس کے
بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اس کی
بھی شہادت دیتا ہوں (اور انشاء اللہ
قیامت میں اللہ کے سامنے بھی یہ
شہادت دوں گا) کہ آپ نے اس کا
پیغام پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا
اور امت کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہ کی
اور گمراہی اور تاریکی کو بالکل دور کر دیا اور
اللہ کی راہ میں جد و جہد کا حق پوری طرح
ادا کر دیا پس آپ کو آپ کا مولا اس امت
کی طرف سے وہ بہترین جزا دے
جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف اور کسی
رسول کو اپنی مخلوق کی طرف سے اللہ نے
دی ہو یا دینے والا ہو۔

اس کے بعد حضورؐ سے شفاعت کی درخواست کیجئے کہ۔ حضور والا! گناہوں کے بوجھ نے

میری کمر توڑ دی ہے۔ میں آج آپ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، اور اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ حضورؐ بھی میرے لئے استغفار فرمائیں اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں اگر حضورؐ نے عنایت نہ فرمائی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

بہ سلام آمدم جوابم دہ   مرہمے بر دلِ خرابم نہ

اس کے بعد اپنے ان بزرگوں، عزیزوں کا سلام حضورؐ کو پہنچایئے جنہوں نے آپ سے فرمائش کی ہو اور آپ نے ان سے وعدہ کر لیا ہو۔ اگر سب کا نام لینا مشکل ہو تو اتنا ہی عرض کر دیجیے کہ: "حضور آپ پر ایمان رکھنے والے اور آپ کا نام لینے والے میرے چند اور بزرگوں اور عزیزوں اور دوستوں نے بھی سلام عرض کیا ہے۔ حضورؐ ان کا سلام قبول فرمائیں اور ان کے لئے بھی اپنے رب سے مغفرت مانگیں۔ وہ بھی حضور کی شفاعت کے طلبگار اور امیدوار ہیں۔"

اِس سیاکار کی التجا

یہاں میں آپ سے بڑی ہی عاجزی اور ایمانی اخوت کا واسطہ دے کر عرض کروں گا کہ خواہ اس پہلی حاضری میں اور خواہ اس کے بعد کسی حاضری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سیاہ کار امتی کی طرف سے بھی عرض کریں کہ "اے رب العالمین کے حبیب! اے رحمتِ عالم! آپ کے ایک سیاہ کار اور نابکار امتی محمد منظور نے بھی سلام عرض کیا ہے، وہ اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اور حضور پر ایمان لانے والے اپنے سب محسنوں اور محبوں کے لئے حضورؐ سے مغفرت کی دعا اور شفاعت کا طلبگار اور امیدوار ہے، اُسے یقین ہے کہ آپ کی شفاعت اور عنایت سے اس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔ حضور سے اس کی یہ بھی استدعا ہے کہ حضور والا اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ مرتے دم تک اس کو ایمانی عہد پر قائم رہنے کی توفیق دے۔

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن
کہ بضاعتے نداریم و افگندہ ایم دامے

پھر حضور اقدس کے حضور میں سلام اور اپنی معروضات عرض کرنے کے بعد قریباً ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کے آپ کے یار غار اور سب سے بڑے جاں نثار حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں سلام عرض کیجیے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" اس کے بعد قریباً ایک ہاتھ اور داہنی ہی جانب ہٹ کے سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کے روبرو حاضر ہو کے سلام عرض کیجیے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ"۔

مدینہ طیبہ میں آپ کا قیام اور اس عرصہ کے مشاغل

خدا نے چاہا تو آپ کو مدینہ طیبہ میں قیام کا کافی موقع ملے گا۔ ان دنوں کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھیے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزاریے۔ لاکھوں کروڑوں میل کی اللہ کی زمین میں یہی وہ خوش نصیب قطعہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور میں سب سے زیادہ سجدے کیے، نمازیں پڑھیں، خطبے دیے، دعائیں کیں، اعتکاف کیے۔ اگرچہ مسجد نبوی عہد نبوت کی وہ پرانی مسجد نہیں ہے لیکن اس میں کیا شک کہ زمین وہی ہے اور فضا وہی ہے، اور انوار و برکات وہی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایک حصہ میں آج بھی آرام فرما ہیں۔ یقیناً ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

بہر حال اپنا زیادہ وقت مسجد شریف ہی میں گزاریے، نفل نمازیں پڑھیے۔ قرآن مجید کی تلاوت کیجیے اور سب سے زیادہ شغل درود شریف کا رکھیے۔ اور جب موقع مناسب ملے سلام عرض کرنے

کے لئے مواجہ شریف میں حاضر ہو جائیے۔

مواجہہ شریف میں اطمینانی حاضری کے اوقات

اس عاجز کے تجربہ میں چار وقت ایسے ہیں جبکہ مواجہ شریف میں اطمینان سے حاضری اور عرض و معروض کا موقع اکثر مل جاتا ہے۔ ایک تہجد کے وقت جبکہ مسجد شریف کے دروازے کھلتے ہیں۔ اس وقت داخل ہونے والے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ "روضۃ الجنۃ" میں جگہ قبضانے کی فکر میں یا "محراب النبی" پر نفل پڑھنے کی کوشش میں اس طرف سبقت کرتے ہیں، آپ اگر اس وقت "باب جبریل" سے داخل ہو کے اور تحیۃ المسجد مختصر پڑھ کے سیدھے مواجہ شریف پر پہنچیں تو وہاں کوئی اژدحام اور اور مجمع انشاء اللہ اس وقت نہ پائیں گے۔ دوسرے ہندوستانی گھڑیوں کے حساب سے دن کو ۱۰ بجے اور ۱۱ بجے کے درمیان۔ تیسرے غروب آفتاب کے قریباً پون گھنٹہ آدھا گھنٹہ پہلے۔ اور چوتھے رات کو جب مسجد شریف کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اگر آپ اس امید میں کہ بالکل آخری وقت تک وہاں رہیں تو انشاء اللہ کبھی کبھی چند منٹ کے لئے ایسا موقع بھی آپ کو نصیب ہو جائے گا جب کہ آپ کے سوا وہاں کوئی نہ ہوگا۔

چونکہ اصحاب ذوق و محبت کو کسی ایسے وقت کی بڑی تمنا ہوتی ہے جب کہ ؏

"ہم ہی ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو"

اس لئے اپنا یہ تجربہ بے تکلف آپ کے لئے عرض کر دیا ہے۔ خدا کرے کام آئے تو کیا میں آپ سے امید رکھوں کہ آپ ایسے کسی وقت میں بھی اس سیاہ کار کو یاد رکھ سکیں گے

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی — بیاد آر حریفان بادہ پیمارا

ایک تجربہ اور مشورہ

انکسار کے طور پر نہیں بلکہ پوری دیانت داری اور صفائی سے حقیقت حال عرض کرتا ہوں کہ خاص اصطلاح کے مطابق میں "اہلِ ادراک" میں سے نہیں ہوں، بلکہ ان امور میں ایک عامی آدمی ہوں، تاہم گزشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے وہاں کی حاضری کی نعمت سے نوازا تو جب کبھی کسی قدر اطمینان کے ساتھ مواجہ شریف میں حاضری نصیب ہوئی تو قریب قریب ہر دفعہ بڑی قوت کے ساتھ اس احساس کا غلبہ ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ خیال اور فکر امت کی دین سے لاپرواہی اور دوری کا ہے اور مسلمانوں کی بگڑی ہوئی زندگی سے آپ سخت محزون اور متفکر ہیں اور گویا اس کے منتظر ہیں کہ آپ سے تعلق اور نسبت رکھنے والے، آپ کی امت میں ایمانی روح اور اسلامی زندگی عام کرنے کے لئے کمربستہ ہوں۔ ممکن ہے یہ میرے خاص خیالات کا ہی عکس ہو لیکن بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی دل میں اس کا یقین پوری قوت سے بھر رہا ہے آپ سے بے تکلف عرض کئے دیتا ہوں آخر ایک وقت اس سیاہ کار نے ضروری سمجھ کر عرض کیا کہ حضورؐ توفیق اور استقامت کی دعا فرمائیں، انشاء اللہ یہ غلام بھی جہاں تک بن پڑے گا یہ کام کرے گا۔ پھر ایسا محسوس ہوا گویا حضور کو اس وعدے اور ارادے سے ایک خاص مسرت اور فرحت ہوئی والعلم عند اللہ میں مکرر عرض کرتا ہوں اس کا بڑا امکان ہے، بلکہ اپنی حالت دیکھتے ہوئے اغلب یہی ہے کہ یہ سب اپنے ہی اندر کے خیالات ہوں لیکن بہر حال اس احساس یا ادراک نے مجھے تو فائدہ ہی پہنچایا کہ ایک قطعی منصوص دینی کام کی اہمیت کا احساس پہلے سے کچھ زیادہ ہو گیا۔

آپ کو بھی اس عاجز کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ مواجہ شریف میں جہاں حضورؐ سے آپ اپنی اور باتیں عرض کریں وہاں کبھی دین کی خدمت و نصرت کا عہد بھی آپ سے کیجئے، انشاء اللہ اس

اس کی برکتیں آپ خود دیکھ لیں گے۔

جنّت البقیع

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ مقدس کے بعد سب سے اہم مقام وہاں کا قدیمی قبرستان "جنت البقیع" ہے جو حرم نبوی سے بہت تھوڑے فاصلہ پر ہے زیادہ سے زیادہ ۸ - ۱۰ منٹ کی مسافت ہے۔ کیسا خوش نصیب زمین کا یہ قطعہ ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مرنے والوں کو اپنے ہاتھ سے اس میں دفن فرمایا۔ آپ کی اکثر ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور اہل بیت نبوت کے بہت سے ممتاز افراد اور کتنے جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور بے شمار میں نہ آسکنے والے ان کے تابعین اور تبع تابعین اور قرون مابعد میں پیدا ہونے والے بے گنتی و بے شمار ائمہ عظام اور اولیاء کرام اس میں آسودۂ خواب ہیں۔ سچ کہا کہنے والے نے ع

"دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

مدینہ طیبہ کے قیام کے زمانے میں یہاں بھی حاضری دیتے رہیے اور ان کے لئے ان کے رب سے مغفرت و رحمت اور رفع درجات کی دعا کیجئے۔ اسی کے ساتھ اپنے لئے بھی دعا کیجئے کہ اے اللہ یہاں تیرے جو یہ وفادار اور صالح بندے سو رہے ہیں ان کی جن باتوں سے تو راضی ہے ان کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرما، اے اللہ! اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں لیکن تیرے ان سب صالح بندوں سے مجھے محبت ہے بس اس محبت ہی کی برکت سے تو مجھے ان کے ساتھ شامل فرما دے وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

بقیع کا دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے، آپ ہر وقت حاضر ہو سکتے ہیں، لیکن اپنا تجربہ یہ ہے کہ سب سے اچھا وقت یہاں کے لئے صبح اشراق کے بعد کا ہے۔

مسجدِ قبا

مسجد قبا جس کے متعلق "لمسجدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقویٰ" فرما کر خود قرآن پاک نے اسکو خاص عزت و عظمت بخشی ہے؛ اور "خیر" "اَنْ تَقُومَ فِیْہِ" کے الفاظ سے جس میں نماز پڑھنے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترغیب دی گئی ہے اور جس میں دو رکعت کا ثواب حضورؐ نے عمرہ کے برابر بتلایا ہے کم از کم ایک دو دفعہ وہاں بھی جائیے اور اس میں نماز ادا کیجئے اور وہاں کے خاص انوار و برکات کے حصول کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

جبلِ اُحد

اُحد وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ (ہم کو اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے) اُس پہاڑ ہی کے دامن میں گویا جنگِ احد ہوئی تھی جس میں خود آنحضرت بھی سخت زخمی ہوئے اور قریباً ستر جاں نثار صحابہ کرام شہید ہوئے تھے جن میں آپ کے محبوب اور شفیق چچا اسد اللہ و اسد رسولہ حضرت حمزہ بھی تھے۔ یہ سب شہداء کرام وہیں مدفون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام سے اس گنج شہیداں پر تشریف لے جاتے اور وہاں ان کو سلام و دعا سے نوازتے تھے۔

کم از کم ایک دفعہ وہاں آپ بھی ضرور حاضری دیجئے اور مسنون طریقہ پر شہداء کرام کو پہلے سلام عرض کرکے ان کے واسطے اور ان کے ساتھ اپنے بھی واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت کی اور فلاح و رضا کی دعا کیجئے اور اللہ و رسول کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر استقامت

لہ وہ مسجد جس کی بنیاد اخلاص و تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس مسجد میں جانا اور نماز پڑھنا آپ کے لئے بہتر ہے ۱۲

اللہ تعالیٰ سے یہاں خاص طور پر مانگیے۔

مدینہ طیبہ کے فقراء و مساکین

غربت و افلاس مدینہ شریف میں حد سے زیادہ ہے جن بیچاروں نے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے وہ تو غالباً لوگوں سے امداد و اعانت حاصل کر ہی لیتے ہوں لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ مدینہ کی آبادی میں کافی تعداد ایسے شریف گھرانوں کی ہے جو فاقوں پر فاقے ہونے کے باوجود سوال اور اظہار حاجت کی ذلت سے اپنے کو بچاتے ہیں۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے پڑوسیوں کی خدمت بڑی سعادت ہے اور انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و عنایت حاصل ہونے کا خاص ذریعہ ہے۔ لیکن ہم آپ جیسے لوگ اپنے چند روزہ قیام میں ان کا پتہ بھی نہیں چلا سکتے، البتہ ایسے معتمد ذریعے مل سکتے ہیں جن کی وساطت سے اپنے ہدایا ایسے گھرانوں تک پہنچائے جاسکیں۔

مدینہ طیبہ سے واپسی

مدینہ طیبہ میں جتنا قیام اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر فرمایا ہے اس کو ختم کرکے آپ آخر کار واپس ہوں گے، اور مدینہ طیبہ سے جدا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونا قدرتی طور پر آپ کے لئے بڑا سانحہ ہوگا۔ بہرحال جب وہ دن آئے تو اس روز خصوصیت

---

۵ مدینہ طیبہ میں غربت و افلاس کا یہ حال ۱۳۴۸ھ (۱۹۲۹ء) میں دیکھا تھا۔ لیکن اس کے چھبیس سال بعد ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳ء میں جب حاضری ہوئی تو دیکھا کہ اب اس فقر کا نشان بھی نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے عام خوش حالی ہے۔ نعمانی

اور خاص اہتمام سے آپ رخصتی ہی کے لئے مسجد شریف میں حاضر ہوں، پہلے دو رکعت نماز اگر ہو سکے تو محراب نبوی میں ورنہ اس کے آس پاس روضۃ الجنۃ میں کہیں پڑھیں اور اپنی دعاؤں کے ساتھ خاص طور سے یہ دعا بھی کریں کہ:۔

"اے اللہ! تیرے محبوب رسول اور ان کی اس مسجد اور ان کے اس شہر اور شہر والوں کے حقوق و آداب کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں مجھ سے ہوئیں ان کو اپنے خاص کرم سے معاف فرما اور مجھے یہاں سے محروم واپس نہ فرما اور میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو بلکہ اے میرے کریم مولا! اس کے بعد بھی مجھے تو حاضری کی توفیق عطا فرما اور قیامت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آپ کا قرب مجھے نصیب فرما۔"

اس کے بعد آپ مواجہ شریف میں آئیں اور سلام عرض کریں اور استغفار اور شفاعت کی پھر درخواست کریں اور یہاں کے ادب اور مقام کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اور بھی جو کچھ عرض کرنا ہو عرض کریں اور استدعا کریں کہ حضور والا میرے حج و زیارت کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں اور یہ بھی دعا فرمائیں کہ میری یہ حاضری آخری نہ ہو بلکہ اس کے بعد بھی مجھے بلایا جائے

اس وقت جس قدر آپ کا دل غمگین اور شکستہ ہوگا اور آنکھیں جتنی اشکبار ہوں گی انشاء اللہ اسی قدر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت آپ کی طرف متوجہ ہوگی۔

اس کے بعد یہ تصور کرتے ہوئے کہ جس ملک میں میں رہتا ہوں گویا اسی میں شہادت حق اور دین کی خدمت و نصرت پر مامور ہوں وطن روانہ ہو جائیے اور دل غمگین کو تسکین دیجئے کہ اگرچہ جسم میرا مدینہ طیبہ سے دور رہے گا لیکن میری روح انشاء اللہ کبھی دور نہ ہوگی اور ہزاروں میل دور سے بھی میرا سلام اور میرا پیام اللہ کے فرشتوں کے ذریعہ انشاء اللہ حضور کو پہنچا کرے گا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

کیفِ حضوری

(از حضرت حمید صدیقی لکھنوی)

کیفِ حضوری، اللہ اکبر — چھایا ہوا ہے دیدہ و دل پر
پیشِ نظر ہے روضۂ اطہر — آنکھیں بھی روشن دل بھی منور
تشنہ لبوں پہ بخشش پیہم — صلّی علیک، اے ساقیِ کوثر
بادۂ عرفاں، کیف مجسّم — جھوم رہے ہیں شیشہ و ساغر
وقفِ زیارت چشمِ تمنّا — مُہرِ سکوتِ شوق لبوں پر
یوں ہیں وہ ہم آغوشِ تصوّر — بھول گیا ہوں خود کو بھی یکسر
دیکھتے ہیں وہ میری جانب — دل کو ہوا محسوس یہ اکثر
برقِ تجلّی کوند رہی ہے — جالی کے باہر، جالی کے اندر
گنبدِ خضرا، شمعِ تجلّی — محوِ نظارہ ہیں مہ و اختر
حلقہ بگوشِ بامِ حرم ہیں — کس کے پیامی ہیں یہ کبوتر
جذبِ سوادِ شامِ مدینہ — لرزاں لرزاں خسروِ خاور
جلووں کو ان کے خوب ہی دیکھا — دور بھی ہٹ کر پاس بھی جا کر
حاصلِ زیست انعامِ حضوری — جس کو بھی ہو جائے میسّر
مجھ کو بھی لے آغوش میں اپنی — صدقے بقیعِ پاک میں تجھ پر

طیبہ میں مرنا طیبہ میں جینا
یہ بھی ہے بہتر وہ بھی ہے بہتر

اپنے گھر سے

بیت اللہ تک

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

سفر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اللہ کر کے روانگی کی تاریخ آئی ؎

"دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے"

جس دن کی آرزو لے کر اللہ کے لاکھوں نیک اور مقبول بندے دنیا سے چلے گئے۔ ہزاروں اولیاء عمر بھر اسی حسرت و اشتیاق میں رہے، وہ ایک ظلوم و جہول بندے کو نصیب ہو رہا ہے ؎

"برایں مژدہ گر جاں فشانم رواست"

بہت چاہا کہ سوائے چند مخصوص دوستوں کے کسی کو خبر نہ ہو، ایسے موقع پر ریا و عجب (خود پسندی) سے حفاظت اور اخلاص کامل بڑا اونچا مقام اور اللہ کے مخلص بندوں کا کام ہے۔ اگر سفر کی بسم اللہ ہی غلط ہوئی اور اخلاص میں فرق آیا تو بڑا خطرہ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

لیکن ایک سے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو خبر ہو ہی گئی، اے اللہ دل کا نگہبان تو ہی ہے، اپنی ناکارگی، گناہوں اور شامت نفس کا پورا استحضار اور تیرے بے استحقاق احسان کا مراقبہ رہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اہلیت و مقبولیت کا وسوسہ اور ریا کا

ذرا شائبہ بھی نہ آنے پائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيَنَا	اے اللہ ہمارے دل، ہماری پیشانی کے
وَجَوَارِحَنَا بِيَدِكَ لَمْ تُمَلِّكْنَا	بال، ہمارے اعضاء و جوارح سب
مِنْهَا شَيْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ	تیرے ہاتھ میں ہیں تو نے اس میں سے کوئی
بِنَا فَكُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَا	چیز بھی ہمارے اختیار میں نہیں دی۔
اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔	جب واقعہ یہ ہے تو پھر تو ہی ہمارا کار
	ساز رہ اور ہم کو سیدھے راستے پر لگا۔

تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ سفر میں سامان کم سے کم اور بس ضروری چیزیں لیجئے۔ زیادہ سامان کی وجہ سے بہت سی نعمتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے، آزادی نہیں رہتی اور بعض اوقات غلط کام کرنے پڑتے ہیں جن کا ہمیشہ افسوس رہتا ہے۔

لیجئے دیکھتے دیکھتے چلنے کا وقت آگیا، مکروہ وقت نہیں ہے، ہر سفر کا آغاز دو رکعت نفل اور دعاء سفر سے مسنون ہے نہ کہ اتنا طویل، مبارک اور نازک سفر جس میں ہر آن خطرہ پونجی کے ڈوب جانے اور قلب و نیت کے قزاقوں کی رہزنی کا ہے، ساری عمر کا خشوع اگر اس ایک نماز میں اور زندگی بھر کا تضرع اگر آج کی دعائیں آجائے تو بڑی بات نہیں، جسم و جان، قلب و ایمان، بحر و بر کے خطرے اس ایک سفر میں جمع ہیں۔ ہار جیت کا سفر ہے، ہار بھی ایسی کہ اس کے برابر کوئی ہار نہیں، اللہ کے گھر جائے اور اپنی شامت اعمال سے خالی ہاتھ آئے بلکہ گناہوں کی گٹھری اٹھی پیٹھ پر لاد کر لائے۔

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لئے آئے تھے اور کیا کر چلے

اور جیت بھی ایسی کہ کوئی فتح اور کامرانی اس کے برابر نہیں گناہوں سے پاک دھویا دھلایا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔ (بخاری و مسلم)

جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور بے حیائی اور گناہ سے محفوظ رہا تو وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز سے تھا۔

وہ سفر جس کا انعام جنت ہے۔

الحج المبرور لیس لہ الجزاء الا الجنۃ۔ (بخاری و مسلم)

حج مقبول کی جزا جنت ہی ہے۔

اس سفر کے لئے جو کچھ بھی مانگا جائے اور جس طرح دل کھول کر مانگا جائے کم ہے۔ مگر ناتجربہ کار عقل، پریشان دماغ، مضطرب دل، تھکا ہوا جسم، وقت تھوڑا کہنا بہت کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر ضروری باتیں زبان پر آجائیں اور ضروری باتیں رہ جائیں لیکن قربان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جیسے ہر دینی و دنیاوی ضرورت کے لئے چنی تلی دعائیں اور ہر شعبۂ زندگی کے لئے منتخب دعائیہ الفاظ امت کو عطا کر گئے سفر کی بھی ایسی مکمل دعا تعلیم کر گئے جس میں نہ کسی اضافہ کی ضرورت ہے نہ کسی ترمیم کی۔ اور صدہا احسانات کے ساتھ اس احسان کا بھی استحضار کر کے محبت و عظمت کے ساتھ درود پڑھ کر یہ مسنون و ماثور الفاظ کہے:۔

اللھم انا نسألک فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما تحب

اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور احتیاط کے طالب ہیں اور ایسے اعمال

وترضٰی۔ اللّٰھم ھوّن علینا
سفرنا ھذا واطو عنا بعدہٗ
اللّٰھم انت الصاحب فی السفر
والخلیفۃ فی الاھل۔ اللّٰھم انی
اعوذ بک من وعثاء السفر
وکآبۃ المنظر وسوء المنقلب فی
المال والاھل والولد۔
(مسلم)

کہ جو تجھے پسند ہوں۔ اے اللہ! ہمارے
سفر کو ہمارے لئے آسان اور ہلکا بنا دے
اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے
اللہ تو سفر میں بھی ہمارے ساتھ ساتھ
ہے اور گھر میں بھی ہمارے پیچھے نگرانی اور
خیال رکھنے والا ہے۔ اے اللہ میں تجھ
سے سفر کی کلفت اور ایسی چیز سے پناہ
چاہتا ہوں جس کے دیکھنے سے کوفت ہو
اور مال اور اہل و عیال کی طرف بری واپسی سے۔

گھر سے رخصت ہوئے، سب کو اللہ کے حوالے کیا اور اللہ کے حفظ و امان میں دیا۔ رخصت کرنے والوں نے بھی مسنون الفاظ میں اللہ کے گھر کے مسافر کو اللہ کی ودیعت و حفاظت میں دیا اور کہا:۔

استودع اللّٰہ دینک وامانتک
وخواتیم اعمالک۔

میں اللہ کی امانت میں دیتا ہوں تمہارا دین
اور تمہاری امانت اور تمہارے اعمال
کا انجام۔

جس وقت گھر سے نکلے سفر شروع ہو گیا اور زبان پر یہ مسنون الفاظ آ گئے جو بالکل مناسب حال ہیں:۔

اللّٰھم بک انتشرت والیک
توجھت وبک اعتصمت وعلیک

اے اللہ میں تیرے سہارے چل کھڑا ہوا
ہوں اور تیری طرف رخ کر دیا ہے اور

توكلت انت ثقتي وانت
رجائي اكفني ما اهمني وما
لا اهتم به وما انت اعلم به
مني عز جارك وجل ثناءك
ولا اله غيرك زودني التقوى
واغفرلي ذنوبي ووجهني
للخير اينما توجهت۔

تجھے مضبوط پکڑ لیا ہے اور تجھ پر بھروسہ
کیا ہے، تو ہی میرا سہارا ہے تو ہی میرا آسرا ہے
جس چیز کی مجھے فکر ہے اور جس کی مجھے
فکر نہیں اور جس کو تو زیادہ جانتا ہے
سب کا خود ہی انتظام فرما دے تیرے
جوار میں آنے والا غالب و محفوظ ہے
تیری مدح و توصیف بلند ہے، تیرے سوا
کوئی معبود نہیں، تقویٰ کو میرا زادِ راہ بنا۔
میرے گناہوں کو معاف فرما اور جس طرف
رخ کروں خیر ہی کی طرف میرا رُخ کر۔

گاڑی آگئی، مسافروں کو ایذا دیئے بغیر سوار ہوئے، سامان کو قرینے سے رکھا، بقدرِ ضرورت جگہ گھیری، وضو اور نماز کا انتظام کر لیا، سفر کے اس ہنگامہ اور شور و غل میں بھی اپنے سفر کی عظمت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف توجہ اور اپنی بے بسی کا احساس قائم ہے، لوگوں سے محبت کے ساتھ رخصت ہوئے اور سفر کی کامیابی اور مقبولیت کے لئے خود ان سے دعا کی درخواست کی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان سادہ دل بندوں میں کتنے مقبول بارگاہ ہوں گے، اور کتنوں کے جسم یہاں اور دل وہاں ہوں گے اور کتنے بہت سے حجاج سے افضل ہوں گے۔

گاڑی روانہ ہوئی، اپنے ہم سفروں سے تعارف حاصل ہوا، ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سفر کی سنت اور حکم ہے کہ ساتھیوں میں سے ایک کو سفر کا امیر بنا لیا جائے، سب نے اتفاق کیا اور ایک صاحب علم اور منتظم رفیق کو امیر بنا یا۔ انھوں نے سب کی خدمت و راحت کا

عزم کیا، حج کے رفیقوں کو خاطب کر کے اس سفر کی عظمت اور اس کے آداب وحقوق مختصر طریقے پر بیان کئے، نماز کا وقت آیا، ساتھیوں کو نماز کی طرف متوجہ کیا اور اعلان کیا کہ انشاء اللہ نماز جماعت کے ساتھ ہوگی۔ گاڑی جنکشن پر پہنچنے والی ہے گاڑی ٹھہری۔ اپنی جگہ کے محفوظ رہنے کا انتظام کیا، سب نے وضو کیا، پلیٹ فارم پر اذان ہوئی، امام نے وقت کا خیال کرتے ہوئے مختصر نماز پڑھائی، لوگ اپنی اپنی جگہ آگئے، موقع ہوا تو سنتیں اور نوافل کھڑے بیٹھے پڑھ لئے، اگلی نماز کے وقت اتر کر پڑھنے کی مہلت نہ تھی، گاڑی کے اندر ہی جماعت کا اہتمام ہوا مسافروں سے کہہ سن کر جگہ کی اور فرض کھڑے ہو کر ادا کیے۔ بعض نمازوں میں سب نے ایک ہی جماعت سے نماز پڑھی، بعض اوقات دو دو تین تین نے مل کر ایک ایک جماعت کرلی، رات کو سونے میں، اترنے اور چڑھنے میں کسی چیز میں بھی کشمکش کی نوبت نہیں پیش آئی۔ لاجدال فی الحج (حج میں لڑائی جھگڑا نہیں) کی مشق یہیں سے شروع ہوگئی، الحمدللہ رفیقوں کو اعتماد اور مسافروں کو انس ہوگیا۔ اس سے خود کو بھی راحت ملی اور دوسروں کو بھی عافیت ہوئی اور زیادہ خرچ کرنے سے بھی جو آرام نہ ملتا وہ ایثار وخدمت سے ملا۔ کم خرچ بالانشین اسی کو کہتے ہیں۔

راستہ میں دین ہی کا تذکرہ اور دین ہی کا مشغلہ رہا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی "فضائل حج" مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کی "زیارۃ الحرمین" "مفتی صاحب مظاہر العلوم کی "معلم الحجاج" مولانا عبدالماجد دریابادی کا "سفرنامۂ حجاز" شیخ عبدالحق دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی "جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب" ساتھ ہے، راستہ میں خواہ مخواہ کی وقت گزاری اور لایعنی گفتگو کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مولوی احتشام الحسن کاندھلوی کی "رفیق حج" کے متعدد نسخے ساتھ ہیں، ساتھیوں کو دے دیئے کہ ایک دوسرے کو پڑھ کر سنائیں۔

بات کرتے کرتے آخری اسٹیشن آگیا، مسافر اترے، سامان اترا، سب کو تانگہ کرا دو سب

کچھ دیکھ بھال کر امیر صاحب اٹھے، قافلہ مسافر خانے پہنچا، سب اپنی اپنی جگہ مقیم ہوئے مستورات کے پردے کا پورا انتظام کیا۔ ابھی جہاز کی روانگی میں ایک ہفتہ باقی ہے اکثر ضروریات سفر ہمراہ ہیں، پاسپورٹ بن چکا ہے، اگر نہیں بنا تو آسانی سے بن جائے گا۔ ٹکٹ کا مرحلہ بھی مشکل نہیں۔ سب کی صلاح ہوئی کہ یہ ہفتہ اپنی تیاری اور حجاج کی خدمت گذاری میں صرف ہو، سنا ہے کہ جس نوع کی خدمت مسلمان کی کی جائے اسی نوع کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو مسلمان کو روٹی کھلائے گا، اللہ اس کی روٹی کا انتظام فرمائیگا، جس کو مسلمانوں کی نماز کی فکر ہوگی اللہ اس کی نماز کی حفاظت اور اس کی ترقی کا انتظام فرمائے گا، اس لئے اگر حج کی صحت اور اس کی روح کی فکر کی جائے گی تو ہمیں بھی اپنے حج کی مقبولیت اور اس کی روحانیت کی امید کرنی چاہیئے۔ اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ (جب تک ایک شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں رہتا ہے) قرار یہ پایا کہ حجاج کا دائرہ بہت وسیع ہے، کسی ایک کے بس کی بات نہیں، اسلئے جماعتیں بنائی جائیں اور اجتماعی طور پر نظم و انتظام سے کام شروع کیا جائے۔ خوش قسمتی سے تبلیغی جماعت کے افراد موجود ہیں جو حجاج کی دینی ضروریات کی تکمیل اور حج کے مسائل و فضائل لوگوں تک پہنچانے کی سعی کرتے ہیں، ان کی جماعت کو تلاش کر کے ان میں شرکت کی، جو معلومات کتابوں کے مطالعہ سے مشکل سے حاصل ہوتے ہیں وہ ان کے ذریعہ ان کے تجربوں سے آسانی سے حاصل ہوگئے۔ مسافر خانہ اور حاجی کیمپ میں حجاج کی حالت دیکھ کر سخت قلق ہوتا ہے، حج کا سا عظیم الشان اور مقدس سفر جو سراسر عشق و محبت کی تکمیل اور ایمان و تقویٰ کی تصویر ہے، اور حالت یہ کہ فرض نمازوں تک کا اہتمام نہیں بیچ مسافر خانہ میں مسجد بنی ہوئی ہے، جہاں پانچ وقت باآواز بلند اذانیں ہوتی ہیں، وضو اور غسل کا انتظام ہے، مگر فرداً فرداً سی حقیقی و خیالی ضرورتوں کی وجہ سے بے تکلف جماعت چھوڑ دی جاتی

خہ ہے۔ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر یہ ہے کہ بغیر کسی مشغولیت کے بھی بیسیوں آدمی نمازیں قضا کرتے ہیں۔ وقت مقرر ہوا، جماعتیں بنیں، حجاج کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا، سامان کی تیاری میں سخت انہماک ہے مگر اصل تیاری سے پوری غفلت، ضرورت کی کوئی چیز (جس کی ممکن ہے پورے سفر میں ضرورت نہ ہو) رہ نہ جائے، مگر دین کے مبادی و ارکان کی طرف بھی توجہ نہیں! سب سے اہم مسئلہ زندگی کی سب سے بڑی ضرورت اور حج کی بنیاد، مگر خدا معاف کرے ہمارے دوستوں کو بات سننے کی بھی فرصت نہیں، بہر حال خوشامد درآمد سے متوجہ ہوئے، دیکھ کر عقل حیران ہو گئی کہ کئی صاحبوں کا کلمہ تک درست نہیں اور مفہوم سے تو بہت کم آشنا، جماعتوں کی حاضری کی طرف توجہ دلائی اور عرض کیا کہ مسافر خانہ کی مسجد میں فلاں وقت حج کے متعلق روزانہ کچھ عرض کیا جاتا رہے گا، آپ ضرور تشریف لائیں، یہ تیاری ہر تیاری پر مقدم ہے۔ ہمارے امیر صاحب نے اور دو ایک اور عالموں نے صبح اور عشاء کے بعد کچھ بیان کرنا بھی شروع کیا، اور معلوم ہوا کہ حجاج میں احساس و توجہ کی ایک لہر پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ گویا سوتے سوتے چونک پڑے "الفرقان" میں کام کا جو نقشہ دیا گیا ہے[1] اس کے مطابق تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا گیا اور الحمدللہ بہت موثر و مفید ثابت ہوا۔

لیجئے جہاز کی روانگی کا دن آپہونچا، آج بڑے ہنگامہ کا دن ہے، میدان حشر کا ایک نمونہ ہے، نفسی نفسی کا عالم ہے، ہر ایک کو اس کی فکر ہے کہ اس کو اچھی سے اچھی جگہ مل جائے اور سامان محفوظ رہے، قانونی مراحل سب طے ہوئے، سامان جہاز پر پہنچا اب سوائے اللہ پر بھروسہ کے کوئی چارہ نہیں، جہاز پر داخلہ شروع ہو گیا، اللہ کا

---

[1] جس سال مضمون لکھا گیا تھا اسی سال ایک دو مہینے پہلے حجاج میں تعلیمی و تبلیغی کام کا ایک نقشہ اور پروگرام ماہنامہ الفرقان میں لکھا گیا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے یہ دن دکھایا، خدا وہ دن بھی دکھائے کہ سرزمین مقدس پر اترنا ہو، سفر عشق میں سامان راحت کا کیا سوال پھر بھی اللہ کے احسان کے صدقے کہ ہم ضعیفوں کو امتحان میں نہیں ڈالا اور راحت و عافیت کی جگہ عطا فرمائی، لیجئے وہ سیٹی ہوئی، وہ لنگر اٹھا، وہ ہاتھ سلام کے لئے اٹھے، وہ رومال وداع کے لئے ہلے، ان سب کو سب نے دیکھا، مگر بہتے ہوئے آنسوؤں کو کس نے دیکھا اور گلوگیر آواز کو کس نے سنا۔ جانے والو! حج و زیارت تم کو مبارک ہو، مومن کی معراج تم کو مبارک ہو، ہجوروں کو نہ بھولنا۔ ع

"ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر جب دربار میں آئے"

جہاز روانہ ہوا، سامان قاعدے سے لگایا، نئی جگہ کا جائزہ لیا، اب بڑی فکر اس کی ہے کہ نمازوں کا انتظام کیا ہوگا، یہ بارہ چودہ دن جن سے زیادہ فرصت کے اوقات برسوں میں نہ نصیب ہوئے ہوں گے کس طرح گزریں گے، تیاری کی ایک مہلت اور عمر بھر کی غفلتوں کی تلافی کا ایک موقع ملا ہے، شامت اعمال سے یہ کہیں بھی ضائع نہ ہو جائے۔ مشورہ کیا، چل پھر کر دیکھا، معلوم ہوا کہ جہاز کی بالائی منزل پر نماز کے لئے ایک وسیع جگہ ہے، سمت قبلہ بتلانے کے لئے (جو جہاز پر ایک مشکل مسئلہ ہے) جہاز کی طرف سے انتظام ہے، چنانچہ لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا گیا کہ اذانیں انشاء اللہ وقت پر ہوں گی حاجی صاحبان نماز کے لئے اذان کا انتظار کریں۔ ورنہ اس کا خطرہ ہے کہ بے وقت نماز پڑھ لی جائے، بالائی منزل پر نماز باجماعت ہوگی قبلہ بتلانے کے لئے جہاز کی طرف سے انتظام ہوگا، بغیر تحقیق کے نماز نہ پڑھی جائے، الحمدللہ جماعت شروع ہوگئی، امام و موذن کا تعین ہوگیا۔

خیال ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے فائدہ اٹھایا جائے اور حجاج کو ان کی قیام گاہوں پر مفید اور ضروری باتیں پہونچائی جائیں، چنانچہ ایسے اوقات میں جو کھانے اور ناشتہ اور سونے سے فراغت

کے ہیں تقاریر کا انتظام کیا گیا، کوشش یہ کی گئی کہ دین کے عام احساس اور حج کی عظمت اور اس کے لئے تیاری کا خصوصی خیال پیدا کرنے والی اور دینی جذبات اور احساس ذمہ داری کو بیدار کرنے والی تقریریں کی جائیں، چنانچہ یہ سلسلہ شروع ہوا اور ہر مسافر نے بیٹھے بیٹھے، لیٹے لیٹے اپنی اپنی جگہ اس سے فائدہ اٹھایا، مستورات بھی مستفید ہوئیں۔

جہاز کے دن کامل فراغت و فرصت کے ہیں، زندگی کی سب سے بڑی مصروفیت نقل و حرکت تھی، مکان، دکان، کارخانہ، دفتر، سڑک، باغ، محلہ، شہر، یہاں کچھ نہیں، نیچے نیلا سمندر، اوپر نیلا آسمان، ان دونوں کے درمیان لکڑی کے ایک تختہ پر انسانوں کی یہ بستی، کوئی کہیں آنا جانا چاہے بھی تو کہاں جائے، گھوم پھر کر وہی ایک محلہ، وہی لکڑی اور لوہے کا چھوٹا سا تیرتا ہوا گھر، نقل و حرکت کی جو کچھ عمر بھر کی عادت اور ہوس تھی، چکروں اور دوروں نے اس کو بھی پابند کر دیا گویا سارے شوقین و پرشوق طالب علم امتحان سے پہلے مطالعہ کے ایک کمرے میں بند کر دیئے گئے، حیف ہے اگر اب بھی امتحان کی تیاری نہ کریں! خیال ہوا کہ جماعتوں کے گشت انفرادی تبلیغ اور تعلیم و تلقین کا اس سے بہتر وقت اور مقام نہیں ہو سکتا۔ ناشتہ اور چائے کے بعد مسجد میں تعلیم کا اعلان ہوا اور عصر کے بعد گشت کا نظام بنا، یہاں بھی وہی انکشاف جو پہلے ہوا تھا، دین کے مبادی و ارکان سے ناواقفیت حج کے حقوق و آداب سے غفلت، آخر مسلمانوں کی یہ آبادی سمندر کے کسی جزیرے سے تو نہیں آئی، اسی ہندوستان (یا پاکستان) سے تو آئی ہے جہاں جہالت و غفلت عام ہے حجاج مسلمانوں کی عام آبادی ہی کا جز ہیں، ان سے کسی چیز میں ممتاز اور عام حالات سے مستثنیٰ کس طرح ہو سکتے ہیں، خصوصاً جب کہ ان کا بڑا حصہ علمی و دینی حیثیت سے پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

حج کو جہاد کی ایک قسم کہا گیا ہے اور افضل قسم "افضل الجہاد حج مبرور" حضرت عمرؓ نے

ارشاد فرمایا "شدّوا الرحال فی الحج فانه احد الجهادین" "حج میں اپنے کجاوے مضبوط کسو اس لئے کہ وہ بھی ایک جہاد ہے۔" جہاز کا سفر اس سفر جہاد کا ایک مستقل شعبہ ہے، دردِ سر، چکر، امتلائی کیفیت اور اس میں نمازوں کی ادائی اچھا خاصا جہاد ہے، اس جہاد میں کامیابی بغیر دینی تربیت اور پختہ عزیمت کے ممکن نہیں، جو لوگ بغیر کسی عذر کے بھی نماز کے پابند نہیں ان سے ایسی آزمائشوں کے ساتھ نماز و جماعت کا اہتمام بہت مشکل ہے، اس کے لئے بڑی ایمانی قوت کی ضرورت ہے اور اس ایمانی قوت کے پیدا کرنے کا ہمارے موجودہ نظام سفر میں کوئی اہتمام نہیں، الحمدللہ وعظ و تبلیغ سے کسی حد تک نفع ہوا اور بہت سے لوگوں نے نمازوں کا اہتمام رکھا، جو لوگ دردِ سر و امتلائی کیفیت میں مبتلا تھے اور نقل و حرکت سے معذور تھے وہ اپنی اپنی جگہ پڑے پڑے بھی اللہ کا ذکر زبان اور دل سے کرتے رہے۔

حج کے دو مستقل شعبے ہیں، ایک ضوابط و قوانین کا جس میں مومن کی اطاعت و انقیاد کا امتحان اور مظاہرہ ہے ایک محبت و عشق کا جس میں اس کی عاشقانہ کیفیت اور والہانہ محبت کا ظہور مطلوب ہے اور سچ پوچھئے تو حج کی روح اور حضرت ابراہیمؑ کی میراث یہی عشق و محبت ہے، حج میں انہیں دبی ہوئی چنگاریوں کا ابھارنا اور اسی محبت کی تربیت اور ترقی مقصود ہے، بعض طبیعتوں کے خمیر میں عشق و محبت داخل ہوتی ہے، ان کو حج سے فطری مناسبت ہوتی ہے، اس کے سب مشکلات ان کے لئے آسان اور اس کے سب مناسک و ارکان ان کی روح کی غذا اور ان کے درد کی دوا ہوتے ہیں، اگر یہ محبت و عشق فطری نہیں اور طبیعت خشک اور قانونی محض واقع ہوئی ہے تو مناسب ہے کہ اکتسابی طریقہ سے کسی نہ کسی درجہ میں محبت کی حرارت پیدا کی جائے، اس لئے کہ اس کے بغیر بعض اوقات حج ایک قالب بے روح ہو کر رہ جاتا ہے۔ محبت میں اکتساب کو اچھا خاصا دخل ہے، اس کے دو آزمودہ طریقے ہیں، ایک محبوب کے جمال و کمال

اور اس کے احسانات و کمالات کا مطالعہ و مراقبہ، دوسرے اہلِ محبت کی صحبت۔ اور اگر وہ میسّر نہ ہو تو ان کے عاشقانہ واقعات، حج سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے یہ دونوں راستے ممکن ہیں، پہلے کا ذریعہ تلاوت اور ذکر و تفکر ہے، دوسرے کا ذریعہ عشاق و محبین اور شہیدانِ محبت کے پُراثر واقعات ہیں جس میں صدیاں گزر جانے کے بعد بھی تازگی اور گرمی باقی ہے اور اب بھی وہ دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرما دیتے اور بجھے ہوئے دلوں کو تڑپا دیتے ہیں، شیخ دہلوی کی "جذب القلوب" اور شیخ الحدیث سہارنپوری کی "فضائلِ حج" نیز جامی و خسرو کی عاشقانہ غزلیں اور نعتیہ کلام اس مقصد کے لئے بہت مفید ہیں[1]۔

اگر محبت کی یہ گرمی اور سوز، فطری یا کسبی طور پر موجود ہے تو روز بروز منزل کی کشش بڑھے گی جب اس سرزمین مقدس کی جلتی ہوئی پہاڑیاں اور تپتی ہوئی ریت دور سے کہیں کہیں دکھائی دے گی جس میں کوئی مادی کشش اور کوئی ظاہری حسن نہیں تو سو جان سے اس پر قربان ہو جانے کا جی چاہے گا۔ اور اس کے ذرہ ذرہ میں دلآویزی اور محبوبیت معلوم ہوگی۔

لیجئے اعلان ہو رہا ہے کہ فلاں وقت ہمارا جہاز ہندوستانیوں کے میقات یلملم کے محاذات میں پہنچے گا۔ حجاج احرام باندھنے کے لئے تیار رہیں۔ آج کئی دن سے تلبیہ کی مشق اور لبیک لبیک کی صدا گونج رہی ہے، دیکھتے دیکھتے وہ وقت آگیا، لوگ پہلے سے غسل کئے ہوئے نماز پڑھ کر احرام کی دو بے سلی چادریں، ایک اوپر ایک نیچے باندھے تیار تھے۔ بعض کے سر پہلے سے کھلے اور بعض کے ڈھکے تھے کہ ایک دم سے سیٹی بجی، سر کھل گئے اور ہر طرف سے صدا بلند ہوئی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

---

[1] اس قسم کی منتخب اردو نظموں کا ایک حصہ کتاب کے آخر میں شامل ہے۔ ۱۲

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھوں نے پہلے مدینۂ طیبہ کا عزم کیا ہے، انھوں نے ابھی احرام نہیں باندھا، وہ مدینۂ طیبہ سے چل کر "ذوالحلیفہ" سے جس کو آج کل "بیر علی" کہتے ہیں احرام باندھیں گے جو اہلِ مدینہ کا میقات ہے اور جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی، اب جدہ پہونچنے کی باتیں ہونے لگیں۔ تیر کی طرح ایک کشتی آئی، ارکانی عرب جہاز پر چڑھا اور جہاز یورپین کپتان کی ناخدائی سے نکل کر ایک باخدا جہاز راں کی رہنمائی میں آئے، بات کرتے کرتے جہاز لنگر انداز ہوا، ملاحوں کا لشکر غریب حجاج پر ٹوٹ پڑا، حجاج بادبانی کشتیوں اور موٹر لانچ کے ذریعہ جدہ کے پلیٹ فارم یعنی عرب کی سرزمین پر پہنچ گئے[1]

هذا الذی کانت الایام تنتظر
فلیوف للّٰہ اقوام بما نذروا

دل سینے سے نکلا جاتا ہے، کیا واقعی ہم عرب کی سرزمین پر ہیں، کیا ہم اب دیارِ محبوب میں ہیں، کیا ہم مکہ معظمہ سے چند میل کے فاصلے پر ہیں؟ ؎

الخ یا بینیم بیدار یست یارب یا بخواب

سامان کا انتظام اور اپنا پاسپورٹ دکھاتے اور معلم کا نام بتلاتے پلیٹ فارم سے باہر آئے۔ اللہ اللہ در و دیوار سے عاشقی ٹپکتی ہے، مکہ معظمہ ابھی دور ہے اور مدینۂ طیبہ اس سے بھی دور۔ جدہ کوئی مقدس مقام نہیں، نہ یہاں بیت اللہ نہ یہاں مسجد نبوی، نہ یہ حرم ابراہیمؑ

---

[1] یہ مضمون جس زمانہ کا لکھا ہوا ہے اس وقت تک جدہ کا بحری پلیٹ فارم نہیں بنا تھا، اب بن گیا ہے اور جہاز پلیٹ فارم پر ہی لگا رہتا ہے۔ ۱۲

نہ یہ حرم رسولؐ لیکن محبت کا آئین نرالا ہے، اس کو کیا کیجیے کہ جدہ کی گلیوں سے بھی انس اور محبت معلوم ہوتی ہے، غریب الدیار مسافر کو یہاں پہونچ کر بوئے انس آئی، برسوں کی محبت نے اپنی پیاس بجھائی، محبت فلسفہ اور قانون سے آزاد ہے، یہاں کے قلی اور مزدور سیاہ فام سوڈانی اور پیراہن دریدہ بدو بھی دل کو اچھے لگتے ہیں، یہاں کے دکانداروں، خوانچہ فروشوں کی صدائیں، معصوم بچیوں اور بچوں کی گنتیں جن میں وہ حجاج سے سوال ... کرتے ہیں، دل میں اتری چلی جاتی ہیں۔ محبت عقل کو تنقید کی فرصت ہی نہیں دیتی، اور اچھا ہے کہ کچھ دن اس کو فرصت نہ دے ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

قافلہ کو پہلے مدینۂ طیبہ جانا ہے، دو تین دن حکومت کے مطالبات ادا کرنے میں اور موٹر کے انتظار میں گزرے، لیجئے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں، موٹر آگئی، موٹر پر سوار ہوئے، سامان بار کیا، اچھا ہے کہ ایک عربی داں سمجھدار ساتھی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ جائے تاکہ نماز پڑھنے اور ضروریات کے لئے رکنے میں آسانی ہو، بہتر ہے کہ ڈرائیور کے ساتھ سلوک کر دیا جائے راستہ میں بڑی راحت ملے گی، موٹر روانہ ہوئی، راستہ میں درود شریف سے بہتر کیا وظیفہ اور مشغلہ ہے، نمازوں کے اوقات میں موٹر رک گئی، اذان و جماعت کے ساتھ نماز ہوئی، منزلیں آئیں اور گزر گئیں، غربت کے مارے نیم برہنہ عرب بچے اور بچیاں جن کے جسم پر کپڑوں کے تار اور دھجیاں تھیں، موٹر کا دور تک تعاقب کرتیں اور آخر تھک کر رہ جاتیں ان کی غربت کو دیکھ کر کلیجہ منھ کو آتا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں کتنے صحابہ کرامؓ کی اولاد اور عراق و شام کے فاتحین کی نسل میں سے ہیں، ایمانی اور مادی حیثیت سے اگر کوئی شہزادہ کہلانے کا مستحق ہے تو ساری

دنیا کے یہ شاہزادے اور دنیائے اسلام بلکہ عالم انسانیت کے محسنوں اور مخدوموں کی یہ اولاد ہیں،[1] بے حقیقت سکوں کے ساتھ جو آپ اپنی حقیر خواہشات میں بے دریغ خرچ کرتے رہتے ہیں اگر آنسو کے چند قطرے بھی آپ بہادیں تو شاید گناہوں کا کچھ کفارہ ہو جائے۔

نظر اٹھا کے دیکھیے یہ دونوں پہاڑوں کی قطاریں ہیں، کیا عجب ہے کہ ناقۂ نبوی اسی راستہ سے گزری ہو، یہ فضا کی دلکشی یہ ہوا کی دلآویزی اسی وجہ سے ہے ؎

الا ان وادی الجزع اضحی ترابه   من المسك کافورا و اعواده رندا

وما ذاك الا ان هندا عشیة   تمشت وجرت فی جوانبه بردا

لیجیے مسیجد[2] آگئی، اب بیر علی (ذو الحلیفہ) کی باری ہے ؎

منزلِ دوست چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد!

درود شریف زبان پر جاری ہے، دل وفور شوق سے امنڈ رہا ہے، عرب ڈرائیور حیران ہے کہ یہ عجمی کیا پڑھتا ہے اور کیوں روتا ہے، کبھی عربی میں گنگناتا ہے کبھی دوسری زبانوں میں شعر پڑھتا ہے۔

بھینی بھینی ہوا ہے اور ہلکی ہلکی چاندنی، جس قدر طیبہ قریب ہوتا جا رہا ہے، ہوا کی خنکی، پانی کی شیرینی اور ٹھنڈک لیکن دل کی گرمی بڑھتی جا رہی ہے۔ سنئے کوئی کہہ رہا ہے ؎

بادِ صبا جو آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

---

[1] جس زمانہ میں یہ مضمون لکھا گیا تھا اس وقت غربت و افلاس کا یہی حال تھا، اب الحمد للہ اس کا نشان بھی باقی نہیں ہے۔ نعمانی شوال ۸۳ھ

[2] مدینہ کے راستہ میں ایک منزل ہے۔ ۱۲

وہ ایک بار ادھر سے گئے مگر اب تک
ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

داغ غلامیت کرد رتبۂ خسرو بلند
میر ولایت شود بندہ کہ سلطاں خرید

محمدؐ عربی کابروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بسر او

لیجئے ذوالحلیفہ آگیا، رات کا باقی حصہ یہاں گزارنا ہے، غسل کیا، خوشبو لگائی، کچھ دیر دم لے لیجئے اور کمر سیدھی کر لیجئے، صبح ہوئی نماز پڑھی، موٹر روانہ ہوئی۔ کیا جان سر کے بل آنا چاہیئے تھا،

وہاں موٹر پر سوار ہو کر جائیں گے؟" ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنا کام آیا۔ وادی عقیق "بیر عروہ" کے پاس اتار دے گا، سامان، مستورات اور ضعفا سوار رہیں گے، بات کرتے کرتے بیر عروہ آ گیا، بسم اللہ اتریئے، وہ دیکھئے جبل اُحد نظر آ رہا ہے، ذالک جبل یحبنا و نحبہ وہ سواد مدینہ کے درخت نظر آئے، کیا یہ وہی درخت ہیں جن کے متعلق شہیدی مرحوم نے کہا تھا ؎

تمنا ہے درختوں پہ ترے روضے کے جا بیٹھے　　قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

وہ گنبد خضرا نظر آیا، دل کو سنبھالئے اور قدم اٹھائیے، یہ لیجئے، مدینہ میں داخل ہوئے مسجد نبوی کی دیوار کے نیچے نیچے باب مجیدی سے گزرتے ہوئے باب جبریل پر جا کر رکے، حاضری کے شکرانہ میں کچھ صدقہ کیا اور اندر داخل ہوئے، پہلے محراب نبوی میں جا کر دوگانہ ادا کیا، گنہگار آنکھوں کو جگر کے پانی سے غسل دیا، وضو کرایا پھر بارگاہ نبوی پر حاضر ہوئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام
علیکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام
عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃ
وَالسَّلَام عَلَیکَ یَا صَاحِبَ الْخُلُقِ
العظیم، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عَلَیْکَ
یَا رَافِعَ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ،
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ
الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا مُخْرِجَ النَّاسِ بِاِذْنِ

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے رسول،
آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے نبی،
آپ پر صلوٰۃ و سلام، اے اللہ کے حبیب،
آپ پر صلوٰۃ و سلام اے صاحب خلق
عظیم، آپ پر صلوٰۃ و سلام اے قیامت
کے دن لوا الحمد بلند کرنے والے، آپ پر
صلوٰۃ و سلام اے صاحب مقام محمود،
آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے حکم
سے لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی
میں نکال کر لانے والے، آپ پر صلوٰۃ و

اللّٰہِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
مُخْرِجَ النَّاسِ مِنْ عِبَادَۃِ الْعِبَادِ
اِلٰی عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَحْدَہٗ اَلصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُخْرِجَ النَّاسِ
مِنْ جَوْرِ الْاَدْیَانِ اِلٰی عَدْلِ
الاسلام وَمِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا
اِلٰی سِعَۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَلصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ
النِّعْمَۃِ الْجَسِیْمَۃِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ النِّعْمَۃِ الْعَظِیْمَۃِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
اَمَنَّ خَلْقِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
وَاَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَدْ
بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ
وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ
فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ وَعَبَدْتَ
اللّٰہَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ فَجَزَاکَ

وسلام اے لوگوں کو بندوں کی بندگی
سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل
کرنے والے آپ پر صلوٰۃ وسلام،
اے لوگوں کو مذاہب کی ناانصافی سے
نکال کر اسلام کے عدل وانصاف میں داخل
کرنے والے اور دنیا کی تنگی سے نکال کر
دنیا اور آخرت کی وسعت میں پہنچانے
والے آپ پر صلوٰۃ وسلام، اے
انسانیت کے سب سے بڑے محسن اے
انسانوں پر سب سے بڑھ کر شفیق، اے
وہ جس کا اللہ کی مخلوق پر اللہ کے بعد
سب سے بڑا احسان ہے، میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے بندے
اور اس کے پیغمبر ہیں، آپ نے اللہ
کا پیغام پوری طرح پہنچادیا، امانت
کا حق ادا کر دیا، امت کی خیر خواہی میں
کسر نہیں رکھی، اللہ کے راستے میں
پوری پوری کوشش کی اور وفات

اللّٰہُ عَنْ ھٰذِہٖ الْاُمَّۃِ خَیْرُ
مَا جُزِیَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَرَسُوْلًا
عَنْ خَلْقِہٖ اَللّٰھُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَ
نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ
اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ۔

تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے
اللہ آپ کو اس امت اور اپنی مخلوق کی
طرف سے وہ بہترین جزا دے جو کسی نبی
اور رسول کو اس کی امت اور اللہ کی مخلوق
کی طرف سے ملی ہو اور اے اللہ تو محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرب و بلندی اور
وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان
سے وعدہ فرمایا ہے، تو اپنے وعدہ کے
خلاف نہیں کرتا، اے اللہ محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر اپنی رحمتیں
نازل فرما جیسی تو نے ابراہیم علیہ السلام
اور آل ابراہیم پر نازل فرمائیں۔ تو حمید و
مجید ہے، اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور آل محمد پر برکتیں نازل فرما جیسی تو نے
ابراہیم پر نازل فرمائیں، بیشک تو حمید
و مجید ہے۔

اس کے بعد دونوں رفیقوں اور وزیروں کو محبت کا خراج اور عقیدت کا نذرانہ سلام و دعا کی شکل میں ادا کیا اور قیام گاہ پر آ گئے۔

اب آپ ہیں اور مسجد نبوی، دل کا کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے، درود شریف پڑھنے کا

اس سے بہتر زمانہ اور اس سے بہتر مقام کون سا ہو سکتا ہے، اب بھی شہود و حضور نہ ہو تو کب ہوگا جنت کی کیاری "روضۃ من ریاض الجنۃ" میں نمازیں پڑھیے، مگر دیکھیے کسی کو تکلیف نہ دیجیے۔ مزاحمت، جگہ کو اپنے لئے محفوظ کرنا، مسجد میں دوڑنا سب جگہ بُرا ہے، مگر جہاں سے یہ احکام نکلے اور دنیا میں پھیلے وہاں ان کی خلاف ورزی بہت ہی مکروہ ہے، یہاں آواز بلند نہ ہو۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" یہاں دنیا کی باتیں نہ ہوں، مسجد کو گزرگاہ نہ بنایا جائے، بے وضو داخل ہونے سے حتی الامکان احتراز کیا جائے، خرید و فروخت سے اجتناب کیا جائے۔

دن میں جتنی مرتبہ جی چاہے حاضری دیجیے اور سلام عرض کیجیے، آپ کے نصیب کھل گئے، اب کیوں کمی کیجیے، مگر ہر بار عظمت و ادب اور اشتیاق و محبت کے ساتھ دل کی ایک حالت نہیں رہتی، وہ بھی سوتا اور جاگتا ہے، جاگے تو سمجھیے کہ نصیب جاگے۔ حاضری دیجیے اور عرض کیجیے ع

زچشمم آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

کبھی اس کا جی چاہے گا کہ غلاموں کے وفود کے ساتھ ملا جلا حاضر ہو، عشاق کی آنکھوں سے جنھوں نے مہجوری کے دن کاٹے اور فراق کی راتیں بسر کیں جب آنسوؤں کا مینھ برسے گا تو شاید کوئی چھینٹا اس کو بھی تر کر جائے، رحمت کی ہوا جب چلے گی تو شاید کوئی جھونکا اس کو بھی لگ جائے، کبھی دبے پاؤں لوگوں کی نظر بچا کر تنہائی میں حاضر ہونے کو جی چاہے گا، اس باب میں دل کی فرمائشیں سب پوری کیجیے، کوئی حسرت باقی نہ رہے، کبھی صرف آنسوؤں سے زبان کا کام لیجیے، کبھی ذوق و شوق کی زبان میں عرض کیجیے۔ درود شریف طویل بھی ہیں اور مختصر بھی، جس میں جی لگے اور ذوق پیدا ہو اس کو اختیار کیجیے

مگر اتنا خیال رکھئے کہ توحید کے حدود سے قدم باہر نہ جائے، آپ اس کے سامنے کھڑے ہیں جس کو ماشاء اللہ وشئت اور من یعصہما سننا گوارا نہ ہو سکا۔[1] سجدہ کا کیا ذکر،[2] خدا کی صفات میں اس کی قدرت و تصرف میں اس کی مشیئت و اختیار میں شرکت کا شائبہ بھی نہ آنے پلئے، چاہے جامی کا کلام پڑھئے چاہے حالی کی دعا سنا ئیے۔ بس اتنا خیال رکھیے کہ آپ توحید کے سب سے بڑے اور آخری پیغمبر کے سامنے کھڑے ہیں جس کو شرک کا واہمہ بھی گوارا نہ تھا۔

اب ہم مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، جہاں کی خاکروبی کو اولیاء و سلاطین سعادت سمجھتے تھے وہاں آپ ہر وقت حاضر ہیں، ایک ایک دن اور ایک ایک گھڑی کو غنیمت سمجھئے، پانچوں نمازیں مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ پڑھیے، اگر کہیں باہر جائیے بھی تو ایسے وقت کہ کوئی جماعت فوت نہ ہو، تہجد میں حاضر ہو جئیے یہ وقت سکون کا ہوتا ہے، لوگ روضۂ جنت کی طرف دوڑتے ہیں، وہاں تو بغیر دوڑے اور بغیر کشمکش کے جگہ پانی مشکل ہے، آپ پہلے مواجہہ میں آئیے اس وقت شاید آپ کو صرف پہرہ دار (عسکری) ہی ملے، اطمینان سے سلام عرض کیجئے، پھر جہاں جگہ ملے نوافل پڑھئے اور صبح کی نماز پڑھ کر اشراق سے فارغ ہو کر باہر آئیے۔

آئیے آج بقیع چلیں جو انبیاء علیہم السلام کے مقابر کے بعد صدق و اخلاص کا سب سے

---

[1] حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کہا ماشاء اللہ وشئت (جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں) آپ نے ارشاد فرمایا اجعلتنی للہ ندًا (کیا تم نے مجھے اللہ کے برابر کر دیا) ماشاء اللہ وحدہ کہو (جو اللہ ہی چاہے)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی (جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے راہ راست پر ہے اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے وہ گمراہ ہوا)، حضور نے اس کو ناپسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا ذکر اس طرح ایک لفظ میں کیا جائے جس سے دونوں کی برابری کا شبہ ہو، آپ نے فرمایا بئس خطیب القوم انت تم بہت بُرے مقرر ہو۔

[2] حضور نے حضرت قیس بن سعد صحابی سے فرمایا، بھلا تم اگر میری قبر کے پاس سے گزرو تو سجدہ کرو گے؟ قیس نے کہا نہیں فرمایا تو پھر مجھے (زندگی میں) بھی نہ کرو (ابوداؤد کتاب النکاح)

بڑا مدفن ہے کہ

"دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

اگر آپ کی سیرت نبوی، صحابۂ کرام کے احوال و مراتب پر نظر ہے تو آپ کو وہاں صحیح احساس ہوگا۔ آپ ہر قدم پر رکیں گے اور ایک ایک خاک کے ڈھیر کو اپنے آنسوؤں سے سیراب کرنا چاہیں گے، یہاں چپہ چپہ پر ایمان و جہاد اور عشق و محبت کی تاریخ کندہ ہے۔ ایک ایک ڈھیر میں اسلام کا خزانہ دفن ہے۔ اب بقیع میں داخل ہو گئے مزور آپ کو سیدھا اہلبیت اطہار کے مقابر پر لے جائیگا۔ یہاں عم رسول سیدنا عباس بن عبدالمطلب، سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمہ بنت الرسول سیدنا حسن بن علی، سیدنا علی بن الحسین زین العابدین، سیدنا محمد الباقر، سیدنا جعفر الصادق آرام فرما ہیں۔ وہاں سے چلئے تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ و میمونہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات پھر بنات طاہرات کے مقابر ملیں گے، پھر دار عقیل ابن ابی طالب جہاں ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب و عبداللہ بن جعفر وغیرہ مدفون ہیں، پھر آپ کو ایک ٹکڑا ملے گا جس میں امام دار الہجرۃ سیدنا مالک بن انس صاحب المذہب اور ان کے استاد نافع آرام فرما ہیں۔ وہاں سے بڑھئے تو ایک بقعۂ انوار ملے گا، یہ ایک مہاجر کا پہلا مدفن ہے، یہاں وہ عثمان بن مظعون دفن ہیں جن کی پیشانی کو حضورؐ نے بوسہ دیا تھا یہی فرزند رسول سیدنا ابراہیم بن محمد کی خواب گاہ ہے، یہیں فقیہہ صحابہ سیدنا عبداللہ بن مسعود، فاتح عراق سعد بن ابی وقاص، سیدنا سعد بن معاذ جن کی وفات پر عرش الٰہی جنبش میں آ گیا تھا، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور دوسرے اکابر صحابہ مدفون ہیں۔ وہاں سے آگے چلئے تو شمالی مغربی جانب دیوار سے متصل وہ ستر شہداء صحابہ و اہل مدینہ جن کو واقعہ حرہ میں یزید کے دور حکومت میں ۶۳ھ میں شہید کیا گیا تھا، مدفون ہیں۔ اس کے

بعد بقیع کے بالکل کونہ پر مشرقی شمال جانب امام مظلوم شہید الدار سیدنا عثمان بن عفانؓ آرام فرما رہے ہیں۔ یہاں پر کچھ دیر ٹھہریے اور محبت و عظمت کے جو آنسو سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ کے مرقد پر بہنے سے بچ رہے تھے ان کو ان کے تیسرے ساتھی کی خاک پر بہایئے ؎

آسماں اسکی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اس کے آگے سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت الاسد کے مقابر ہیں، سب کو سلام عرض کیجئے اور فاتحہ پڑھیئے۔

پھر ایک لمحہ ٹھہر کر پورے بقیع پر عبرت و تفکر کی نظر ڈالیے۔ اللہ اکبر کتنے سچے تھے یہ اللہ کے بندے، جو کچھ کہتے تھے کر دکھایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، مکہ میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا مدینہ میں اسی کے قدموں میں پڑے ہیں ؎

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

گنبدِ خضرا پر ایک نظر ڈالیے پھر مدینہ کے اس شہر خموشاں کو دیکھئے، صدق و اخلاص استقامت و وفا کی اس سے زیادہ روشن مثال کیا ملے گی۔ آیئے بقیع میں اسلام کی خدمت کا عہد کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اسلام ہی کے راستے پر زندہ رکھے اور اسی کے ساتھ وفاداری میں موت آئے، جنت البقیع کا یہی پیغام اور یہاں کا یہی سبق ہے۔

مدینۂ طیبہ کی زندگی کا ایک شعبہ اور رہ گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایوں کی خدمت ہے، اصل خدمت تو یہ تھی کہ ان کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا۔ ان کو فارغ البال بنانے کی تدبیریں کی جاتیں لیکن اس تھوڑے سے وقت میں یہ بھی بڑی سعادت ہے کہ جن

لوگوں کو زمانہ کے انقلاب اور زندگی کی گرانی نے مفلوک الحال بنادیا ہے اپنا شرف سمجھ کر ان کی خدمت کی جائے لیکن اس طرح کہ اصل محسن ان کو سمجھا جائے کہ وہ ہم کو اس سعادت کا موقع دیتے ہیں، یہ انصار و مہاجرین کی اولاد ہیں، آستانۂ نبوی پر پڑے ہوئے ہیں، کوشش کی جائے کہ واقفینِ حال اور قدیم باشندوں کے ذریعہ ان لوگوں تک پہنچا جائے جن کی صفت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُہُمْ بِسِیْمَاہُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًاؕ

قبا میں بھی حاضری دیجئے، یہ وہ بقعۂ نور ہے جو حضور اکرم صلعم کے قدوم سے مدینہ سے بھی پہلے مشرف ہوا، وہاں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی جس کو لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ کا خطاب ملا، محبت و عظمت کے ساتھ حاضر ہوئیے، اس زمین پر نماز پڑھیے پیشانی اس خاک پر رکھیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا کے قدموں سے پامال ہوئی، اس فضا میں سانس لیجیے جس میں وہ انفاس قدسی اب بھی بسے ہوئے ہیں ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود ۔ سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود

آج جبل احد اور اس کے مشہد میں (جس کو یہاں عرف عام میں "سیدنا حمزہ" کہتے ہیں) حاضری کی باری ہے، دو تین میل کی مسافت کیا، بات کرتے کرتے پہنچ گئے، یہ وہ زمین ہے جو اسلام کے سب سے قیمتی خون سے سیراب ہوئی، سب سے سچے، سب سے اچھے، سب سے اونچے عشق و محبت اور وفا کے واقعات جو دنیا کی پوری تاریخ میں نہیں ملتے، اسی سرزمین پر پیش آئے، سید الشہداء حمزہؓ کے رسول اللہ کی محبت اور اسلام کی وفاداری میں یہیں اعضا کاٹے گئے اور جگر کھایا گیا، عمارہ

بن زیاد نے قدموں پر آنکھیں مل کر یہیں جان دی، انس بن النضرؓ کو جنت کی خوشبو اسی پہاڑ کے درّے سے آئی اور اسی سے اوپر زخم کھا کر یہیں سے رخصت ہوئے۔ دندانِ مبارک یہیں شہید ہوئے، سر پر زخم یہیں آئے، عشاق نے اپنے ہاتھوں اور پیٹھ کو محبوب کے لئے سپر یہیں بنایا، مکہ کا ناز پروردہ مصعب بن عمیرؓ یہیں ایک کمل میں شہید اور ایک کمل میں دفن ہوئے۔ یہاں اسلام کے شیر سوتے ہیں، یہ پوری زمین شمع نبوت کے پروانوں کی خاک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور اسلام کے جانثاروں کی بستی ہے ؎

یہ بلبلوں کا صبا مشہدِ مقدس ہے!
قدم سنبھال کے رکھیو یہ تیرا باغ نہیں

یہاں کی فضا اور یہاں کے پہاڑ سے اب بھی موتوا علیٰ ما ماتَ علیه رسُول اللّٰه (اسی پر جان دیدو جس پر رسول اللہؐ دنیا سے گئے)[1] کی صدائے بازگشت آتی ہے، آئیے اسلام پر جینے اور جان دے دینے کا عہد پھر تازہ کریں۔ مدینۂ طیبہ کے ذرہ ذرہ کو محبت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھئے، تنقید کی نگاہ اور اعتراض کی زبان کے لئے دنیا پڑی ہوئی ہے۔ زندگی کے چند دن کانٹوں سے الگ پھولوں میں گزر جائیں تو کیا حرج ہے۔ پھر بھی اگر آپ کی نگاہ کہیں رکتی اور اٹکتی ہے تو غور سے کام لیجئے، وہ ہماری کوتاہی کے سوا اور کیا ہے؟ ہم نے دین اور دنیا کی خیرات یہیں سے پائی، آدمیت یہیں سے سیکھی، یہاں کی دستگیری نہ ہوتی تو ہم میں سے کتنے معاذ اللہ بت خانہ، آتش کدہ اور کلیسا میں ہوتے

---

[1] یہ مقولہ حضرت انس بن النضر کا ہے، انھوں نے صحابہ کو میدان احد میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے، اب لڑ کر کیا کریں گے، کہا تو پھر اسی پر تم بھی جان دیدو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی۔

لیکن ہم نے اس کا کیا حق ادا کیا، یہاں کے بچوں کی تعلیم و تربیت، یہاں کے لوگوں میں دین کی روح اور مقصد کا احساس پیدا کرنے کی کیا کوشش کی، فاصلہ کا عذر صحیح نہیں، ان کے بزرگوں نے سمندر اور صحرا عبور کر کے اور پہاڑوں کو طے کر کے دین کا پیغام ہم تک پہنچایا۔ ہم نے بھی اپنے فرض کا احساس کبھی کیا؟ کیا ہم سمجھتے ہیں کہ دین کے احسان کا بدلہ ہم چند سکوں سے ادا کر دیں گے جو ہمارے حجاج اپنی کم نگاہی سے احسان سمجھ کر مدینہ کی گلیوں میں بانٹتے پھرتے ہیں۔

ہم صدیوں غافل رہے اور اب بھی ہمارے اہل استطاعت غافل ہیں۔ اس عرصہ میں جہالت، بے تربیتی اور یورپ کی تہذیب و تمدن اور اس کی جاہلیت جس کا جال ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، یہاں بھی اپنا کام کرتی رہی، ان کے نوجوانوں کو متاثر کرتی رہی، بجائے خوبیوں اور محاسن کے تمام عالم اسلام کے حجاج و زائرین اپنی اپنی مقامی کمزوریاں اپنے ساتھ لاتے رہے اور یہاں چھوڑ کر جاتے رہے۔ دینی دعوت و تذکیر جو ایمانی زندگی کے لیے ہوا اور پانی کی حیثیت رکھتی ہے، عرصہ سے مفقود، صحیح تعلیم و تربیت معدوم، ایسا ادب جو ایمان کو غذا اور دماغ کو روشنی عطا کرے، نایاب، تزکیۂ نفس، تہذیب اخلاق اور روحانیت پیدا کرنے والے مرکز غیر موجود، مختلف راستوں سے مریض و مدقوق ادب، فاسد و خام افکار و مضامین، اخبار و رسائل، ادب و اجتماع کے نام سے گھر گھر پھیلے ہوئے، زہر موجود، تریاق مفقود، اگر اب بھی اہل مدینہ میں دین کی اتنی عظمت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق، مدینہ سے انس، اخلاق میں لینت و تواضع، فرائض کی پابندی شعائر اسلامی کا رواج ہے تو یہ محض جوارِ رسول کی برکت، اس خاک پاک کی تاثیر اور اہل مدینہ کی فطری خوبی کی دلیل ہے۔

اب بھی اغنیاء امت اور عالم اسلام کے اہل ثروت اس ضرورت کی طرف متوجہ نہیں کہ اہلِ حجاز کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان میں دعوت و تذکیر کا انتظام کریں، جو ان میں دینی روح، مقصدیت، بلند نظری اور اسلام کے داعی بننے کا جذبہ اور ولولہ پیدا کرے اور "معمارِ حرم" کو تعمیرِ جہاں کے لئے دوبارہ آمادہ کرے۔ اِنَّمَآ اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔

اگر آپ مدینۂ طیبہ کے مضافات اور بدوؤں کی ان عارضی نوآبادیوں میں چل پھر کر دیکھیں گے جو کھجوروں کی فصل میں اپنے پہاڑی مقامات سے اتر کر چشموں اور باغات میں اپنے خیمے ڈال کر مقیم ہو جاتے ہیں، تو آپ کو ان کی دینی حالت کا احساس ہوگا اور اگر ہمارا ضمیر ابھی مردہ نہیں ہوا ہے تو ہم اپنی اس غفلت اور کوتاہی پر شرم محسوس کریں گے جو ہم نے اپنے "مرشدزادوں" کے حق میں صدیوں سے اختیار کر رکھی ہے۔ اگر آپ کا تھوڑا وقت نظم و انضباط کے ساتھ مدینہ کی آبادی اور اس کے اطراف میں دینی دعوت و اصلاح میں گذر جائے گا تو وہ مدینۂ طیبہ کی فضا سے انتفاع کی بڑی موثر صورت ہوگی، مگر ان کی عظمت اور ان کے مرتبہ کی رعایت ضروری ہے۔ ان کو تحقیر کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھیں۔

مدینہ دعوتِ اسلامی کا معدن ہے، اس دعوت کو اس معدن سے اخذ کیجئے اور اپنے اپنے ملک کے لئے یہ سوغات لے کر آئیے، کھجوریں، گلاب و پودینہ، خاکِ شفا محبت کی نگاہ میں سب کچھ ہیں مگر اس سرزمین کا اصلی تحفہ اور یہاں کی سب سے بڑی سوغات، دعوت اور اسلام کے لئے جد و جہد اور جان دے دینے کا عزم ہے۔ مدینہ، مسجد نبویؐ کے چپہ چپہ بقیع شریف کے ذرہ ذرہ، اُحد کی ہر ہر کنکری سے یہی پیغام دیتا ہے، مدینہ آ کر کوئی یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ اس شہر کی بنیاد ہی دعوت و جہاد پر پڑی تھی، یہاں وہی لوگ مکہ سے آ کر آباد ہوئے تھے جن کے لئے مکہ میں سب کچھ تھا مگر دعوت و جہاد کے مواقع نہ تھے، یہاں کی

آبادی دو ہی حصوں پر منقسم تھی، ایک وہ جس نے اپنا عہد پورا کر دیا اور راہ اسلام کے راستہ میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی، کوئی خوف، کوئی ترغیب اس کو اپنے مقصد سے باز نہ رکھ سکی، دوسرا وہ جس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی، لیکن اللہ کو ابھی ان سے اور کام لینا منظور تھا، ان کا جو وقت گذرتا حالت انتظار میں گزرتا، شہادت کے اشتیاق میں گزرتا، مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا - یہی عالمِ اسلام کا حال ..... ہونا چاہیئے، یہاں بھی یا تو وہ ہونے چاہئیں جو اپنا کام پورا کر چکے یا وہ جو وقت کے منتظر ہیں۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو زندگی کے حریص اور دنیا پر راضی، موت سے خائف اور خدمت سے گریزاں ہوں۔ معاش میں سرتاپا منہمک اور عارضی مشاغل میں ہمہ تن غرق ہوں۔ ان کی گنجائش نہ مدینہ میں تھی نہ عالمِ اسلام میں ہونی چاہیئے۔

مدینہ طیبہ کے قیام میں درود شریف، تلاوتِ قرآن اور اذکار سے جو وقت بچے اگر حدیث اور سیرت و شمائل کے مطالعہ میں گزرے تو بہت پُر تاثیر اور بابرکت ہوگا۔ اسی پاک سرزمین پر سب واقعات پیش آئے، یہاں ان واقعات کا مطالعہ اور کتب شمائل میں مشغولیت بہت کیف آور موجب ترقی ہوگی۔ اردو خواں حضرات قاضی سلیمان صاحب منصور پوری کی "رحمۃ للعالمین" اور شیخ الحدیث سہارنپوری کی "خصائل نبوی" (ترجمہ شمائل ترمذی) کو حرز جان بنائیں۔ اہل عربیت حافظ ابن قیمؒ کی "زاد المعاد" اور "شمائل ترمذی" سے اشتغال رکھیں۔ جن کو آثار مدینہ منورہ کی زیارت و تحقیق کا ذوق ہو ان کے لئے سمہودیؒ کی "وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ" اور "آثار المدینۃ المنورۃ" کا مطالعہ مفید ہوگا۔

لیجئے قیام کی مدت ختم ہونے کو آئی۔ کل کہتے ہیں کہ قافلہ کا کوچ ہے ۔

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اب رہ رہ کر اس قیام کے سلسلہ کی کوتاہیاں اور یہاں کے حقوق کی ادائی میں اپنی تقصیر دل میں چٹکیاں لیتی ہے، اب استغفار و ندامت کے سوا کیا چارہ ہے۔

آج کی رات مدینہ کی آخری رات ہے، ذرا سویرے مسجد میں آجایئے ؎

تمتع من شمیم عرار نجد
فما بعد العشیۃ من عرار

لیکن دل کو ایک طرح کا سکون بھی حاصل ہے، آخر جا کہاں رہے ہیں؟ اللہ کے رسول کے شہر سے اللہ کے شہر کی طرف، اللہ کے اس گھر سے جسکو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں نے اپنے پاک ہاتھوں سے بنایا، اللہ کے اس گھر کی طرف جس کو ان کے جد امجد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے فرزند نے اپنے پاک ہاتھوں سے بنایا اور جا کیوں رہے ہیں؟ اللہ کے حکم سے اور اللہ کے رسول کی مرضی اور ہدایت سے یہ دوری دوری کب ہوئی ؎

نہ دوری دلیل صبوری بود
کہ بسیار دوری ضروری بود

آخری سلام عرض کیا، مسجد نبوی پر حسرت کی نگاہ ڈالی اور باہر نکلے۔ غسل کر کے احرام کی تیاری کر لی تھی۔ ذوالحلیفہ میں جانے موقع ملے نہ ملے، موٹر پر بیٹھے محبوب شہر پر محبت کی نگاہ ڈالتے چلے۔ احد کو ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا، اب مدینہ سے باہر ہو گئے۔ جو لمحہ گذرتا ہے مدینہ دور اور مکہ قریب ہوتا جاتا ہے، الحمد للہ کہ ہم حرمین کے

درمیان ہی میں تھا

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

ذوالحلیفہ آگیا، مسجد میں دو رکعت نماز احرام کی نیت سے پڑھی۔ سلام پھیرتے ہی سر کھول دیا اور ہر طرف سے آواز آئی:۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ	حاضر ہوں، اے اللہ حاضر ہوں، تیرا
لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ	کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں، سب
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ	تعریف، سارا احسان تیرا ہی ہے، سلطنت
لَكَ ط	تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

مستورات نے تمتع کی نیت کی، ہم نے قران کی نیت کی، مستورات کے لئے چہرہ نہ ڈھکنے کی پابندی سخت ہے اس لئے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں گی، پھر آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھیں گی۔ ہم مردوں کے لئے کچھ زیادہ دشواری نہیں، اس لئے ہم نے عمرہ اور حج کا احرام ساتھ باندھا۔ ہم دس ذی الحجہ کو حج سے فارغ ہو کر ہی احرام کھولیں گے۔

ہمارے امیر حج صاحب نے حج کی ذمہ داری اور اس کے حقوق و آداب کے متعلق مختصر تقریر کی، تلبیہ (لبّیک لبّیک) کی کثرت، حج کی عظمت، حسن رفاقت، باہمی الفت ایثار و خدمت کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا، اور لبّیک لبّیک کی صدا کے ساتھ قافلہ روانہ ہوا۔ راستہ میں الحمد للہ نماز و جماعت کا پورا اہتمام رہا، تلبیہ زبانوں پر جاری رہا، لڑائی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آنے پائی، منزلوں پر ٹھہرتے، کھاتے پیتے نہایت لطف و مسرت اور محبت و الفت کے ساتھ چلتے رہے۔

جدہ آیا اور گذر گیا۔ اب شہنشاہ ذوالجلال کا شہر اور اس کا گھر قریب ہے، باادب!

ہوشیار! مدینہ اگر مرکز جمال تھا تو یہ مرکز جلال ہے، مدینہ کے درو دیوار سے اگر محبوبیت ٹپکتی ہے تو یہاں کے درو دیوار سے عاشقی نمایاں ہے۔ یہاں عاشقانہ آنے کی ضرورت ہے۔ برہنہ سر، کفن بردوش، پریشاں بال، یہی یہاں کے آداب میں سے ہے
نظر اٹھایئے مکہ سامنے نظر آرہا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا	اے اللہ مجھے اپنے شہر میں ٹھکانا عطا
وَارْزُقْنِيْ فِيْهَا رِزْقًا حَلَالًا	فرما اور مجھے اس میں رزق حلال نصیب فرما

لیجئے اب ہم اللہ کے شہر بلد اللہ الحرام البلد الامین میں داخل ہو گئے۔ جس شہر کا نام تسبیح کی طرح بچپن سے ہر مسلمان کی زبان پر جاری رہتا ہے جس کا اشتیاق جنت کی طرح ہر مومن کے دل میں رہتا ہے جو ہر مسلمان کا ایمانی اور دینی وطن ہے جس کی کشش ہر زمانے میں ہزاروں میل کی مسافت، پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں کی گہرائیوں سے مشتاقان زیارت کو کھینچتی رہی لیجئے مسجد حرام پر پہنچ گئے، باب السلام میں داخل ہوئے۔ یہ سیاہ غلاف میں ملبوس مسجد حرام کے بیچوں بیچ بیت اللہ نظر آرہا ہے

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا	اے اللہ اس گھر کی عزت، عظمت و شرافت و
وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً	ہیبت میں ترقی فرما اور حج و عمرہ کرنے
وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ	والوں میں بھی جو اس کی تعظیم و تکریم کرے اس کو
حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا	بھی شرافت و عظمت اور نیکی عطا فرما،
وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ	اے اللہ تیرا ہی نام سلام ہے اور سلامتی
السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا	تیری ہی طرف سے ہے ہم پر سلامتی
رَبَّنَا بِالسَّلَامِ	بھیج۔

یہی بیت اللہ ہے جس کی طرف ہزاروں میل کے فاصلے سے ساری عمر نمازیں پڑھتے رہے، جس کی طرف نماز میں منھ کرنا فرض تھا، آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ ہمارے اور اس کے درمیان چند گز سے زیادہ فاصلہ نہیں، ہم اپنے گنہگار ہاتھوں سے اس کے غلاف کو چھو سکتے ہیں۔ اس کو آنکھوں سے لگا سکتے ہیں، اس کی دیواروں سے چمٹ سکتے ہیں۔ عمر میں بڑی بڑی حسین و جمیل عمارتیں اور فن تعمیر کے بڑے بڑے نمونے دیکھے، لیکن اس سادہ سے چوکور گھر میں خدا جانے کیا حسن و جمال اور کیا دلکشی و محبوبیت ہے کہ آنکھوں میں کھبا جاتا ہے اور دل میں سمایا جاتا ہے، کسی طرح نظر ہی نہیں بھرتی۔ تجلیات اور انوار کا ادراک تو اہل نظر کر سکتے ہیں لیکن جلال و جمال کا ایک پیکر ہم جیسے بے حسوں اور کم نظروں کو بھی نظر آتا ہے اور یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس کو دیکھنے سے آنکھوں کو سیری اور دل کو آسودگی نہیں ہوتی، جی چاہتا ہے کہ دیکھتے ہی رہیے، اس کی مرکزیت و موزونیت، اس کی زیبائی و رعنائی، جلال و جمال کی آمیزش الفاظ سے بالاتر ہے ؎

محاسنہ ہیولے کل حسن ومغناطیس افئدۃ الرجال

اس کا دیکھتے رہنا دل کا سرور، آنکھوں کا نور، روح کی غذا اور نظر کی عبادت ہے۔ دل کی کلفت اس سے کافور، دماغ کا تکان اس سے دور ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عجیب نعمت عطا فرمائی ہے۔ سارے عالم کی دلکشی و دل آویزی اس میں سمٹ کر آگئی ہے۔

ذی الحج کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ حجاج کا ہجوم ہے، بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کا چکر چل رہا ہے، سیاہ غلاف کے چاروں طرف سفید احرام میں ملبوس

انسانوں کی گردش، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ کعبہ کے گرد دودھ کی ایک نہر بہہ رہی ہے۔ ہم بھی آدمیوں کے اس بہتے ہوئے دریا میں داخل ہوئے، ہمارے معلم ہمارے ساتھ تھے، انھوں نے ہمیں طواف کرایا، وہ طواف کی دعائیں پڑھتے جاتے تھے، ہم اس کو دہراتے تھے، پھر ہم کو محسوس ہوا کہ اس طرح نہ تو طواف کا لطف آرہا ہے نہ دعاؤں کا، اس لیے جو مسنون دعائیں یاد تھیں، ہم نے وہ پڑھنی شروع کر دیں، چونکہ ہم کو اس طواف کے بعد سعی بھی کرنی تھی، اس لئے ہم نے رمل و اضطباع بھی کیا، ہجوم کی وجہ سے استلام (حجر اسود کو بوسہ دینے) کی نوبت نہیں آتی تھی، حجر اسود کے سامنے پہنچ کر ہاتھ کا اشارہ کر دیتے تھے۔ طواف کے بعد ہم مقام ابراہیم پر آئے اور دو رکعت واجب الطواف پڑھی، پھر ملتزم پر آئے، یہ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کا حصہ ہے، یہاں اللہ کے بندے بیت اللہ کی دیوار اور اس کے غلاف سے چمٹے ہوئے[1] اس طرح بلک بلک کر رو رہے تھے اور اللہ کے گھر کا واسطہ دے کر اس کی چوکھٹ سے لپٹ کر اللہ سے مانگ رہے تھے جس طرح ستائے ہوئے بچے اپنی ماں سے چمٹ کر روتے اور بلبلاتے ہیں۔ جس وقت وہ یا ربّ البیت یا ربّ البیت اے گھر والے اے گھر کے مالک کہتے تو ایک کہرام مچ جاتا، سخت سے سخت دل بھی بھر آتا۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور دعاؤں کی قبولیت کا اطمینان سا ہونے لگتا۔ خدا کی طرف رجوع و انابت کا

---

[1] عبد الرحمٰن بن صفوانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کو بیت اللہ سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے بیت اللہ کو ملتزم کی جگہ پر بوسہ دیا۔ ان کے رخسارے کعبہ پر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان میں تھے (ابوداؤد باب الملتزم)

محمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد عبد اللہ بن عمرو کو دیکھا کہ انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور ملتزم پر ٹھہرے اور اپنا سینہ اور چہرہ اور اپنی دونوں بانہیں اور ہتھیلیاں اس پر رکھ دیں اور ان کو اچھی طرح پھیلا دیا (یعنی چمٹ گئے) پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد باب الملتزم)

یہ ایک ایسا منظر تھا کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، اس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس امت کو اس گئی گذری حالت میں بھی اپنے مالک سے جو تعلق ہے اس کا عشیر عشیر بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دل سینے سے نکل جائیں گے، قلب و جگر آنسو بن کر بہہ جائیں گے، لوگ غش کھا کر گر جائیں گے، ان دعاؤں میں سب سے بڑا حصہ مغفرت وعفو، رضائے الٰہی، حسن خاتمہ اور جنت کی دعاؤں کا تھا۔ اللہ سے کسی مادی سے مادی چیز کا مانگنا بھی مادیت نہیں، سراسر روحانیت و عبادت ہے، لیکن ان دعاؤں میں آخرت و روحانیت کا حصہ اس عالم مادی کی چیزوں سے بہرحال زیادہ تھا، افکار و پریشانیوں کے اس دور میں اللہ کے بہت سے بندے صرف اللہ کی محبت، توفیق اطاعت، شان عبودیت، اخلاص، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عشق کامل، اتباع سنت، دین کی خدمت اور اسلام پر جینے اور مرنے کی دعا کر رہے تھے۔ بہت سے اللہ کے بندے اپنی دنیاوی ضروریات کو بے تکلف مانگ رہے تھے کہ وہ کریم ہے، اس کے دروازے اور اس کے آستانے پر نہ مانگی جائیں تو کس سے اور کہاں مانگی جائیں گی۔ بہت سے اللہ کے بندے کعبہ کے پردے میں منہ ڈالے ہوئے گریہ و بکا اور مناجات و دعا میں مشغول تھے، غرض یہاں سائلوں کا ہجوم اور فقراء کا جمگھٹا تھا۔ رب کریم کا دروازہ کھلا تھا اور بے صبر و مضطر سائل سوال و طلب میں بالکل کھوئے ہوئے تھے۔

ملتزم سے ہم زمزم پر آئے، پہلی مرتبہ آسودہ ہو کر زمزم شریف پیا، اس کے اصل مقام پر پیا، پھر باب الصفا سے نکل کر ہم سعی کے لیے مسعیٰ آئے، ہمیشہ سے یہ تصور تھا کہ "... مروہ دو پہاڑ ہیں، ان کے درمیان ایک غیر آباد سا راستہ ہوگا، طویل طویل اس پر لوگ دوڑتے ہوں گے، یہاں کچھ اور ہی نظر آیا۔ پہاڑ کھد کر اس سے بڑی ترچھی

عمارتیں بن گئی تھیں۔ پختہ سڑک کے کنارے ایک ذرا سی بلندی تھی چند سیڑھیوں کا ایک زینہ تھا' اس پر چڑھ کر سعی کی نیت کی اور کہا ابدأ بما بدأ اللہ بہ' ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (جس چیز کو اللہ نے مقدم رکھا ہے اس کو میں بھی مقدم رکھتا ہوں) ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) بیت اللہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر حمد و ثنا، تکبیر و تہلیل کی' دعا کی' پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے۔ میل کے سبز نشانوں کے درمیان (جہاں حضرت ہاجرہ اسمٰعیل علیہ السلام کا اوجھل ہو جانے کی وجہ سے بیقرار ہو کر دوڑتی تھیں) ذرا دوڑ کر چلے پھر معمول کی چال چلنے لگے' ادھر مروہ کی طرف جانے والوں اور مروہ سے صفا کی طرف آنے والوں کے قافلے قطار اندر قطار تھے رہے' کبھی جاوی پاس سے گزر جاتے' کبھی مصری چھلیتے ہوئے نکل جاتے' کبھی مراکشی و جزائری سامنے سے آتے نظر آتے' کبھی ترکی و بخاری راستہ میں ساتھ ہو جاتے' کبھی تکرونی و سوڈانی قدم بڑھا کے آگے ہو جاتے' ہر ایک احرام میں ملبوس ننگے سر ننگے پاؤں عاشقانہ حال مستانہ چال' دنیا سے بے خبر اپنی دھن میں مست' "رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم" کی صداؤں سے فضا گونجتی ہوئی' دونوں طرف پر رونق دوکانیں مسعیٰ کا بازار اپنے پورے شباب پر' موٹریں اور کاریں ہارن بجاتی ہوئی اور آدمیوں کو بچاتی ہوئی نکلتی رہتی ہیں۔ دکانوں پر سودے بک رہے ہیں' شربت کے گلاس کے دور چل رہے ہیں صرافوں کی دکانوں پر روپیہ گننے اور سکوں کے گرنے کی آواز کانوں میں آ رہی ہے[1] لیکن عشاق کا مجمع سر جھکائے نظر بچائے اپنی دھن میں چلا جا رہا ہے' عشق کی پوری تصویر' دنیا میں مومن رہنے کی مکمل تفسیر' خلوت در انجمن کا پورا منظر' دنیا کے بازار میں چلتی پھرتی مسجدیں اور گونجتی ہوئی اذانیں' سعی کیا ہے' مومن کی پوری زندگی' بھرے بازار پھولوں سے لدے گلزار ہیں

[1] مسجد حرام کی توسیع کے بعد مسعیٰ کا بازار اب ختم ہو گیا ہے اور پورا مسعیٰ گویا مسجد حرام میں آ گیا ہے۔ نعمانی

رہنا اور دل نہ لگانا، مقصد کو پیش نظر رکھنا، مبدا و منتہی کو نہ بھولنا، اپنے کام سے کام رکھنا، صفا سے چل کر نہ مروہ کو فراموش کرنا نہ مروہ سے چل کر صفا کو بھول جانا، کہیں نہ اٹکنا، کہیں نہ الجھنا، پیہم گردش، مسلسل عمل، سعی میں دونوں طرف دکانوں کے ہونے اور سعی کے اس محل وقوع نے سعی میں ایک خاص معنویت اور لطف پیدا کر دیا ہے۔

آپ کو اس راستے پر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے مسلمان ایک لباس میں ملبوس، ایک ترانہ بلند کرتے ہوئے ایک عشق و سرمستی کی کیفیت میں آتے جاتے نظر آئیں گے، تیز قدم بڑھاتے ہوئے، ننگا سر اللہ کے سامنے جھکائے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ ان میں امیر بھی ہیں، غریب بھی، سرخ و سفید شامی و مغربی بھی اور سیاہ فام حبشی و تکروری بھی، مرد بھی اور عورت بھی، لیکن کسی کو دیکھنے اور توجہ کرنے کی فرصت نہیں، بعض اوقات اس مجمع عشاق کو دیکھ کر قلب پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے اور بے اختیار ان عشاق کے پاؤں پڑنے اور بلائیں لینے کو جی چاہتا ہے۔ اسلام کی محبت جوش مارتی ہے، وطن و قوم کی حد بندیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور دینی وحدت کا احساس ابھرنے لگتا ہے۔

لیجئے مروہ پر سعی ختم ہوئی، ساتواں پھیرا تمام ہوا، دعا کیجئے، اور اگر آپ متمتع ہیں تو حجام کے پاس جا کر بال بنوا لیجئے، احرام کھول دیجئے اور اگر قارن یا مفرد ہیں تو نہ حجامت بنوایئے نہ احرام کھولیئے۔

اب روزانہ کا معمول یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے حرم میں آ گئے، کبھی رکن یمانی کے سامنے مصلیٰ مالکی کے پاس، کبھی حطیم کے سامنے مصلیٰ حنفی کے نزدیک، کبھی مصلیٰ حنبلی سے ملے ہوئے اور کبھی قسمت سے مقام ابراہیم کے پاس یا مصلیٰ شافعی کے دائیں بائیں نوافل پڑھے، کبھی ہر دو رکعت کے بعد ایک طواف کیا، کبھی نوافل کے بعد اکٹھا کئی طواف

کر لے، غرض جس طرح موقع ملا، نوافل اور طواف میں وقت گذارا، صبح کی اذان ہوئی، نماز پڑھی، اس وقت طواف کرنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے، خدا جانے کتنے اولیاء اللہ اور مقبولین بارگاہ ہوئے ہیں، عامہ مومنین بھی کیا کم ہیں، طلوع آفتاب تک طواف کئے پھر اکٹھا طواف کی رکعتیں پڑھیں، اشراق پڑھی اور قیام گاہ پر آگئے۔

مکہ معظمہ میں طواف سے بہتر مشغلہ اور وظیفہ کیا۔ سارے دن آدمی طواف کر سکتا ہے۔ بعض آدمی بیس بیس طواف دن بھر میں کر لیتے ہیں۔ فضائل حج میں ہے کہ کرز بن وبرة کا معمول تھا کہ ستر طواف دن میں اور ستر طواف رات میں کرتے اور دو قرآن روزانہ پڑھ لیتے (بحوالہ احیاء) آخر شب میں اور گرمیوں میں ٹھیک دوپہر کو مجمع کم ہوتا ہے۔ بعض اہل ذوق ان اوقات کا انتظار کرتے ہیں، بعض ہر نماز کے بعد کرتے ہیں، بعض مجمع ہی کو پسند کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں۔ رحمت الٰہی کسی کی طرف متوجہ ہو اور ہم کو بھی نہال کر جائے

"وللناس فی ما یعشقون مذاهب"

لیکن کسی وقت آیئے، دن ہو یا رات، پہلا پہر ہو یا ٹھیک دوپہر شمع پر پروانوں کا ہی ہجوم ہے، مطاف کسی وقت خالی نہیں، اگر اس کے انتظار میں رہیئے گا کہ دو چار آدمی ہوں اور پورے سکون و طمانیت کے ساتھ طواف کریں تو یہ حسرت کبھی پوری نہ ہو گی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مثابۃ للناس (لوگوں کے لوٹ لوٹ کر آنے کی جگہ) بنایا اور جس کو سب سے بڑی محبوبیت و مرکزیت عطا فرمائی اور دلکشی کوٹ کوٹ کر بھر دی۔ وہ عشاق سے خالی کب رہ سکتا ہے۔ رات کو عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہر ہر گھڑی میں نے دیکھا، ہر بار بھرا ہوا ہی پایا۔

ادھر ملتزم کا حال یہ ہے کہ وہ دعا کرنے والوں اور مچل مچل کر مانگنے والوں اور لپٹ لپٹ کر فریاد کرنے والوں سے کسی وقت خالی نہیں، کوئی عربی میں، کوئی فارسی میں، کوئی ترکی میں کوئی سوڈانی میں، کوئی جاوی میں، کوئی اردو میں، کوئی بنگالی میں، کوئی نثر میں کوئی نظم میں، کوئی زبان بے زبانی میں عرض حال کر رہا ہے۔ دل کھول کھول کر مانگ رہا ہے، پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے، کوئی پردے میں منھ ڈالے بڑے درد سے پڑھ رہا ہے۔

بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود بعصیاں ریختہ

یارب البیت، یارب البیت کی صدا بلند ہے۔

حرم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اس لئے اس سے بڑھکر کیا خسارہ ہوگا کہ کوئی فرض نماز حرم میں نہ ہو، حرم کے باہر اگر آدمی کہیں جائے بھی تو کہاں جائے، بس ہم ہیں اور حرم ہے، نمازیں بھی یہیں، نوافل بھی یہیں، طواف بھی یہیں، تلاوت واذکار بھی یہیں۔

بات کرتے کرتے ذی الحجہ کی ابتدائی تاریخیں ختم ہوگئیں، لیجئے آج ۷ ذی الحجہ ہوگئی لات بیچ میں ہے کل منیٰ جانا ہے۔ سواریوں کے انتظامات ہو رہے ہیں، احرام کی تیاریاں ہیں۔ کوئی موٹر طے کر رہا ہے کوئی کار اور ٹیکسی کی بات چیت کر رہا ہے، کوئی اونٹ کا انتظام سوچ رہا ہے، کوئی پیدل جانے ہی کی ٹھان رہا ہے، رات گزری، صبح ہوئی، حج کی اصل مشغولیت شروع ہوگئی، کوئی دن چڑھے سواری آگئی، سوار ہوئے، لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ منیٰ کا رُخ کیا جو پاس سے گزرتا لبیک ہی سے سلام کرتا، تین میل کا فاصلہ ہی کیا بات کرتے پہنچ گئے۔ یہ ڈیروں اور خیموں کا عظیم الشان شہر جہاں تک نظر کام کرتی نگ

رنگ کے خیمے اور چھولداریاں ہی نظر آتی ہیں، سارا عالم اسلام یہاں سمٹا ہوا نظر آتا ہے وہ بھی حدود کی تقسیم کے بغیر، یہاں ہندی ہیں وہاں جاوی، یہ مصری ہیں وہ شامی، ذرا آدمی بھٹک جائے پھر قیام گاہ کا پتہ لگانا مشکل، اپنے معلم کے جھنڈے کے نیچے اپنے خیمے میں مقیم ہوگئے۔ آج کا سارا دن اور پوری رات یہاں بسر کرنی ہے۔ کل ۹ کو عرفات کی طرف کوچ ہے، یہاں اللہ کا نام لینے، نمازیں پڑھنے، ذکر و دعا میں مشغول رہنے کے سوا کام ہی کیا ہے۔ لیکن انسان کی ضروریات اور اس کی دلچسپیوں نے یہاں بھی بازار لگا رکھا ہے، دکانیں کھلی ہوئی ہیں، ضرورت کی چیزیں ڈیرے ڈیرے خیمے خیمے بک رہی ہیں۔ پانی والے دروازے دروازے پانی لئے پھر رہے ہیں، ظہر کی نماز کے لئے منیٰ کی مشہور تاریخی مسجد "مسجد خیف" گئے، نہایت وسیع اور پر فضا میدان بیچوں بیچ ایک قبہ جس کے متعلق اہل خبر کہتے ہیں کہ بیسیوں پیغمبروں نے یہاں نمازیں پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ یہاں نصب ہوا، نہایت بابرکت اور پرانوار جگہ ہے۔ زیادہ وقت یہیں گذرے تو بہتر ہے مگر ساتھیوں کو تکلیف اور کسی قسم کی کلفت نہ ہو۔

عشا پڑھ کر تبلیغی جماعت کے علماء نے ذوق و شوق اور حج کی عظمت پیدا کرنے والی تقریریں کیں جن میں عرفات و مزدلفہ اور باقی ایام منیٰ کے آداب و ذمہ داریاں یاد دلائیں، کچھ دیر بعد سو گئے کہ کل حج کے نچوڑ کا دن ہے۔ آج رات کی مکمل شب بیداری کل کے دن پر اور صحت پر اثر انداز نہ ہو، پچھلے پہر اللہ نے توفیق دی، آنکھ کھل گئی۔ منیٰ کا عجیب منظر تھا۔ سارا شہر بقعۂ انوار بنا ہوا تھا، عالم اسلام کچھ سوتا تھا کچھ جاگتا تھا، ہر طرف تجلیات و انوار کا ہجوم معلوم ہوتا تھا، اپنی جگہ پر رہا نہ گیا، مسجد خیف کی طرف چلے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اور حضرت اسمٰعیلؑ کے صبر و استقامت کی یاد

بڑی شدت سے پیدا ہوئی خداوند اعشق ابراہیم کا ایک ذرہ عطا ہو، الہٰی مردہ دل کو اپنے عشق و محبت سے زندہ کر دے، محبت کا سوز عطا ہو جو ماسوا کو جلا دے عالم اسلام اس وقت ابراہیم کی آواز پر جمع ہے اس میں محبت کی حرارت پیدا کر دے کہ پھر زندہ ہو جائے، پھر تیرے لئے اپنے جان و مال کی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جائے عجب سرور و حضور کا عالم تھا، عجب ذوق و شوق کا وقت تھا، مسجد خیف میں تھوڑے لوگ جاگ رہے تھے' اطمینان سے نمازیں پڑھیں۔ بڑی سکینت معلوم ہوتی تھی۔ صبح کی اذان ہوئی، نماز ہوئی اور اپنی قیام گاہ پر آئے۔ اب منیٰ میں سے چل چلاؤ ہے، سب کا رُخ عرفات کی طرف ہے، دن چڑھے یہاں سے چلنا ہے، ہر ایک جانے کے اہتمام میں ہے، سواریوں کی بھی کشمکش ہے' یہی حج کے امتحان کے مواقع ہیں۔
لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ چھ میل کا فاصلہ ہے۔ تین میل پر مزدلفہ ملا، جہاں رات واپس آنا ہے' اور شب گزاری کرنی ہے' مگر ابھی ٹھہرنا نہیں، گذرتے چلے گئے' لیجئے عرفات آگیا' اللہ غنی! انسانوں کا ایک جنگل، جنگل میں منگل، کئی لاکھ انسان دو بے سِلی چادروں میں۔ شاہ و گدا ایک لباس میں، جہاں تک نظر کام کرتی ہے' خیمے اور شامیانے ہی نظر آتے ہیں، جو نظر آتا ہے دو سفید چادروں میں، معلوم ہوتا ہے آج فرشتوں نے اللہ کی یہ زمین بسائی ہے، سفید براق لباس، نورانی صورتیں، ذکر سے تر زبانیں، لبیک لبیک کی صدا گونجتی ہوئی اور پہاڑوں سے ٹکراتی ہوئی، انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا مجمع، لیکن نہ چپقلش، نہ کشاکش، روحانیت وانابت کی فضا چھائی ہوئی، اپنے خیمے میں اترے، جو لوگ مسجد نمرہ گئے۔ انھوں نے امام کے ساتھ ظہر اپنے وقت میں اور عصر ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھی اور ذکر و دعا میں مشغول ہوگئے۔

"الحج عرفہ" حج عرفہ کا نام ہے۔ عرفہ حج کا نچوڑ ہے، یہی حج کی قبولیت کے فیصلہ کا دن ہے، یہی دعاؤں کے مقبول ہونے کا وقت ہے، یہی دل کھول کر مانگنے کی جگہ اور زمانہ ہے۔ اللہ کے بندے ذکر و دعا میں مشغول ہو گئے، کسی نے قرآن مجید کھولا، کسی نے حزب الاعظم شروع کی، کوئی سجدہ میں گر گیا، کسی نے اپنی منتخب دعائیں اپنی یادداشت سے پڑھنا شروع کیں، جن تمناؤں کو چھپا چھپا کر رکھا تھا آج ان کو کھول کر پیش کر دیا۔ جن کو پہلے سے دعا کا سلیقہ تھا، آج وہ کام آیا، ذکر و سلوک صحبت، سب قوتِ دعا اور توجہ الی اللہ کو بڑھانے ہی کیلئے ہیں۔

سورج ڈھلا دھوپ ہلکی ہوئی، کوتاہ ہمت بھی جبل رحمت کی طرف بڑھے، معلم کا جھنڈا ساتھ کہ اگر چھوٹے تو شاید مکہ ہی میں ساتھیوں سے ملنا ہو، خیمے سے جبل رحمت کا فاصلہ میلوں کا نہیں، مگر پورے عالم اسلام میں سے گذر کر پہنچے۔ خدا جانے کتنے ملکوں کے علاقے راستے میں آئے، ان سفید پوش، کفن بردوش مہمانان دربار پر کیسا پیار آتا ہے، محبت کا جوش اٹھتا ہے، اپنے حج کا پتہ نہیں، مگر دل سے یہی نکلتا ہے کہ الٰہی سب کا حج قبول ہو۔ آج تیری رحمت سے کوئی محروم نہ رہ جائے۔ مصریوں کا بھی شامیوں کا بھی، مغربیوں کا بھی، یمنیوں کا بھی ترکوں کا بھی، افغانوں کا بھی، چینیوں کا بھی اور حبشیوں کا بھی اور ان سیاہ فام روشن دل تکرونیوں کے طفیل ہم غریب ہندیوں کا بھی۔

جبل رحمت پر سائلوں کا ہجوم ہے گویا بڑے پیلنے پر ملتزم کا نقشہ ہے۔ سوال و دعا کا غلغلہ بلند ہے، بھرائی ہوئی آوازیں اور گلوگیر صدائیں بیچ بیچ میں بے حس و سخت دل لوگوں کے دل میں بھی رقت اور گداز پیدا کرتی ہیں۔ سب اپنی اپنی دلی مراد مانگ

رہے ہیں، ہر قوم و ملک کے لوگ اپنی اپنی دعا میں مشغول ہیں۔ ہندوستانی مسلمان جن کے دل ہندوستان کے ۱۹۴۷ء کے واقعات سے چوٹ کھائے ہوئے ہیں، نرالی شان رکھتے ہیں۔ انھوں نے جب اپنے بھائیوں کے لئے اور اس ملک کے لئے دعا شروع کی جس نے سینکڑوں اولیا، محدثین و فقہاء، مجاہدین و شہداء اور اپنے اپنے وقت کے امام و مجدد پیدا کئے، جس نے اس پچھلے دور میں حدیث کی امانت کی حفاظت کی جس کے بعض بعض فرزند خدمت اسلام، فہم کتاب و سنت میں سارے عالم اسلام میں امتیاز رکھتے تھے تو ایک سناٹا چھا گیا اور سب کی نگاہیں اس لٹے ہوئے ہندی قافلہ کی طرف اٹھ گئیں۔

آفتاب غروب ہوا، جبل رحمت سے اپنے خیمہ کی طرف واپسی ہوئی، حج مبارک، اللہ تبارک و تعالیٰ حج مقبول کے برکات و ثمرات، انوار و آثار عطا فرمائے اور اس میدان میں پھر آنا نصیب کرے، سورج ڈوب گیا، جہاں جہاں سورج ڈوبا سب جگہ مغرب کی نمازیں ہو رہی ہیں اور جو نہ پڑھتا ہوگا وہ تارک الصلوٰۃ ہوگا، گنہگار ہوگا، لیکن اس میدان میں جہاں اللہ کے بلائے ہوئے مسلمان جمع ہیں جنھوں نے آج حج کا رکن اعظم ادا کیا ہے، وہ سب یہاں مغرب کی نماز چھوڑ رہے ہیں، لاکھوں میں سے کوئی نادان ہوگا جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہوگا، اللہ اکبر! یہی شہنشاہی کی شان ہے، جہاں چاہا حکم دیدیا، جہاں چاہا روک دیا، اور یہی بندگی ہے۔ نماز سے بھی ذاتی تعلق نہیں، آقا کے حکم کی اطاعت مقصود ہے۔ آج حکم ہے کہ مغرب کی نماز عشا کے ساتھ پڑھی جائے جنھوں نے کبھی ایک وقت کی نماز نہیں چھوڑی وہ آج خوشی خوشی چھوڑ رہے ہیں، عرفات والوں کے لئے آج نماز کی جگہ مزدلفہ اور مغرب کی نماز کا وقت عشا کو ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ

وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔

اب لاکھوں کی انسانوں کی یہ بستی یہاں سے تین میل پر منتقل ہو جائیگی، شہر کا اُجڑنا اور بسنا کچھ ہنسی کھیل نہیں، ایک شور قیامت برپا ہو، ایک طوفان بے تمیزی لیکن یہاں کچھ نہیں، حکم لایا تھا حکم لے جارہا ہے۔ غلاموں کی طرح آئے تھے غلاموں کی طرح جا رہے ہیں لیجئے خیمے اکھڑے، طنابیں ڈھیلی ہوئیں شامیانے طے ہوئے۔ دیکھتے دیکھتے یہ جیتا جاگتا شہر لق و دق میدان بن گیا جو جواں ہمت اور سواری کے پابند نہ تھے وہ آزادی سے وقت مسنون پر روانہ ہو گئے جو ضعیف اور عورتوں کی وجہ سے مجبور تھے ان کو سواری کی وجہ سے دقت پیش آئی اور انتظار کرنا پڑا، سواری کے آنے میں دیر ہوئی، ایک گھنٹہ گذرا، دوسرا، تیسرا، رات کے ۸ بجے، ۹ بجے، ۱۰ بجے، سواری نہ اب آتی ہے نہ تب، اب میدان میں جہاں تک نظر کام کرتی ہے ہمارے چھوٹے سے قافلہ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا لاریاں آتی ہیں اور نکل جاتی ہیں۔ کوئی ادھر کا رُخ نہیں کرتی۔ رات گذری چلی جارہی ہے مزدلفہ میں بسر ہونے والی رات کا خاصا حصہ عرفات ہیں گذرا جا رہا ہے۔ یا الٰہی کیا ہو گا کیا ہم یہیں رہ جائیں گے، کیا ہم مزدلفہ سے محروم رہیں گے، مستورات کا ساتھ، دن بھر کے تھکے ماندہ، معلم صاحب بھی عاجز و مجبور، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پیمانۂ صبر لبریز ہونے لگا۔ ڈرائیور پر غصہ، معلم پر خفگی، سب بے سود، آدھی رات ہونے کو آئی، خدا خدا کر کے لاری آئی، تیوری چڑھی، تلخ و تند لہجہ میں ڈرائیور سے محاسبہ کیا کہ کہاں اتنی دیر لگائی کیا، حاج کو اذیت دینا تم لوگوں کے نزدیک کار ثواب ہے؟ اس نے آسانی سے کہہ دیا کہ راستہ صاف نہ تھا، گھنٹوں میں پہلی کھیپ پہونچی اور بہ مشکل واپسی ہوئی، کہکر افسوس ہوا کاش کچھ نہ کہا ہوتا، اللہ کا شکر ادا کیا ہوتا، کہ اس نے آخر پہونچا دیا۔ اب بھی اگر لاری نہ

آتی تو کیا کرتے، یہی فرق ہے بڑوں میں اور چھوٹوں میں!

عرفات اور مزدلفہ کے درمیان خدا کی شان نظر آتی ہے۔ موٹروں اور لاریوں کا ایک بڑا سیلاب، اتنا بڑا سیلاب زندگی بھر نہیں دیکھا۔ سب کو پہنچنے کی جلدی مگر کوئی حادثہ نہیں، لیجئے مزدلفہ پہنچ گئے، ایک میدان میں کئی لاکھ مسافر اترے ہوئے اطمینان کی جگہ کا کیا سوال، جہاں موقع مل جائے غنیمت ہے، ایک جگہ سامان جمع کر کے درمیان میں لیٹ رہے، کچھ دیر کے بعد آنکھ کھلی، سارا میدان جگمگا رہا تھا، مزدلفہ ہنستا ہوا معلوم ہوتا تھا، کیا خیر و برکت کی رات ہے، جو وقت مل جائے غنیمت ہے، لوگوں نے صبح سے پہلے ہی روانہ ہونا شروع کر دیا۔ ناواقفیت اور جہالت اور اسی کے ساتھ جلد بازی بھی ایک مصیبت ہے۔ یہاں کی سنت صبح ہونے کے بعد یہاں سے چلنا ہے، مگر لوگوں کو منیٰ میں جلد پہنچنے کی ہیبت اور لاری والوں کا بیگار ٹالنا، تاریکی اور ناواقفیت میں مشعر حرام کا تو پتہ نہ چل سکا جہاں دعا کرنا مسنون ہے اور قرآن مجید میں صاف طور پر ہے "واذکروا اللہ عند المشعر الحرام" جب اجالا ہو گیا تو پتہ چلا اور اس مسجد میں جا کر جو جبل قزح کے پاس ہے کچھ دیر دعا کی، پھر کنکریاں چنیں اور ساتھ لیں اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے

ایک دن کا اجڑا منیٰ اللہ کے حکم سے پھر آباد ہے، آج دسویں ذی الحجہ ہے یعنی عین عید الاضحیٰ، آج تمام روئے زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں یہیں کی یادگار کے طور پر عید کی نماز پڑھی جا رہی ہو گی، لیکن اللہ کی شان یہاں عید کی نماز نہیں، کسی کو خیال بھی نہیں، منیٰ کی عید یہی ہے کہ رمی کی جائے، قربانی کی جائے، بال منڈائے یا کترائے جائیں، احرام کھول دیا جائے۔ لیجئے حج تمام ہوا، اللہ قبول کرے۔

منیٰ پہنچ کر پہلا مرحلہ یہ تھا کہ جمرۃ العقبہ کی رمی کی جائے یعنی کنکریاں ماری جائیں

اگر دل میں سیدنا ابراہیم کی محبت، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی اطاعت کا جذبہ اور اپنے دشمن حقیقی سے نفرت کا جوش ہو تو رمی عجب بہار کی چیز ہے، عجب عبادت ہے اور اگر یہ کیفیات اتفاقاً نہ ہوں یا ان کا استحضار نہ ہو تو بھی حکم الٰہی کی اطاعت کسی حال میں فائدے سے خالی نہیں۔

رمی جمرات کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں پڑھی تھی۔ اس کے مقاصد وحکم حج کے سفرناموں میں دیکھے تھے، لیکن اس کا صحیح تصور اور نقشہ ذہن میں بالکل نہ تھا۔ جمرات کی کیا صورت ہے، رمی کس طرح ہوتی ہے کچھ اندازہ نہ تھا۔ منیٰ پہنچ کر رمی کی فکر ہوئی۔ دوستوں میں جو لوگ پہلے سال حج کر چکے تھے ان کو لے کر جمرۂ اخریٰ پر پہنچے۔ آج دسویں کو صرف اسی جمرہ کی جو سب سے آخر میں ہے، رمی کرنا ہے۔ رمی کرنے والوں کا ہجوم تھا۔ ایک حوض سا بنا تھا، اس کے اوپر ایک لکڑی لگا رکھی گئی تھی، تاکہ دور والوں کو اندازہ ہو سکے، حوض میں کنکریوں کا ڈھیر تھا۔ بعض لوگوں نے غصہ میں جوتے بھی مارے تھے، بعض سادہ دل لوگوں میں نفرت وعداوت کا وہی جذبہ تھا جو اپنے دشمن سے ہوتا ہے۔ بعض مصریوں کو سنا گیا کہ بڑے غصہ سے مارتے اور کہتے تھے کہ تو پھر پریشان کرے گا، پھر گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا!

مجمع بہت تھا، اگر کوئی نظم کیا بھی جاتا تو مشکل تھا، کام صرف کنکریاں پھینکنا تھا مگر اس عمل میں بھی ایک عبادت اور سنجیدگی کی شان تھی۔ اہلِ ذوق کو بھی اس میں خاص حظ اور کیف محسوس ہو رہا ہوگا۔

زوال سے پہلے پہلے الحمد للہ رمی سے فارغ ہو گئے۔ تلبیہ موقوف ہو گیا۔ اب قربانی کا مرحلہ باقی تھا، احرام کھولنا اس پر موقوف تھا، مذبح میں جانور تلاش کرنا، طے کرنا اور

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے چلے تو شیطان سب سے پہلے اس جگہ ملا اور اس نے ان کو اس ارادے سے باز رکھنا چاہا حضرت ابراہیمؑ نے اس کو سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا آگے بڑھ کر پھر دوسرے جمرے کی جگہ نظر آیا، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر گھس گیا، پھر جمرۂ اولیٰ کی جگہ نظر آیا، پھر اس کے سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ زمین میں گھس گیا۔[1] حضرت ابراہیمؑ نے ہر عمل پیغمبرانہ اخلاص اور عاشقانہ کیفیت کے ساتھ کیا تھا۔ وہ اللہ سے پہلے مانگ چکے تھے کہ

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝	میرا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھ!

اور فرما دیا گیا تھا:۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ	ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (والصّٰفّٰت ۴۷)	سلام ہو ابراہیم پر۔

اس لئے اللہ نے ان کے ہر فعل کو زندگی سجاودان بخشی اور اس کی یادگار باقی رکھی۔ آج ان افعال کی نقل میں بھی عشق کی کیفیت اور زندگی و تازگی ہے، بشرطیکہ دل محبت و عظمت اور ایمانی کیفیات سے بالکل خالی نہ ہو، حج کی ہر چیز میں عاشقانہ کیفیت اور محبوبانہ ادا ہے۔ سعی و طواف تو عشق و جذب کی کھلی نشانیاں ہیں، مگر یہ رمی (کنکری مارنا) بھی عجیب پیاری ادا ہے۔ عاشقیت محبوبیت توام ہیں، سچے عشق کے ساتھ جو چیز کی جائے گی اس پر اہل دل کو پیار ہی آئے گا۔ رمی کرتے وقت

---

[1] صحیح ابن خزیمہ

قربانی کرنا آسان کام نہ تھا۔ یہ بھی حج کے مجاہدات میں سے ہے۔ الحمدللہ یہ مرحلہ بھی آسان ہوا۔ بال منڈائے اور احرام اتار دیا۔

ابھی حج کا ایک رکن باقی تھا۔ وہ طواف زیارت ہے۔ دسویں ہی کو عصر کے وقت مکہ معظمہ گئے۔ مکہ معظمہ کی بڑی آبادی آج منیٰ میں تھی اور ابھی دو تین دن رہے گی۔ جو لوگ نظر آرہے تھے اکثر طوافِ زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے، پھر بھی مطاف خالی نہ تھا اگرچہ پہلے کا سا ہجوم نہ تھا۔ ہم نے سعی طواف قدوم کے ساتھ کرلی تھی۔ اس لئے آج سعی کرنی نہ تھی۔ طواف سے فارغ ہو کر منیٰ واپس آگئے۔

اب یہاں کی ہر رات اور ہر دن حاصل عمر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایک ایک گھڑی غنیمت سمجھیں اور غفلت کا کوئی لمحہ گذرنے نہ دیں۔ یہی دن ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں صراحتہً حکم ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ	پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ داداؤں کو، بلکہ اس سے زیادہ یاد
(البقرہ ع ۔ ۲۵)	

اور آگے فرمایا کہ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ	اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے۔
(البقرہ ع ۔ ۲۵)	

اس لئے یادِ الٰہی میں جتنا انہماک اور عبادت میں جتنی مشغولیت ہو کم ہے، مگر افسوس کہ اس کا حق بالکل ادا نہ ہو سکا اور اس میں شدید کوتاہی رہی۔ بے تکلف دوستوں کا مجمع، کھانے پینے کی ہماہمی، عمر بھر کی غفلت کی عادت بڑا وقت ہنسنے بولنے اور

کھانے پینے میں گزر جاتا، ناظرین کرام سے کہنے کو جی چاہتا ہے ؏

من نہ کردم شما حذر بکنید

یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ بہت سے حجاج نے اس قیمتی اور مختصر وقت کے اندر ہی جہازوں کی تحقیقات اور سفر کے منصوبے شروع کر دیئے، جو وقت قیام سے فائدہ اٹھانے میں گزرنا چاہیئے تھا وہ سفر کے دھیان اور تصور میں گزرنے لگا۔

ان دنوں میں کھانا پینا اور خصوصاً قربانی کا گوشت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت سمجھ کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھ کر "ھٰذہ ایام اکل وشرب" یہ کھانے پینے کے دن ہیں ثواب و عبادت سے خالی نہیں۔ یہ بھی اچھی طرح مشاہدہ اور تجربہ کیا ہے کہ اس ارشاد کو سامنے رکھ کر کھانے پینے سے کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔

تیرھویں تک ٹھہرنا ہے۔ دن میں حج کے سلسلہ کا ایک ضروری کام یہ ہے کہ رمی روزانہ کی جائے۔ پہلے دن (دسویں کو) صرف جمرۂ عقبیٰ کی رمی کی گئی تھی۔ اب جمراتِ ثلٰثہ کی رمی روزانہ ہوگی۔ دسویں کو زوال سے پہلے پہلے رمی مسنون ہے اور گیارہویں، بارہویں، تیرھویں کو (اگر تیرھویں کو ٹھہرنا ہو) زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر رمی کا حکم ہے۔ اول جمرۂ اولیٰ کی (جو مسجد خیف کے متصل ہے) پھر جمرۂ وسطیٰ کی، پھر جمرۂ اُخریٰ کی۔[1]

تیرھویں کو منیٰ سے جانے کا عزم ہے، ان دنوں میں بشدت اس کا احساس ہوتا ہے کہ منیٰ کے کم سے کم یہ تین دن دینی دعوت اور تعلیم و تربیت کے مغتنم ترین دن ہیں جو مجموعی طور پر عالمِ اسلام کو اتنے بڑے پیمانہ پر کبھی میسر نہیں آسکتے، عالمِ اسلام کا

---

[1] رمی کے مفصل احکام کتب مناسک میں دیکھے جائیں۔ ۱۲

ایک بہترین نمائندہ مجمع جو راہِ خدا میں نکلا ہوا ہوتا ہے، جس میں اتنے دنوں کے مجاہدہ، تعلقات و مشاغل سے انقطاع، فاسد ماحول سے بے تعلقی، حج کے انوار و تاثیرات کی وجہ سے دین کے جذب و قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو چکی ہوتی ہے اور دین و عبادت ہی کے لیے اس کا قیام ہوتا ہے، اگر اس وقت سے فائدہ اٹھایا جائے تو برسوں کا کام چند دنوں میں اور ہزاروں میل کا سفر ایک مختصر سے رقبہ میں طے ہو جائے۔ ایک جہاز پر اگر ایک ملک یا چند صوبوں کا قافلہ ہوتا ہے اور اس کے اوقات دین اور علم دین کے لیے فارغ ہوتے ہیں تو منیٰ کے میدان میں پورے عالم اسلام کا کارواں اترا ہوا ہوتا ہے اور دین کے لیے فارغ۔

مگر صد حیف کہ ایسی فرصت سے دینی تعلیم و تربیت اور اسلامی دعوت کا فائدہ قطعاً نہیں اٹھایا جاتا۔ ہماری زندگی کی چول اپنی جگہ سے ایسی ہٹی ہوئی ہے کہ کسی چیز سے بھی ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ صرف منیٰ کے قیام کے یہ دن اور حجاج کا مجمع ایسا تھا کہ اس سے پورے عالمِ اسلام میں دین کی روح پھونکی جا سکتی تھی اور دعوت کا جذبہ پیدا کیا جا سکتا تھا۔ یہ مجمع ایک بادِ بہاری تھا جو سارے عالم میں دینی دعوت و اصلاح کے بیج بکھیر سکتا تھا اور دین کے ہزاروں چمن کھلا سکتا تھا۔ پچاس حکومتیں، ہزاروں انجمنیں، سینکڑوں اخبارات و رسائل، لاکھوں مبلغ و داعی وہ کام نہیں کر سکتے جو منیٰ کی ایک منظم دعوت اور ایک تربیت یافتہ جماعت کر سکتی ہے۔ یہ پہلے بھی سب حج کے ثمرات و منافع میں داخل تھا۔ لیشہدوا منافع لھم کا مفہوم اتنا تنگ نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو آخری عالمگیر وصیت فرمائی ہے، وہ عرفات و منیٰ کے میدان ہی میں فرمائی۔ عرفات و منیٰ کا مخاطب

مجمع ہی اس کی صلاحیت رکھتا تھا کہ فرمایا جاتا۔

لیبلغ الشاھد الغائب	دیکھو جو موجود ہے وہ میری یہ باتیں ان
فرب مبلغ اوعیٰ من سامع	تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں، اکثر
------------	ایسا ہوتا ہے کہ جو بالواسطہ سنتا ہے وہ
------------	اپنے کانوں سے سننے والے سے زیادہ
------------	سمجھنے والا اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے

حج ہی کے موقع پر سورۂ براءت کی ابتدائی آیات اور مشرکین کے احکام کا اعلان ہوا، حج ہی کے موقع پر ایک خلقت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دین کی تعلیم حاصل کی، حج ہی کے موقع پر بلاد و امصار کے طالب علم دین سیکھنے، احکام معلوم کرنے، حدیث سننے جمع ہوا کرتے تھے۔ حج آج بھی عالم اسلام میں زندگی کی لہر پیدا کر سکتا ہے، حج ہی کے ذریعہ اس بھٹکے ہوئے قافلہ کو اپنی گم کردہ منزل نظر آسکتی ہے اور "معمار حرم" کو "تعمیر جہاں" کا بھولا ہوا کام یاد آسکتا ہے، حج اصلاح و انقلاب کی ایک عظیم الشان طاقت ہے مگر کاہلی اور نادانی سے یہ طاقت بہت کچھ ضائع ہو رہی ہے، ہر سال ضائع ہوتی ہے اور برسہا برس سے ضائع ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات میں کمی نہیں، مگر ہماری طرف سے ناقدری میں بھی کمی نہیں۔ اگر کسی زندہ اور صاحب عمل قوم کو یہ موقع حاصل ہوتا اور اس کو ہر سال بلا کسی جدوجہد اور مادی ترغیب کے محض دینی کشش اور اخروی نفع کی بنا پر یہ عالمگیر اجتماع میسر ہوتا تو وہ تمام عالم میں انقلاب پیدا کر سکتی تھی اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اپنا پیغام پہنچا سکتی تھی۔ دنیا کی بہت سی قومیں جو نبوت اور وحی الٰہی کی عطا کی ہوئی دولتوں سے محروم ہیں، حج کے

اس بین الاقوامی اجتماع کو جس میں ہر حصۂ زمین سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمان اپنا خرچ کر کے اور راستہ کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے شوق سے جمع ہوتے ہیں، رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں، ان کو اپنی چھوٹی چھوٹی مجلسوں کے لئے لاکھوں روپئے خرچ کرنے پڑتے ہیں، طاقتور پروپیگنڈا کرنا پڑتا ہے، پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان کے ساتھ دینی کشش اور روحانی جذب نہیں، لیکن مسلمانوں کو اس نعمت کی دولت کی قدر نہیں۔

تعلیم و تربیت، دینی تذکیر و دعوت، حج کا ضمنی اور ثانوی فائدہ ہے، لیکن کسی طرح نظر انداز کرنے کے قابل نہیں، خصوصاً اس عہد میں کہ اس کی ضرورتیں بے حد بڑھ گئی ہیں، اگر کسی ایک ملک کے مسلمانوں میں بھی کسی درجہ کا عزم اور نظم پیدا ہو جائے اور اس کام کے لئے وہ ضروری تیاری کر لیں، مخلص، دردمند، صاحب علم داعی کسی تعداد میں بھی فراہم ہو جائیں اور عالم اسلام کی دو چار زبانوں خصوصاً عربی پر اتنی قدرت حاصل ہو کہ وہ اس میں دعوت کا کام انجام دے سکیں، ان کے پاس دعوت کا ضروری سامان بھی ہو، عالمِ اسلام کے لئے پیغام، اس کے اصل امراض و مصائب کی تشخیص اور ان کا صحیح علاج، دین کی طرف بازگشت کی دعوت، امت کی نشأۃ ثانیہ کا راستہ، امت کا اصل محل و مقام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اس امت کے ظہور کا مقصد اسلام اور عالم انسانی کا رشتہ، آخرت کی دنیا پر ترجیح، صحابۂ کرام اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے حقیقی اوصاف و اخلاق۔

ان مضامین پر خود بھی تیار ہوں اور ان کے پاس ان حقائق کو ذہن نشین کرنے کے لئے اور بعد تک یاد دہانی کرنے کے لئے مختصر رسائل و مطبوعہ مضامین بھی ہوں۔ ایک ایسی

بھی ہو (عارضی)، جہاں وہ منتخب لوگوں کو بیٹھنے گفتگو کرنے اور مطالعہ کرنے کی دعوت دے سکیں اس لئے کہ اتنے وسیع اجتماع میں وہ ہر جگہ نہیں پہنچ سکتے ۔ دینی زندگی پیدا کرنے کے لئے ان کے پاس ایک نظامِ عمل بھی ہو جس کا تجربہ ہر ملک میں کیا جا سکے، تو منیٰ کے اس سہ روزہ قیام سے محیر العقول فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

دوسرے ممالک کے علاوہ خود ہندوستانی حجاج کی ہزاروں کی تعداد ملے گی جن کے پاس وقت گزارنے کے لئے لایعنی باتوں یا فرائض کے بعد کھانے پینے کے سوا کوئی مشغلہ نہیں، ان میں بہت بڑی تعداد دین کے ابتدائی اصول وارکان سے اگر ناواقف نہیں تو غافل ضرور ہو گی اور کم سے کم ان کی دعوت و تذکیر اور ان کے احیاء و ترویج کے لئے جد وجہد سے ضرور غافل ہے ان سب کو اس طرف متوجہ کرنا بہت بڑا کام ہے اور اس کام کے لئے منیٰ اور مکہ معظمہ سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس کام میں سو فیصدی بلکہ شاید پچاس فیصدی کامیابی بھی یقینی نہیں، داعیوں اور کارکنوں کی کمی، ان کی بے سروسامانی، مجمع کا پھیلاؤ، وقت کی قلت، انتشار و پراگندگی، ناواقفیت و اجنبیت، یہ اور بہت سی چیزیں جو تجربہ کے بعد علم میں آئیں گی کامیابی کے راستے میں حائل ہیں لیکن اگر عظیم الشان کام میں دس فیصدی کامیابی کا بھی امکان ہو بلکہ سر دست کوئی امکان نہ ہو تو بھی ہر قیمت پر یہ سودا سستا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کی اس میں قوی امید ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے قریبی نسبت ہے۔ ؎

اگر ایں سودا بجاں بودے چہ بودے

کاش اس کو مسلمان اپنی ضروریات میں شامل کر لیتے ۔ کاش اس کے لئے کچھ اہل ہمت

کچھ اہل توفیق تیار ہو جاتے، کاش ہمارے یہ معروضات دلوں میں کچھ آمادگی پیدا کر سکتے۔

آیئے منیٰ کے اس قیام سے فائدہ اٹھائیں اور ذرا دیر کے لئے عقبہ چلیں یہاں مدینے کے انصاریوں نے پہلے پہل حضورؐ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی، اس کی حمایت و نصرت کا عہد کیا اور یہاں حقیقتہً ہجرت اور مدنی زندگی کی داغ بیل پڑی، اسلام کی تاریخ میں اور عالم اسلامی کے طویل و عریض رقبہ میں یہ چند گز زمین بڑی حرمت و قیمت رکھتی ہے سچ پوچھئے تو بدر کی فتح کا سنگ بنیاد یہیں رکھا گیا۔ تاریخ اسلام کا افتتاح یہیں ہوا عالم اسلام کی تاسیس یہیں عمل میں آئی۔ یہی وہ موقع ہے جہاں اللہ کے نبیؐ سے جو سارے حج کے مجمع سے مایوس ہو رہا تھا، یثرب کے بارہ آدمیوں نے چھپ کر بیعت کی اور اپنی خدمات پیش کیں۔ اگلے سال اسی جگہ تہتر مرد اور دو عورتوں نے بیعت کی اور حضورؐ کو اہل مدینہ کا پیام شوق پہنچایا اور مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی، حضورؐ نے فرمایا کیا تم دین کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کرو گے اور جب میں تمہارے شہر میں جا بسوں کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی مانند کرو گے، مدینہ والوں نے پوچھا ایسا کرنے کا معاوضہ ہم کو کیا ملے گا؟ فرمایا بہشت! اہلِ مدینہ نے دریافت کیا کہ اے خدا کے رسولؐ ہماری تسلی فرما دیجئے کہ حضور ہم کو کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے، فرمایا نہیں! میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس پر ان حضرات نے بڑے جوش و سرور کے ساتھ بیعت کی۔

یہ جگہ مکہ اور منیٰ کے راستہ میں ہے اور جمرۂ اخریٰ سے کچھ دور نہیں، آپ اس سے آتے جاتے گزرتے ہوں گے اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ مکروہ وقت نہیں ہے، آیئے اب ہم بھی دو چار رکعت نفل پڑھیں۔ اس جگہ اللہ کے بہت سے مخلص بندوں نے اپنے مالک سے بندگی کا عہد و پیمان تازہ کیا اور اپنے رفیقوں کے ساتھ اسلام کی خدمت و نصرت کا عہد کیا۔

کیا[1]۔ آئیے ہم بھی اللہ سے دعا کریں کہ ہم کو اسلام کی خدمت، اعلاء کلمۃ اللہ کی کوشش اور سنّتِ نبوی کے احیاء کی جدوجہد کے لئے قبول فرمائے اور ان صادقین کے طفیل صدق و اخلاص کی دولت سے کوئی حصّہ عطا فرمائے۔

آج ذی الحجہ کی تیرھویں ہے اور منیٰ کے قیام کا آخری دن، عارضی آبادی کا ایک حصّہ کل جا چکا باقی آج جا رہے ہیں، خیمے اکھڑ رہے ہیں۔ شامیانے لپیٹے جا رہے ہیں سامان بار ہو رہا ہے، منیٰ پر آخری نگاہ ڈالئے اور مکہ معظمہ کا رُخ کیجئے۔ رہے نام اللہ کا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

مکہ معظمہ میں داخل ہو گئے، حرم میں نماز پڑھئے اور طواف کیجئے، بیت اللہ کو دیکھئے اور دیکھتے رہئے۔ ہر وقت اس کا نیا جمال اور نئی شان ہے۔

کعبہ را ہر دم تجلّی می فزد
این ز اخلاصات ابراہیم بود

اتنے دن سے اس کو دیکھ رہے ہیں مگر جی نہیں بھرتا، نگاہ نہیں تھکتی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ذاتِ عالی کے جمالِ جہاں آرا کا کیا حال اور اس کی دید کی کیا مسرّت و لذت ہو گی۔

آپ بشکر حج سے فارغ ہو گئے، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپکے اعزہ اور دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے مبارک فرمائے اور آپ کو بار بار لائے۔ مناسکِ حج میں سے کوئی رکن، کوئی فریضہ اور واجب باقی نہیں رہا، آپ آج اگر حرم سے چلے جائیں تو کوئی

---

[1] حضرت سید احمد شہیدؒ نے بھی اپنے حج کے موقعہ پر اس جگہ دین کے لئے سرفروشی و جانبازی پر اپنے ساتھیوں سے بیعت لی تھی اور اللہ سے عہد کیا تھا۔

فقیہ آپ کو ٹوک نہیں سکتا، آپ کا حج مکمل، مناسک حج سب تمام لیکن یہاں سے جانے کی ایسی عجلت کیوں ہے؟ یہاں کا قیام آپ پر خدانخواستہ بار کیوں ہونے لگا، اعزہ کی یاد مسلّم، وطن کی کشش برحق، دوستوں اور عزیزوں کی ملاقات سر آنکھوں پر لیکن یہاں جو لمحہ گذر جائے غنیمت اور حاصل زندگی، مجبوری کی بات اور ہے مگر اپنی طرف سے جلد سے جلد چلے جانے کا اہتمام اور وطن کا اتنا شوق کہ پر لگ جائیں اور اڑ کر پہنچ جائیں، اتنی بے مروّتی سمجھ میں نہیں آتی، اپنے لئے طواف کیجئے، اپنے مرحوم، دوستوں، عزیزوں، استادوں محسنوں، رفیقوں اور ساتھیوں کے لئے کیجئے، تنعیم جائیے اور عمرہ لائیے، زمزم سے خوب سیراب ہو جیئے حرم شریف میں نمازیں پڑھیئے اور ہر نماز میں لاکھ نمازوں کا ثواب پائیے۔ قرآن مجید کی تلاوت کیجئے۔ ہمت ہو تو غار حرا کی زیارت کیجئے، فرصت ہو تو غریب محلوں اور تکرونیوں کی آبادی میں جا کر ان کی دینی حالت دیکھیئے، ان سے خود استفادہ کیجئے اور اگر آپ سے کوئی دینی فائدہ پہنچ سکے تو اس سے دریغ نہ کیجئے۔ مکہ معظمہ کے اہل علم و فضل سے ملاقاتیں کیجئے، حرم میں اب حجاج کا ہجوم نہیں، حجر اسود کا باطمینان استلام کیجئے، رکن یمانی کے پاس حطیم کے اندر، مقام ابراہیمؑ پر شوق سے نوافل پڑھیئے۔ جتنے ارمان باقی رہ گئے ہوں سب نکالیئے اور سب شوق سے پورے کیجئے۔

اب اگر صدائے رحیل بلند ہو گئی اور جانا ٹھہر گیا تو طواف وداع کیجئے اور بیت اللہ اور حرم شریف سے رخصت ہو جیئے۔ جدہ میں اگر جہاز میں اتفاقاً دیر ہو اور آپ مکہ معظمہ واپس نہ آسکیں تو ان حجاج میں جو جہازوں کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کسی طرح وقت گزاری کر رہے ہیں، چل پھر کر اور مل جل کر پھر دینی ضروریات و احکام کی طرف ان کو متوجہ کیجئے مگر خود ان کے حقوق اور ان کے احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے، آپ اگرچہ حج میں ان کے شریک ہیں مگر اس سے ان کے حج کا احترام آپ کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، کسی کلمہ سے انکی

تنقیص یا ان کی دل آزاری نہ ہو۔

جہاز تیار ہے، بسم اللہ کرکے سوار ہوئیے، واپسی ضرور ہے، سفر بے شک وطن کی طرف ہے لیکن یہ یاد رہے کہ واپسی اللہ کے گھر سے ہے اور آپ حج کی ذمہ داریوں کے ساتھ واپس ہو رہے ہیں، نمازوں کا اہتمام، ذکر میں مشغولیت، رفیقوں کا خیال، ساتھیوں کے لئے ایثار کا جذبہ، اپنی کوتاہیوں پر ندامت و استغفار پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کی دینی خدمت و رفاقت کا موقع دوبارہ عطا فرمایا ہے، پھر اس موقع سے فائدہ اٹھائیے اور اپنے حج کو قیمتی بنا لیجئے۔

اچھا اب رخصت، یہ نوشتہ کیا عجب ہے کہ ہم سے زیادہ خوش قسمت ہو کہ سفر حج میں آپ کے ساتھ ہو اور حرمین میں اس کو آپ کی رفاقت کی سعادت حاصل ہو اور خدا کی قدرت و رحمت سے بعید نہیں کہ آپ کو اس سے کچھ کام کی بات ہاتھ آجائے، اگر یہ نہ ہو تو بھی ایک ادنیٰ و نااہل رفیق کا بھی حق ہوتا ہے، حجاج کو اپنے اس سامان سے بھی انس ہو جاتا ہے جو اس سفر سعادت میں ساتھ ہو، یہ بھی نہیں تو اخوت اسلامی کا حق ضرور ہے، ان حقوق کی بنا پر اور بغیر کسی حق کے لوجہ اللہ یہ درخواست ہے کہ راقم سطور، اس کے والدین، اعزہ و احباب محسنین اور اس مجموعہ کے مرتب و معاونین کے لئے مواقع قبولیت پر دعا فرمائی جائے ۔

عرض نقشیست کز ما یاد ماند   کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے ز رحمت   کند بر حال ایں مسکیں دعائے

وداعِ کعبہ

حضرت عروج قادری

رخصت اے رکن یمانی رخصت اے سنگ سیاہ　　یاد رکھنا میرے آنسو یاد رکھنا میری آہ

اے حطیم پاک رخصت تجھ سے بھی ہوتا ہوں میں　　لب پہ آہ سرد ہے دھنستا ہوں سر رو رہا ہوں میں

رخصت اے میزاب رحمت الوداع اے بام و در　　رخصت اے دیوار کعبہ الوداع اے پاک گھر

الوداع اے رکن شامی الوداع اے مستجار　　چھبتے ہیں دل میں کانٹے ہو رہا ہوں بیقرار

چھوٹ کر سب سے چلا ہوں رخصت اے رکن عراق　　مختصر یہ ہو رہا ہے ہجر کعبہ دل پہ شاق

الوداع اے باب کعبہ الوداع اے ملتزم　　یاد رکھنا گریۂ شب، نالہ ہائے صبح دم

آ لپٹ لوں خوب تجھ سے آج با قلب حزیں　　جانے تجھ سے پھر لپٹنا ہے کہ قسمت میں نہیں

الوداع اے حفرۂ جبریل رخصت اے مطاف　　چھوڑتا ہوں ہاتھ سے با چشم پر نم، بے خلاف

زمزمی رحمت ہو تجھ پر میں تو اب واپس چلا　　روبروئے کعبہ مجھ کو کاسۂ آخر پلا

الوداع اے چاہِ زمزم رخصت اے آبِ طہور　　تجھ کو پینا دل کی ٹھنڈک دیکھنا آنکھوں کا نور

اے الٰہ الخلق، رب البیت، رب دو جہاں　　یہ دعا ہے آخری میری کہ پھر لانا یہاں

پڑھ چکا میں آخری جب واجب خلف المقام

ذرے ذرے کو کہا میں نے وداعی السلام

سلام

از حضرت عروج قادری

شفاعت کا تاج معلق ہے سر پر
سلام آپ پر شافعِ روزِ محشر

سلام آپ پر اے نبی مکرم
سلام آپ پر اے رسولِ مطہر

سلام آپ پر چارہ سازِ غریباں
فقیروں کے مونس غریبوں کے یاور

امیروں، غریبوں، فقیروں کے آقا
سلام آپ پر دونوں عالم کے سرور

حبیبِ خدا وجہ تخلیقِ عالم
سلام آپ پر صاحبِ حوضِ کوثر

سلام آپ پر تا قیامِ قیامت
محمدؐ، رسولِ خدا، ماہِ انور

مزارِ مقدس پہ ہر آن و ہر دم
صلوٰۃ کثیر و سلامِ مکرر

سلام ایک بھی گر ہو مقبول شاہا
چمک جائے تقدیر کا میری اختر

میں ہرگز نہیں منہ دکھانے کے لائق
کرم آپ کا کھینچ لایا یہاں پر

وہ رحمت جو ہے عام دنیا کی خاطر
پکڑ کر وہی مجھ کو لائی یہاں پر

ادھر دیکھیے رحمتِ دین و دنیا
میں نادم ہوں اپنے گناہوں کے اوپر

ڈھلکتے ہیں آنسو مری چشمِ تر سے
نظر اک تلطف کی اے مہر گستر

بہت دور سے چل کے آیا ہوں آقا
نگاہِ کرم کیجیے میرے اوپر

یہ آنکھوں سے کیسی جھڑی لگ رہی ہے
یہ کس کی محبت ہے سینے کے اندر

تنعّم آیا جرح قلبی تنعّم
تنشّر آیا دٍر دمعی تنشّر

یاد رکھنے کی چند باتیں

(از جناب مولینا محمد ادریس صاحب ندوی نگرامی مرحوم)

حج کے سلسلہ میں بعض امور کا استحضار راقم سطور کے تجربہ میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ سطور ذیل میں ان امور کو درج کیا جاتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ خدا کے کسی دوسرے بندے کو بھی اس سے فائدہ پہنچے اور اس کی زبان سے کسی وقت دعائے خیر نکل جائے۔

(۱) مسافران حرم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا مہمان قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ میں ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہ:۔

"حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ وہ بخشش چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بخشتے ہیں۔"

(مشکوٰۃ شریف کتاب المناسک)

جس طرح میزبان کے ذمہ مہمان کے حقوق ہیں اسی طرح مہمان کے ذمہ میزبان کے بھی حقوق ہیں اور ان کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ اگر حجاج اس نکتہ کو یاد رکھیں اور مہمانی کے اس عظیم شرف کا خیال رکھیں تو انشاء اللہ حج کے پورے زمانے میں عجیب لذت پائیں گے۔ حج کے مسائل، اس کے شرائط، ارکان و آداب در حقیقت یہی وہ حقوق ہیں جو حق تعالیٰ کے مہمان ہونے کی حیثیت سے حجاج کے ذمہ عائد ہوتے ہیں۔ محض

خشک مسئلوں کی حیثیت سے نہیں! بلکہ حق تعالیٰ کے مہمان ہونے کی خیال سے ان پر عمل کرنا اور ان کا لحاظ کرنا بے حد نفع بخش ہوتا ہے۔

(۲) حج کے تمام اعمال کا مقصد اور حاصل خدا کی یاد ہے، حج کے اعمال بجا لانے کے وقت اگر اس اصولی بات کو یاد رکھا جائے تو انشاء اللہ یہ ظاہری اعمال باطن میں بھی کچھ ذوق پیدا کریں گے۔ حضرت نبی کریم کا ارشاد ہے:۔

"کعبہ کا طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی اور رمی جمار (کنکریوں کا پھینکنا) صرف اللہ کی یاد کے لئے ہے"

(ابوداؤد، ترمذی)

فرض کیجئے کہ ایک ایسا شخص ہے جو حج کے ان اعمال کو پورا کرتا ہے، مگر اس کا دل خدا کی یاد سے خالی ہے تو وہ اس شخص کا مقابلہ برکات و ثمرات کے اعتبار سے کیسے کر سکتا ہے جس کی ہر حرکت یادِ الٰہی کی برکت اپنے اندر رکھتی ہے۔

(۳) اس سے ملتی جلتی ہوئی یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اعمال حج میں قدم قدم پر توحید کا اعلان ہے جب حاجی احرام باندھتا ہے تو تلبیہ پڑھتا ہے۔ تلبیہ میں کھلا ہوا اعلان حق تعالیٰ کی توحید اور ردِّ شرک کا ہے۔ ملاحظہ ہو!

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ	میں حاضر ہوا ہوں خداوندا تیرے حضور میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں اور ملک و بادشاہت تیری ہی ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جب خانہ کعبہ پر نظر پڑتی ہے تو حاجی کہتا ہے کہ "اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" (خدا سب سے بڑا ہے، خدا کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، خدا سب سے بڑا ہے)

طواف شروع کیجئے تو نیت کے وقت پڑھیئے بسم اللہ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ولله الحمد (خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں، خدا سب سے بڑا ہے، خدا کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ تمام تعریفیں خدا ہی کے لیے ہیں)

مقام ابراہیمؑ میں نماز پڑھیئے تو بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھیئے، یہ دونوں صورتیں اصولی طور پر توحید کا اعلان اور شرک کی تردید کرتی ہیں۔

صفا اور مروہ کی سعی کے لیے جایئے تو دونوں پہاڑوں پر جاکر سب سے پہلے پڑھیئے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

منیٰ جایئے یا عرفات کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیئے۔ عرفات جایئے تو وہاں کے لئے بھی بہترین دعا یہ بتلائی گئی ہے :۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ یہ دعا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی ہے۔ عرفات میں —!

بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت عرفات میں تلاوت فرمائی۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا	خدا نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی
هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ	بندگی کے لائق نہیں اور گواہی دی)
قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	فرشتوں نے اور اہل علم نے جو انصاف کیے
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ	ہیں (کہ) کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ مگر
	وہی اللہ جو عزت والا ہے اور حکمت والا ہے۔

رمی جمرات کے وقت بھی کہیے کہ

بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر رغمًا للشیطان ورضًا للرحمٰن

(میں اللہ کا نام لیکر (کنکری) مارتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔
میں کنکری مارتا ہوں) شیطان کو رسوا کرنے کے لئے اور رحمٰن
کو خوش کرنے کے لئے۔

ان سب باتوں پر غور کیجئے اور یہ سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ ہر موقع پر کس طرح توحید کا اقرار اور اعلان ہے، ضرورت ہے کہ ہر حاجی اس توحید میں اپنے کو غرق کردے۔ توحید محض قال نہیں، بلکہ حال بن جائے، توحید کا مطلب محض خدا کو ایک کہنا نہیں، بلکہ "ایک جاننا" ہو جائے، معبودیت، محبوبیت اور مطلوبیت صرف حق تعالیٰ کے لئے ہو اور ان کی اور صرف انہی کی اولیت و آخریت، ظاہریت و باطنیت محسوس و منکشف ہو جائے

(۴) خوش نصیب حاجی جب تلبیہ کہے وہ اس بات کو یاد کرے کہ اس تلبیہ میں اُس کی موافقت زمین کی ہر چیز کر رہی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

"جب مسلمان لبیک کہتا ہے تو اس کے داہنے اور بائیں
ختم زمین تک جتنی چیزیں ہیں (مثلاً پتھر، درخت، ڈھیلے)
سب لبیک کہتی ہیں" (ترمذی و ابن ماجہ)

ارشاد نبوی کا استحضار تلبیہ کہنے والے کو عجیب روحانی لذت بخشتا ہے۔

(۵) جس طواف کے بعد سعی کی جائے اس میں رمل کیا جاتا ہے، یعنی مونڈھے ہلا کر ذرا اکڑ کے تیز قدم چلتے ہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ کفار نے مسلمانوں پر طعن کیا تھا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے، اس لیے حکم ہوا کہ اس طرح اکڑ کر چلو تاکہ کفار کے مقابلہ میں اظہار قوت و عظمت ہو، ظاہر ہے کہ اب وہاں اعدائے دین تو ہیں نہیں تاہم رمل کا یہ طریقہ باقی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا مشورہ ہے

"واگر ایں اظہار جلادت و غلبہ نسبت	اگر یہ اظہار قوت اعدائے باطن یعنی
بہ اعدائے باطن کہ شیطان و جنود	شیطان اور اس کے کارندوں کے
اوست ملاحظہ و اعتبار نمایند در ذوق	مقابلہ میں تصور کی جائے تو ذوق و
و حضور و قرب وادخل بود"	حضور کا باعث ہوگا۔

(شرح سفر السعادۃ ص۲۲)

(۶) خوش نصیب زائر حرم جب مدینہ منورہ (صلی اللہ علیٰ صاحبہا) میں حاضری کی سعادت پائے اور بارگاہ نبوی سے قریب ہونے کی عزت حاصل کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام حقوق کو یاد کرے جو امت کے ذمہ واجب ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید حسین صاحب مدظلہ، کے کرامت نامہ کی چند سطریں نقل کرنا مناسب ہے۔

"حاضری روضۂ مبارکہ کے وقت آنحضرت علیہ السلام کی روح پر فتوح کو

وہاں جلوہ افروز، سننے والی، جاننے والی، غایت جمال و جلال کے ساتھ
تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار میں حاضری خیال کی جائے
اور جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے۔۔۔ فضول باتوں اور لوگوں
کی مجالس میں بلا ضرورت حاضری سے گریز کیا جائے۔ اوقات کو
درود شریف، ذکر، مراقبہ، قرأۃ قرآن، نوافل سے معمور کیا جائے"

(۷) اسی سلسلہ میں یہ بات بھی عرض کرنا مناسب ہے کہ بعض حجاج کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کا تقابل شروع کر دیتے ہیں اور مکہ معظمہ کے متعلق ایسے کلمات زبان سے نکال ڈالتے ہیں جن کو سن کر ڈر معلوم ہوتا ہے۔ راقم سطور کو مکہ معظمہ کے زمانۂ قیام میں بعض اوقات اس معاملہ میں بڑے صبر سے کام لینا پڑا۔ خوب یاد رکھیے کہ مدینہ منورہ کی تمام عظمتیں اور محبوبیتیں مسلم ہیں، مگر اس کے یہ معنی کب ہیں کہ مکہ معظمہ کو کہا جائے کہ بالکل "خالی" ہے۔ (استغفر اللہ استغفر اللہ اعوذ باللہ من شر الشیطان و شرکہ)

مدینۂ طیبہ کی عظمت و محبت مکہ والے ہی کی وجہ سے ہے، مکہ معظمہ کو قرآن مجید نے "بلدِ امین" کہا ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ کعبہ یہیں ہے جس کا خود حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی طواف کرتے تھے، خدا کے شعائر، صفا مروہ یہیں ہیں، زمزم یہیں ہے، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ یہیں سے قریب تر ہیں، بلکہ یہیں ہیں، پھر مکہ کو خالی کیسے کہا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں جو علمی بحث کتابوں میں درج ہے، اس سے قطع نظر ماوشما کو اس معاملہ میں اپنی زبان کو بالکل محفوظ رکھنا چاہیئے کہ مبادا کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔

راقم سطور نے مکہ معظمہ میں بعض دوستوں سے عرض کیا تھا کہ اپنا ذوق تو یہ کہتا ہے

کہ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور مکہ میں بھی صفا، مروہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی مختلف جہتیں ہیں، حاجی ان میں سے جس مقام پر جائے وہیں کی کیفیات اس پر غالب ہونا چاہییں، اس طرح سے ہر مقام کا ادب و احترام ہمارے حصہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ!

نعتِ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم
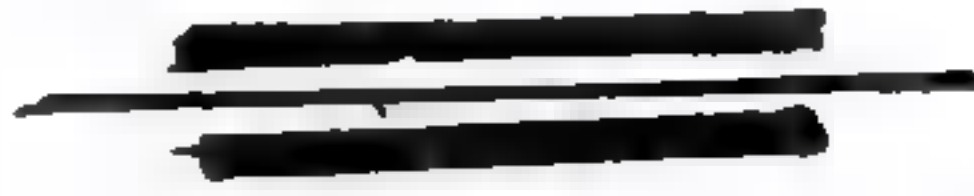
(از مولینا نسیم احمد فریدی امروہی)

سراپا چمن ہے دیارِ مدینہ — دوام آشنا ہے بہارِ مدینہ

مدینے کے پھولوں کا کیا پوچھتے ہو — رگِ گل ہے ہر نوکِ خارِ مدینہ

دلوں پر ہے جس کی حکومت کا سِکّہ — زہے شوکتِ تاجدارِ مدینہ

کسی چیز کی اس کو حسرت نہیں ہے — میسّر ہو جس کو غبارِ مدینہ

یہ مسجد، یہ منبر، یہ روضہ یہ گنبد — ہے فردوس ہر یادگارِ مدینہ

وہاں کی زمیں عرش سے بھی ہے اعلیٰ — جہاں دفن ہیں تاجدارِ مدینہ

تہجد، تلاوت، تضرّع، دعائیں — خوشا سعیٔ شب زندہ دارِ مدینہ

حُنین و تبوک اور بدر و اُحد میں — صف آرا ہوئے شہسوارِ مدینہ

کبارِ مدینہ تو یوں بھی بڑے ہیں — بڑوں سے بڑے ہیں صغارِ مدینہ

تمنا ہے عمرِ رواں اپنی گذرے — بہ ہمراہ لیل و نہارِ مدینہ

فریدی چلو چل کے روضہ پہ کہنا
سلام آپ پر تاجدارِ مدینہ

بیتابیٔ شوق

(از سید انیس الدین احمد رضوی امروہی)

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

واوازِ غمِ مہجوری، اے قلبِ حزیں لے چل — اے سازِ یقیں لے چل، اے سوزِ یقیں لے چل
اے ذوقِ نظر لے چل، اے شوقِ جبیں لے چل — اس روضۂ اقدس کے، اس در کے قریں لے چل

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

وہ سامنے آنکھوں کے روضہ نظر آتا ہے — فردوسِ محبت کا نقشہ نظر آتا ہے
آنکھوں سے کچھ اٹھتا سا پردہ نظر آتا ہے — خورشیدِ محبت کا جلوہ نظر آتا ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

غرقابِ محبت کو ساحل نظر آتا ہے — مجنونِ طریقت کو محمل نظر آتا ہے
اس در سے کہیں جانا مشکل نظر آتا ہے — یہ سر انہیں قدموں کے قابل نظر آتا ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

پوچھے کوئی اس دل سے جو کشتۂ فرقت ہے — ناکام تمنا کیوں بیتابِ زیارت ہے
وہ بارگہِ انور عشاق کی جنت ہے — تسکینِ تمنا ہے، تقدیسِ محبت ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

دنیائے محبت پر رحمت کی گھٹا چھائی میخانۂ وحدت پر ہیں جمع تماشائی
پھر ساقیٔ طیبہ نے کی انجمن آرائی بیتاب ہے اس سر میں پھر شوق جبیں سائی

اے جذبۂ دل لے چل، للہ وہیں چل

گلزار بداماں ہے ہر نخل گلستاں کا صد مہر درخشاں ہے ہر ذرہ خیاباں کا
ہر گوشہ میں منظر ہے دربار سلیماں کا واللہ ہے عجب عالم بزم شہ ذی شاں کا

اے جذبۂ دل لے چل، للہ وہیں چل

اے جذبۂ دل تو ہی اس دل کی نشانی ہے اس در کے قریں لے چل جو قصر معانی ہے
ہے ایک خلش دل میں جو ان کو دکھانی ہے اک غم کی کہانی ہے جو ان کو سنانی ہے

اے جذبۂ دل لے چل، للہ وہیں لے چل

اس درگہِ والا پر با چشم تر آیا ہوں اپنے دل مفتوں کی لے کر خبر آیا ہوں
اک ٹوٹے ہوئے دل کا میں نوحہ گر آیا ہوں آنکھوں کے بل آیا ہوں خاکم بسر آیا ہوں

اے جذبۂ دل لے چل، للہ وہیں لے چل

کہنا ہے کہ آیا ہوں اس در پہ میں فریادی کہنا ہے کہ لایا ہوں اک محضر بربادی
کہنا ہے کہ قسمت نے کیا کی ستم ایجادی کہنا ہے کہ اک میں ہوں اور محنت کی آبادی

اے جذبۂ دل لے چل، للہ وہیں لے چل

کہنا ہے امیں ان سے دوران جبیں سائی اے مظہر محبوبی، اے شان دل آرائی
کن بر سر تابوتم یک جلوہ بہ رعنائی اے در لب لعل تو اعجاز مسیحائی
اے بادشہ خوباں داد از غم تنہائی دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

اے جذبۂ دل لے چل، للہ وہیں لے چل

عرضِ احسنؔ

باستانۂ نبوّتِ کبریٰ علیٰ صَاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام

از حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی نور اللہ مرقدہٗ

(حضرت گیلانی کے خاص جذبیہ انداز میں)

ہر ایک سے ٹکرا کر ہر شغل سے گھبرا کر ہر فعل سے شرما کر ہر کام سے پچھتا کر
آمد بدرت بنگر

اے خاتم پیغمبر یا قاسم الکوثر اے سرورِ ہر سرور اے رہبرِ ہر رہبر
اے آنکہ توئی افسر ہر کہتر و ہر مہتر فی المبدء والمحشر اے ہستیِ تو محور
للاکبر والاصغر اے طلعتِ تو مظہر للاول والآخر اے رحمِ جہاں پرور
آقائے کرم گستر آمد بدرت بنگر

امروز چہ مہمانے ناکارہ و نادانے آلودۂ عصیانے آغشتہ دامانے
بازیچۂ شیطانے از کردہ پشیمانے
آمد بدرت بنگر نے مونس و نے یاور

نے ساز نہ سامانے نے علم نہ عرفانے نے دین نہ ایمانے نے فضل نہ احسانے
از خانہ ویرانے و ز کلبۂ احزانے والحبس و زندانے ناشکرے و کفرانے
آمد بدرت بنگر کالحائر والمضطر

باچاک گریبانے — باسینہ بریانے — بادیدہ گریانے — با اشک فراوانے

بانالہ وفغانے — باشورش پنہانے — بادانش حیرانے — باعقل پریشانے

درصورت عطشانے — درگریہ ودرمانے — خواہد ز تو فرمانے — پروانۂ غفرانے

آمد بدرت بنگر — البائس والمعتر

شاہا تو بمن منگر — بر رحمت خود بنگر — انصاف تو کن آخر — غیر از تو مرا دیگر

من ناظر والناصر — والشافع مستغفر

تو جوشش رحمانی — تو سایۂ یزدانی — تو شاہد ربانی — تو جلوۂ سبحانی

تو مرکز اعیانی — تو جوہر فردانی — تو مبدء اکوانی — تو مقصد امکانی

تو مرجع مایانی — تو جانی وجانانی — ہم روحی و روحانی — تو زبدۂ انسانی

تو نیّر فارانی — تو دُرّۂ عدنانی

تو مہبط قرآنی

تو خاتم ادیانی — باں دینی وایمانی

اے آنکہ تو درمانی — ہر رنج و پریشانی — بنگر کہ مسلمانی — تورانی وایرانی

ہم ہندی وافغانی — ہم مصری و سوڈانی — از نزغ شیطانی — وجذبۂ حیوانی

در دانش نفسانی — وشورش عمرانی — یونانی ورومانی — افرنجی وبرطانی

در سکرت ہیجانی — در لطمۂ نادانی

در ورطۂ ظلمانی

در فتنہ وطغیانی — فی البغی وعدوانی

ہاں دستِ دعا بکشا	از ذروۂ او ادنیٰ [1]	و ز قبۂ ما اوحیٰ [2]	اے مرضی تو ترضیٰ [3]
وے ملت تو بیضا	فاللیل لقد یغشیٰ [4]	والکفر قد استعلیٰ [5]	ذا امتک اضعفیٰ [6]
	فی سیطرۃ الاعداء [7]	ان سہمک لا یطغیٰ [8]	

و رمیک لا یخطیٰ [9]

واللہ ھو الاعلیٰ [10] — والحق فلا یعلیٰ [11]

---

[1] او ادنیٰ سورہ النجم کی آیت ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف تلمیح کی گئی ہے۔
[2] فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (یعنی جب او ادنیٰ کے مقام تک عروج ہوا تو اللہ نے اپنے بندے پر وحی کی جو کچھ بھی وحی کی) یہ بھی اسی سورۃ النجم کی آیت ہے ۱۲ [3] سورۃ والضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ارشاد الٰہی ہوا ہے کہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اتنا دے کہ تو راضی ہو جائے) بلاشبہ اس آیت میں بڑی بشارتیں پنہاں ہیں۔ العالمین کی رحمت کی رضامندی کے حدود کو سوچئے اور سر دھنئے
[4] بس رات چھا گئی [5] اور کفر اونچا ہو گیا [6] یہ آپ کی کمزور و ناتواں امت ہے۔ [7] دشمنوں کے قابو میں ہے [8] آپ کا تیر نشانہ سے ہٹ نہیں سکتا [9] آپ کے نشانہ کو غلط نہیں کہا جا سکتا [10] اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ [11] اور حق پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

تصوّرِ کعبہ

(از حضرت عروج قادری)

تصور میں ترے ہے لطف اتنا تجھ میں کیا ہوگا
ترے دیدار سے قلبِ حزیں کا غنچہ وا ہوگا

ترے دیوار و در ہیں آئینہ اُس کی تجلّی کا
مری چشمِ بصیرت کے لئے تو آئینہ ہوگا

جمالِ لم یزل کا مظہرِ مخصوص تو ہے جب
ترے آئینۂ رحمت میں خود وہ رونما ہوگا

ترا جب سامنا ہوگا تڑپ اٹھے گا میرا دل
مری آنکھوں سے اشکِ غم مسلسل بہ رہا ہوگا

ندامت کے پسینے میری پیشانی پہ ابھریں گے
مرا دل اپنی عصیاں پروری پر جل اُٹھا ہوگا

لپٹ کر تیرے دامن سے کہوں گا اپنی حاجات
نہ جانے کس طرح مجھ سے بیانِ مُدّعا ہوگا

پکار اٹھوں گا ربّ البیت ربّ البیت عاجز کو
ترے مالک کی رحمت میرا تنہا آسرا ہوگا

وہ دینِ حق کہ جس کا تو ہی مرکز سب سے پہلا ہے
نثار اس دین پر میرا سراپا ہو رہا ہوگا

بلک کر کہہ رہا ہے جانے کیا کیا تیرے گوشے میں
عجب انداز ہے اس کا یہ کوئی دل جلا ہوگا

حج کے بعد

حسرت اور تمنّا

(از حضرت صوفی ایم-اے)

حسرت :-

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بردوش جا پہونچا مگر مرنا نہ سیکھا تھا

نہ رہبر تھا نہ رہرو تھا نہ منزل آشنا تھا میں
محبت کا سمندر، دل کی کشتی، ناخدا تھا میں

ہوائیں تیز تھیں، تلاطم تھا، سفینہ ڈگمگاتا تھا
بڑا گہرا سمندر تھا جدھر نظریں اٹھاتا تھا

وہ موتی تہ نشیں تھے، میں مسافر حج کا جویا تھا
کہاں موتی، کہاں میں، خود سفینہ ہی ڈبویا تھا

اگر فضل الٰہی دستگیر اپنا نہ ہو جاتا
تو اک ادنیٰ تھپیڑا موج عصیاں کا ڈبو جاتا

تسلسل واردات عشق کا حج ہے کیا خبر تھی
جہاں ہے شرط یکسوئی یہ آوارہ نظر کیا تھی

یہ کیا معلوم تھا اُس کی تجلی کیسی ہوتی ہے
خبر کیا تھی کہ دل کیسا تسلی کیسی ہوتی ہے

یہ کیا معلوم تھا کیا چیز خود لیلائے کعبہ ہے
خبر کیا تھی کہ کس رفعت پہ اور پایۂ کعبہ ہے

اسے لے دے کے ابراہیمؑ کی تعمیر سمجھا تھا
جو خود ہی جان و قالب ہے اُسے تصویر سمجھا تھا

زمیں سے عرش اعظم تک کبھی دیکھا نہ تھا میں نے
غضب ہے اپنا پرچم تک کبھی دیکھا نہ تھا میں نے

فقط اک نام سے معمور کے کچھ آشنائی تھی
یہ کیا معلوم تھا کعبہ اسی کی رونمائی تھی

سمجھتا تھا صدا لبیک کی آواز ہے خالی
وہاں پہنچا تو حسرت تھی کہ اپنا ساز ہی خالی

کوئی نغمہ نہ تھا شایانِ محفل ساز ہستی میں
خدا کا نام بھی لینا نہ سیکھا خود پرستی میں

ہزاروں منزلیں آئیں گئیں، میں رہ گیا سوتا
دلِ بیدار ہی لے کر نہ پہنچا تھا تو کیا ہوتا

نہ ہے وہ آنکھ جو وا آئینۂ دیدار ہو جائے
نہ ہے وہ دل وہاں جو مہبطِ انوار ہو جائے

صفا مروہ، مقامِ سعی، زمزم، خیف جا آئیں
میں ششدر تھا، اڑاتے تھے یہ سب عرفان کی باتیں

دلِ ہر ذرہ سے تھی چھوٹ انوارِ الٰہی کی
مگر کچھ فکر میں نے کی نہ تھی دل کی سیاہی کی

خبر کیا تھی کہ کیا ہیں بوقبیس و طور کے جلوے
یہ کیا معلوم تھا ہوتے ہیں کیسے نور کے جلوے

یہ کیا معلوم تھا ان کی کرم فرمائیاں کیا ہیں
حرا کی خلوتیں یا ثور کی یکجائیاں کیا ہیں

مری چشمِ محبت خونِ حسرت اب بھی روتی ہے
خبر لے کاش یہ ہوتی کہ حج کیا چیز ہوتی ہے

وہ منزل قربِ باری کی وہ رفعت کوہِ رحمت کی
خبر کیا تھی کہ یہ سیڑھی ہے معراجِ محبت کی

گیا، حج کر کے لوٹ آیا تو اب حسرت ہے یہ طاری
کہ پہلے سے نہ کی افسوس حج کرنے کی تیاری

حرم سطحِ زمیں پر مرکزِ عشق و محبت ہے
جسے کہتے تھے صحرائے عرب بحرِ حقیقت ہے

جسے کہتے ہیں حاجی غیرتِ صد قیس ہوتا ہے
پکڑ کر دامنِ لیلائے کعبہ خوب روتا ہے

نہ جانے سحر کیا کرتی ہے یہ کالی ردا والی
کہ لاکھوں قیس آ کر چومتے ہیں عتبۂ عالی

نہ سیریں ہیں نہ تفریحیں، تجارت ہے نہ میلے ہیں
مگر اس دشت میں یہ جذبِ مستی ہے یہ ریلے ہیں

اگر فولاد کے کانٹے بچھائے جائیں صحرا میں
بجائے موج زنجیریں اگر تن جائیں دریا میں

تو ابراہیمؑ نے جن خوش نصیبوں کو پکارا تھا
پکارا کیا، جنونِ عشق کا اک نقش ابھارا تھا

وہ مجنونِ محبت، وہ سراپا عشق دیوانے
چلے آئیں گے کانٹے توڑتے زنجیر کھڑکاتے

یہ دیوانے اگر پہلے سے کچھ ہشیار ہو جاتے
حرم میں بن کے محرم صاحبِ اسرار ہو جاتے

جسے کہتے ہیں بطحا منزلِ عشقِ الٰہی ہے
یہاں شاہی فقیری ہے فقیری رشکِ شاہی ہے

کفن پہنے، پریشاں حال، ژولیدہ مو راہی
چلا آتا ہے آنکھیں پونچھتا سرمستِ جاں کاہی

یہ جاں کاہی حقیقت میں حیاتِ جاودانی ہے
وگرنہ گوشت ہڈی کھال، مٹی، خون، پانی ہے

فضاؤں میں یہیں کی عشق کا پودا پنپتا ہے
ہوا یہ کھا کے گلزارِ دل سوسن لہکتا ہے

منور کر کے قندیلِ حرم سے اپنے سینے کو
چلا جاتا ہے ہنستا کھیلتا حاجی مدینے کو

ملائک راہ میں پیروں کے نیچے پر بچھاتے ہیں
زہے عشاق جو محبوب کی گلیوں میں جاتے ہیں

یہ وہ دربار ہے روح الامیں دربان ہے جس کے
سمجھ میں کاش آ جاتے یہ رتبے ان کی مجلس کے

ہزاروں بار تجھ پر لے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہیں تجھ سے جدا ہوتا

یہیں جاں دادگانِ عشق کی بزمِ حسینان ہے
احد کا دامن زریں مگس رانِ شہیداں ہے

اگر کانِ شہادت کی طرف ہم کان دیتے ہیں
تو یہ معلوم ہوتا ہے صحابہ سانس لیتے ہیں

نبی کے نطق کی حامل مدینہ کی ہوائیں ہیں
یہاں گونجی ہوئی اب تک صحابہ کی صدائیں ہیں

فضا خاموش ہو جاتی ہے جب تاروں کی چھاؤں میں
تو ہنگامِ تہجد کی سکوت افزا فضاؤں میں

اسی کا نطق دل میں نور سینہ بن کے آتا ہے
صحابہ کا تکلم اک سکینہ بن کے آتا ہے

یہاں کا ذرہ ذرہ کھینچتا ہے دل کے دامن کو
کدھر طائر کہاں؟ اب چھوڑ کر اپنے نشیمن کو

کہیں ایسا نہ ہو مرکر کہیں برباد ہو جائیں
چلو طیبہ چلیں صوفی وہیں آباد ہو جائیں

تمنا :-

تمنا ہے کوئی اللہ والا پھر دعا کر دے
کہ مجھکو ربِ کعبہ دولتِ حج پھر عطا کر دے

وہی تیاریاں ہوں پھر علائق سے جدا ہو کر
یہ بندہ پھر خدا کا ہو کے ترکِ ماسوا کر دے

گلے سے اپنے بچوں کو لگاؤں اور وداع کر دوں — محبت اپنی غالب پر محبت پر خدا کر دے

چلوں گھر چھوڑ کر جس دم تو رب البیت کا ہاتف — نوید باریابی دل کے پردوں کو اٹھا کر دے

وطن کے باغ سے جس وقت نکلوں راہ غربت میں — مدینہ یاد آکر باب جنت مجھ پہ وا کر دے

مجھے رخصت کریں یوں رو رو کے جسدم آنسوؤں والے — جنون شوق بحر اشک میں طوفاں بپا کر دے

مسافر کعبہ کے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا — جہاز زندگی اپنا سپرد ناخدا کر دے

کفن پہنائے جب مجھکو خدا میقات ہستی پر — فنا فی اللہ کر کے زندگی سرتاپا کر دے

صدا لبیک کی یکبارگی جب چار سو گونجے — مجھے دیوانگی اس وقت مصروف بکا کر دے

فغاں کے ساتھ نکلیں پے بہ پے لبیک کی چیخیں — تصور ان کے گھر کا میری حالت کیا سے کیا کر دے

برہنہ پا برہنہ سر کفن بر دوش جا پہنچوں — جہان شوق میں میرا جنوں محشر بپا کر دے

وہی صحرا، وہی دشت و جبل پھر آنکھ سے دیکھوں — غبار ان کی گلی کا میری آنکھیں سرمہ سا کر دے

وہ دیکھوں میں بیاں جسکے عاجز ہو زباں میری — وہ اتنا دے کہ مجھ کو بے نیاز مدعا کر دے

حدود پاک میں اسکے حرم کے سر کے بل اتروں — وہ سجدوں کو مرے قائم مقام نقش پا کر دے

تقاضائے ادب یوں آبلہ پائی کی خو ڈالے — نیاز راحلہ کی قید سے مجھکو رہا کر دے

نیاز عاشقی لیکر گلی میں ان کی یوں دوڑوں — کہ مجھکو جذب معشوقانہ منزل آشنا کر دے

تڑپ کر جان دیدوں جب حریم پاک میں پہنچوں — مگر پھر جی اٹھوں جب دامن کعبہ ہوا کر دے

بہت روؤں لپٹ کر یوں میں کعبہ کے دامن سے — یہ بارش آنسوؤں کی نخل ہستی پھر ہرا کر دے

اسے چوموں حبیب کبریا نے جس کو چوما ہے — کہ شاید لذت عشق نبیؐ سے آشنا کر دے

عذار کعبہ کا اک خال دلکش سنگ اسود ہے — نہیں چشم سیہ ہے حسن جس کو سرمہ سا کر دے

پیوں پھر سیر ہو کر آب زمزم چاہ زمزم پر — مرا جام طلب لبریز یہ آب بقا کر دے

شعائر پر خدا کے جاؤں ذوقِ ہاجرہ لیکر — مری توفیق شرحِ آیۂ انّ الصفا کردے

جھکاؤں سر کو اسماعیل ساں ہر سنگریزے پر — مجھے قسمت اگر آوارۂ دشت منا کردے

پیادہ پا چلوں پھر خیف سے میں سوئے مزدلفہ — کہ مشعر پہ خدا پھر ذکر کی نعمت عطا کردے

بڑھوں رحمت کی جانب کعبہ کے پھر از منا نکلا — کہ اپنے پاک گھر کا مجکو حاجی پھر خدا کردے

منا میں جب کفن اترے تو میرا فاطرِ ہستی — حیاتِ طیبہ کا خلعت تازہ عطا کردے

اڑا لے جائے پھر سوئے حرم مجکو مری حسرت — کہ بلبل گل کے آگے آخری مجرا ادا کردے

تمنا ہے مری چشم ارادت دل کا سرمایہ — نثارِ آستینِ شاہدِ مشکیں قبا کردے

گزر کر عشق و شورش کے منازل سے چلوں طیبہ — تو وہ حسن آفریں میری ادائیں دلربا کردے

حبیبِ کبریا کی بزم محبوبی میں جا پہنچوں — کرم پھر مجھ پہ استادہ حبیبِ کبریا کردے

جہاں سے گنبدِ خضرا نظر آئے ان آنکھوں کو — کوئی اپنے قصیدے کی وہیں سے ابتدا کردے

درودوں کے ترنم سے صدائے بازگشت اٹھے — پہاڑوں کو نبی کا نعت خواں، محوِ ثنا کردے

نظر جس وقت آنکھوں کو مری باب السلام آئے — نکل کر جان قالب سے ادب کا حق ادا کردے

یہ وہ در ہے جہاں لاکھوں ملائک سر بسجدہ ہیں — دعا یہ ہے کہ توفیقِ ادب مولیٰ عطا کردے

کوئی مجھ سے بتاؤ میں یہاں پہنچوں تو کیا ہوگا — وہیں کا ہو رہوں بس یہ کرم مجھ پہ خدا کردے

گلِ خوبی نہیں گلزارِ خوبی بلکہ جو کچھ ہے — اسی کا مجکو مولا بلبلِ شیریں نوا کردے

درودوں کے تحائف پیش کرکے میں کہوں اس سے — کہ اے شاہِ دو عالم مجکو طیبہ کا گدا کردے

ترے کوچہ میں گو رہنے کے قابل میں نہیں لیکن — ترا جود و سخا، تیری دعا تیری عطا کردے

بقیعِ پاک میں ڈھونڈا ہی میں خواب میں مدفن — خدا اس خواب کو اک واقعہ سرتاپا کردے

تمنا ہے کہ خاک پاک کا پیوند ہو جاؤں — تمنا صوفی محتاج کی پوری خدا کردے

ہم غریبوں کا بھی سلطانِ غریباں کو سلام

زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی

زائرو پیش کرو جب شہِ ذیشاں کو سلام — ہم غریبوں کا بھی سلطانِ غریباں کو سلام

عرض کرنا بکمالِ ادب و شوقِ نیاز — قبلۂ اہلِ وفا کعبۂ ایماں کو سلام

یاد رکھنا حرمِ پاک کے جانے والو — مجھ گنہگار کا اس رحمتِ یزداں کو سلام

بھول جاؤ نہ کہیں وقتِ تلاوت لِلّٰہ — مہبطِ روحِ امیں حاملِ قرآں کو سلام

خواب گاہ شہِ کونین پہ ہر لحظہ درود — سحر و شام مرے حاصلِ ایماں کو سلام

گوشہ گوشہ پہ شبستانِ رسالت کے درود — روضہ و منبر و محراب درخشاں کو سلام

قبۂ نور پہ ہوتے ہیں جو قرباں ہمہ شب — ان ستاروں کو سلام اس مہِ تاباں کو سلام

فرشِ پا ہوتی ہے جو صحنِ حرم میں ہر سو — اس شبِ ماہ اور اس صبحِ درخشاں کو سلام

جس سے ہوتی ہیں مری ہجر کی راتیں روشن — حرمِ قدس کی شمعِ شبستاں کو سلام

گنبدِ سبز کا ہر روز جو کرتی ہیں طواف — ان شعاعوں کو اور اس مہرِ درخشاں کو سلام

جس سے روشن ہوئے دل ہم سے سیہ کاروں کے — اس درِ پاک کی قندیلِ فروزاں کو سلام

روضۂ خلد میں جو محوِ عبادت ہوں گے — ان کے حسنِ نظر و چہرۂ تاباں کو سلام

درِ اقدس پہ جو مصروفِ گہرباری ہو — نگہِ شوق کا اس دیدۂ گریاں کو سلام

وہ جو احساسِ ندامت سے ہو طوفاں بہ کنار — ڈبڈبائی ہوئی اس چشمِ پشیماں کو سلام

گم جو ہو جلوۂ بے رنگ کے نظاروں میں — دلِ مشتاق کا اس دیدۂ حیراں کو سلام

باصد اخلاص و باندازِ غلامی کہنا — حرمِ پاک کے ہر خادم و درباں کو سلام

دل کو دل چشم توجہ سے بنایا جس نے
میرے اس راہبر منزل عرفاں کو سلام

جو پھرا کرتے ہیں مستوں کی طرح گلیوں میں
ان سگانِ بلدِ شاہِ رسولاں کو سلام

جن کو حاصل ہے شرف آپ کی پابوسی کا
اس گلی کوچے کے ذراتِ درخشاں کو سلام

نگہِ سرورِ کونینؐ پڑی ہے جن پر
جادہ و منزل و کہسار و بیاباں کو سلام

اک نظر کوہ اُحد پر مری خاطر پہلے
پھر اسی وادیٔ فردوس بداماں کو سلام

محوِ آرام ہیں جس خاک پہ اصحابؓ اُحد
ایک مہجور کا اس گنجِ شہیداں کو سلام

جس میں خلد درآغوش قبا کی مسجد
اس خیاباں کو سلام اس چمنستاں کو سلام

رنگ و نکہت پہ شمیم چمن خُلد نثار
غنچہ و لالہ و گل، سنبل و ریحاں کو سلام

جس میں ہر لحظہ مہکتی ہے نسیم رحمت
اس گلستاں کو سلام اہلِ گلستاں کو سلام

ساز دل گونج اٹھا کیف نواسنجی سے
چمنِ طیبہ کے مرغانِ خوش الحاں کو سلام

جن کے صدقے میں خلش ہوتی ہے اب تک دل میں
سنگریزوں کو اور ان خارِ مغیلاں کو سلام

کیف و مستی میں فراموش نہ ہو جائے کہیں
قافلے والوں کو اور ان کے حُدی خواں کو سلام

مست و سرشار نظر آئیں جو کچھ ناقہ سوار
ان کے بکھرے ہوئے گیسوئے پریشاں کو سلام

پاپیادہ جو ملے راہ میں دیوانۂ شوق
اس غریب الوطن و بے سروساماں کو سلام

غازۂ خاکِ رہِ شوق ہو جس کے رُخ پر
اس کے ذوقِ طلب و رنگِ پریشاں کو سلام

جس جگہ کرتے ہیں حجاج پہونچ کر منزل
ان مقامات کو ان کوہ و بیاباں کو سلام

نعت پڑھتا ہوا مل جائے جو کوئی یمنی
غائبانہ مرا اس مست و غزلخواں کو سلام

اُن کی رحمت سے میسر ہوں وہ دن کاش حمید
خود کریں عرض شہنشاہِ رسولاں کو سلام

سلسلہ مطبوعات
۲۵

آپ حج کیسے کریں؟

مفید اضافات و ترمیمات کے ساتھ جدید ایڈیشن

مرتبہ
مولانا محمد منظور نعمانی
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ناشر
فضل ربی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱/کے-۳-ناظم آباد مینشن، نزد بیف خانہ۔ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸